

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

حسب ما رثت جناب الحجاج مولوی شمس الدین احمد صاحب

تشریح آیات قرآنی

یعنی

صحیح عقائد اور صالح اعمال کی صحیح تفسیر

مولفہ

جناب الحجاج مولوی غلام سرور صاحب

۱۹۵۴ء

مطبع بنگا آزاد پریس بلائی دت اسٹریٹ کلکتہ طبع گردید

۲۹۷۶۱۴۲ ✓
۹۶۸۲

DATA ENTERED

مقدمہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ الْكَرِيمِ

كَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ

(علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے،
برادران ملت وہ کون سا علم ہے جس کا حاصل کرنا مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا ہے
معلوم ہونا چاہیے کہ وہ یہی علم ہے جس کو ہم دُنیا کے اسلام، کلام مجید و فرقان حمید
کے نام سے پکارتے ہیں اور جس کو باری تعالیٰ نے اپنے حبیب سردار و دو جہاں حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل فرمایا ہے۔ تمام اسلامی علوم کے حاصل کرنے
سے مسلمانوں کی اصلی غرض یہی ہے کہ کتاب آسمانی پوری طرح سمجھ میں آئے تاکہ صحیح عقائد
و صالح اعمال اور دائرے حقوق کی صحیح تعلیم و تلقین ہو سکے جس سے انسان ایک مکمل انسان
بنے اور فلاح دارین و قرب الہی اسکو نصیب ہو۔ اور رحمت نیردانی سے مالا مال ہو کر وہ دین و
دُنیا کی اصلی کامیابی حاصل کر سکے۔ لیکن افسوس صدر ہزار افسوس اس بات کا ہے کہ ہماری قوم و
ملت کی اکثریت اس سے بالکل بے بہرہ اور نا آشنا ہے۔ اور تعلیم و تعلم قرآن سے اپنی نظروں کو
بالکل ہٹا چکی ہے۔ انھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ دُنیا میں انسانی زندگی کو سنوارنے اور خوشگوار
بنانے کیلئے اس کلام پاک کے اندر کیسے کیسے ہے بہا اور نایاب اصول بتائے گئے ہیں۔ اور نہ یہ
خبر کہ طرز زندگی اور فلاح دارین کی اصلی کامیابی کیونکر اور کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر آج ہمارے
تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے ذہن میں قرآن پاک کی ان چھوٹی چھوٹی ایتوں ہی کا
مفہوم بٹھا دیا جائے تو تمام اخلاقی معاشرتی اور تمدنی مصیبتوں کا حل خود بخود ہو جائے

۱۔ قاضی ابو بکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن الوبی المتوفی ۵۳۳ھ نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں
ستر ہزار علوم ہیں۔ قرآن مجید کے سمجھنے کیلئے اور اس کی تفسیر کیلئے جن علوم کی ضرورت ہے ائمہ نے
ان کی تعداد تین سو سے زائد مقرر کی ہیں۔

پہچیدہ سے پہچیدہ اور مبہم سوالات کے صحیح صحیح جوابات ہمارے افراد کا بچہ بچہ ہدایت حاصل کرنے کے لئے مناسب سمجھا گیا کہ پہلے پہل اُردو داں بھائیوں اور بہنوں کے لئے بجائے پوری تفسیر قرآن کے کچھ چیدہ آیات کا ایک مجموعہ کتابی صورت میں شائع کیا جائے تاکہ ان کے معلومات میں اضافہ ہو اور آئندہ چل کر بڑی بڑی تفسیروں کے مطالعہ کا شوق ان کے دلوں میں پیدا ہو۔

کئی سال تک یہ خیال دل میں موجزن رہا لیکن عظیم الفرصت اور دائم المریض ہونے کی وجہ سے اس کے شروع کرنے کی نوبت نہ آئی۔ پھر کبھی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ان مزاحمتوں کے باوجود اس گنہگار خطا کار کو توفیق بخشی کہ ان اوراق کو ترتیب دے کر اپنے سیاہ اعمال نامہ کے دھونے کیلئے آبِ رحمت کے چند قطرے فراہم کر سکے۔

من آں خاتم کہ ابرو بہاری کند از لطف بر من قطرہ باری
الغرض دو ڈھائی سال کی متواتر کوششوں کے بعد یہ چند صفحوں کا مجموعہ ناظرین کرام کے سامنے ہے۔

بحمد اللہ اس خاکسار نے اپنی اس تشریح آیات قرآنی کی تالیف میں اکابر ائمہ کی تفسیروں کو پیش نظر رکھا ہے اور بعد اقتباس جہاں تک ممکن ہو سکا معنی اور مطلب کی تشریح بہت مختصر اور سلیس و عام فہم اُردو زبان میں کی تاکہ احکام الہی یا آسانی اُردو داں بھائیوں اور بہنوں کی سمجھ میں آسکیں۔ آیات اور تراجم کو نمبر وار رکھا۔ تشریح کو بھی ہر آیت یا چند آیات کے مجموعہ کے بعد ہی بیان کیا تاکہ ہمارے قارئین کو پڑھنے اور سمجھنے میں سہولت ہو۔ پھر کبھی اس کے اندر بہت سی آیات ایسی بھی ہیں جن کی تشریح و تفسیر کی ضرورت نہ پڑی۔ صرف ترجمہ ہی سے آیات کا مفہوم ناظرین کی سمجھ میں آئیگا۔

وَعَاہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر عام و خاص کو اس فائدہ پہنچائے اور ناظرین باتمکین التجا ہے کہ اپنی دعاؤں میں اس کترین گنہگار غلام سرور عفی اللہ عنہ کو یاد فرمائیں اور جس جگہ کوئی خطا پائیں تو بظرف عفو و کرم اسکی اصلاح کریں۔ باکریاں کار ہا دشوار نیست

آخر میں میں جناب مولانا مولوی محمد کفیل فاروقی صاحب بجنوری مدرسہ عالیہ کلکتہ ترجمان القرآن مسجد کو لوٹولہ کا دلی شکر یہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب پر نظر ثانی فرمائی۔

وما توفیق الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

۱	سورہ فاتحہ	حمد اور ثنا
۳	سورہ اخلاص	وحدانیت کا بیان
۴	سورہ الکہف کا ۱۲ واں رکوع اور سورہ لقمن کا تیسرا رکوع	خدا کی تعریف ختم نہ ہو سکے
۴	سورہ بقرہ کا تیسرا رکوع	خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو
۶	سورہ الواقعہ کا دوسرا رکوع	قدرت کا ملکہ کے چند نشانات
۶	سورہ بقرہ کا تیسرا رکوع	قرآن خدا کا کلام ہے۔ اس کا ثبوت
۱۱	سورہ الحج کا پہلا رکوع	قرآن کا محافظ خود خداوند تعالیٰ ہے
۱۲	سورہ قدر	قرآن دنیا میں کب نازل ہوا
۱۳	سورہ زخرف کا پہلا رکوع	قرآن حکمت و دانائی کی کتاب ہے
۱۴	سورہ واقعہ کا تیسرا رکوع	قرآن پاک کا احترام
۱۵	سورہ ابراہیم کا پہلا رکوع	نزول قرآن کا مقصد
۱۴	سورہ بنی اسرائیل کا پانچواں رکوع	شرک اور الحاد کی مثالیں
۱۸	سورہ بقرہ کا ۳۳ واں رکوع	تمام پیغمبر تھے میں ایک نہیں ہیں
۱۸	سورہ بقرہ کا ۴۰ واں رکوع	رسالت میں تمام پیغمبر برابر ہیں
۱۹	سورہ زمر کا ۷ واں رکوع	غیر اللہ سے مرادیں مانگنا شرک ہے
۲۰	سورہ انعام کا ۷ واں رکوع	مصیبت اور تنگی میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے
۲۱	سورہ الحج کا دوسرا رکوع	کچھ لوگ خدا کی عبادت رسمی طور پر کرتے ہیں
۲۳	سورہ زخرف کا ۲۰ واں رکوع	مشرکین کا یہ دعویٰ کہ اگر خدا چاہتا تو کیا ہم اس کی عبادت نہ کرتے سورہ زخرف کا ۲۰ واں رکوع
۲۶	سورہ نحل کا ۵ واں رکوع	قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے اس کی تردید
۲۶	سورہ بقرہ کا ۲۹ واں رکوع	احکام الہی کو ہمسنی کھیل نہ بناؤ
۲۸	سورہ اعراف کا ۲۲ واں رکوع	اللہ کے ناموں میں شرک نہ کرو
۲۸	سورہ روم کا چوتھا رکوع	شرک کی بُرائی عام مثال کے ذریعے
۲۹	سورہ نحل کا ۱۰ واں رکوع	دنیاوی بادشاہوں کے قیاس پر خدا کی مثال قائم نہ کرو
۳۰	سورہ الحج کا ۱۰ واں رکوع	غیر اللہ کو طاقت نہیں کہ ایک کبھی بھی بنا سکے
۳۱	سورہ سجدہ کا ۵ واں رکوع	عقبتی کا ایک دن دنیاوی ہزار سال کے برابر ہے
۳۲	سورہ روم کا دوسرا رکوع	قیامت کے دن مجرم سب حیرت زدہ ہوں گے
۳۳	سورہ انعام کا ۱۳ واں رکوع	کافروں کے معبودوں کو گالیاں نہ دیا کرو
۳۳	سورہ نحل کا ۵ واں رکوع	قیامت کے دن خدا پھر سب کو زندہ کرے گا
۳۴	سورہ مزیم کا ۵ واں رکوع	قیامت میں پھر زندہ ہونا ہو گا اس پر ایماں رکھنا
۳۵	سورہ الحج کا چھٹا رکوع	خدا کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا

۳۶	سورہ توبہ کا نواں رکوع	منافقوں اور کافروں سے دوزخ کا وعدہ ہے
۳۶	سورہ مومنوں کا چھٹا رکوع	قیامت میں سوال ہوگا کہ تم کتنے دن دنیا میں رہے؟
۳۷	سورہ مائدہ کا دسواں رکوع	شرک کر نیوالے پر جنت حرام ہے
۳۷	سورہ نساء کا ساتواں رکوع	خدا اگر چاہے تو شرک کے سوا تمام گناہ مٹا کر دے
۳۷	سورہ نساء کا ۱۸ واں رکوع	شرک جیسے گناہ کو خدا کبھی بھی معاف نہیں فرماتا
۳۸	سورہ توبہ کا ۱۴ واں رکوع	مشرکوں اور منافقوں کیلئے دعائے مغفرت کی حفاظت
۳۸	سورہ آل عمران کا تیسرا رکوع	مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بناؤ
۳۹	سورہ توبہ کا تیسرا رکوع	اگر ماں باپ کافر ہوں تو ان سے بھی رفاقت نہ رکھو
۴۰	سورہ مائدہ کا آٹھواں رکوع	یہود اور نصاریٰ مسلمانوں کے دشمن ہیں
۴۰	سورہ مائدہ کا ۹ واں رکوع	یہود اور نصاریٰ نے دین اسلام کو ہنسی کھیل بنا رکھا ہے
۴۰	سورہ مومنوں کا چھٹا رکوع	کیا دنیا میں انسان کو بیکار بھیجا گیا ہے؟
۴۱	سورہ ص کا تیسرا رکوع	دنیا اور کائنات کو بیکار نہیں پیدا کیا گیا
۴۲	سورہ الحجاثہ کا تیسرا رکوع	زمین اور آسمان کو خدا نے کسی غرض سے پیدا کیا ہے
۴۲	سورہ بقرہ کا ۲۶ واں رکوع	منکروں کے نظروں میں صرف دنیا سمائی ہوئی ہے
۴۵	سورہ آل عمران کا ۲۰ واں رکوع	غیر مسلموں کا عیش و نشاط تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے
۴۵	سورہ مومنوں کا چوتھا رکوع	مال و اولاد کا عطا ہونا اس کی دلیل نہیں کہ خدا ایسے لوگوں سے خوش ہے
۴۶	سورہ بنی اسرائیل کا دوسرا رکوع	دنیا کے معاملہ میں کسی کی تخصیص نہیں
۴۸	سورہ الشورہ کا تیسرا رکوع	انسان کے لئے دوزندگیاں ہیں
۴۹	سورہ آل عمران کا ۱۵ واں رکوع	پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد کیا تم لوگ اسلام سے پھر جاؤ گے؟
۵۰	سورہ ہود کا دوسرا رکوع	جو صرف دنیا چاہے اسکے لئے آخرت میں دوزخ ہے
۵۱	سورہ منافقوں کا دوسرا رکوع	تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں یا دالہی سے غافل نہ کرے
۵۲	سورہ تغابن کا پندرہواں رکوع	مال اور اولاد یہ سب فتنہ ہیں
۵۳	سورہ آل عمران کا پانچواں رکوع	سورہ بنی اسرائیل جس میں بنی اسرائیل کے حالات کا تذکرہ ہے
۵۳	سورہ آل عمران کا پانچواں رکوع	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش
۵۴	سورہ نساء کا ۲۳ واں رکوع	اپنے دین میں کم و بیش نہ کرو
۵۵	سورہ نساء کا ۲۲ واں رکوع	حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے نہیں گئے
۵۶	سورہ مائدہ کا ۱۰ واں رکوع	حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں
۵۶	سورہ مائدہ کا ۱۰ واں رکوع	مسیح ابن مریم کو خدا کہنے والے کافر ہیں
۵۶	سورہ مائدہ کا ۱۰ واں رکوع	مسیح ابن مریم صرف ایک رسول ہیں
۵۸	سورہ توبہ کا ۱۵ واں رکوع	یہود عزیز کو اور نصاریٰ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں

۵۸	منکرین اور مخالفین دنیا سے اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں سورہ توبہ کا ۵۱ واں رکوع
۶۰	اے محمد تم یہ اعلان کرو کہ میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں سورہ الکہف کا ۱۲ واں رکوع
۶۱	یہود اور مشرکین مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں سورہ مائدہ کا ۱۱ واں رکوع
۶۲	خدا عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ کیا تم نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا سورہ مائدہ کا ۱۶ واں رکوع
۶۳	دنیا میں سب سے پہلا گھر خدا کا کہاں ہے سورہ آل عمران کا ۱۰ واں رکوع
۶۴	علاء الفیل کا تاریخی واقعہ سورہ الفیل ۳۰ واں پارہ
۶۶	مسجد ضرار کا تاریخی واقعہ سورہ توبہ کا ۱۳ واں رکوع
۶۸	مسجدوں کو ویران و برباد کرنے والوں کا انجام سورہ بقرہ کا ۱۴ واں رکوع
۶۸	پنجگانہ فرض اور مقام محمود کیا ہے سورہ بنی اسرائیل کا ۹ واں رکوع
۶۹	نماز جمعہ کی اہمیت سورہ جمعہ کا دوسرا رکوع
۷۱	نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو سورہ بقرہ کا ۵ واں رکوع ۴۳ میں آیت
۷۱	مصیبت کے وقت نماز سے مدد لو سورہ بقرہ کا ۵ واں رکوع ۴۵ میں آیت
۷۱	مشکل کے وقت صبر اور نماز سے مدد لو سورہ بقرہ کا ۱۹ واں رکوع
۷۲	صبر کا پھل بیٹھا ہوتا ہے سورہ نحل کا ۱۶ واں رکوع
۷۲	صبر کرنے کا صلہ سورہ رعد کا تیسرا رکوع
۷۳	صبر کرنے والوں میں کھرے کھوٹے کا امتیاز سورہ بقرہ کا ۱۹ واں رکوع
۷۳	متوفیٰ کے لئے دعائے مغفرت مانگنا منع نہیں سورہ توبہ کا ۱۱ واں رکوع
۷۴	دین حق اسلام ہی ہے سورہ آل عمران کا دوسرا رکوع
۷۵	اسلام شمشیر سے نہیں بلکہ تبلیغ سے پھیلا سورہ بقرہ کا ۳۴ واں رکوع
۷۶	کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتاتے ہو؟ سورہ الحجرات کا دوسرا رکوع
۷۶	ماہ رمضان میں روزہ فرض ہے سورہ بقرہ کا ۲۳ واں رکوع
۷۶	اللہ کی راہ میں خیرات کی مثال سورہ بقرہ کا ۳۶ واں رکوع (۲۶۴ میں آیت تک)
۸۱	خدا کی راہ میں ناقص چیزیں نہ دیا کرو سورہ بقرہ کا ۳۷ واں رکوع
۸۳	خدا کی راہ میں پسندیدہ اور عزیز ترین چیز دو سورہ آل عمران کا ۱۰ واں رکوع
۸۳	والدین کو زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ دینا روا نہیں سورہ بقرہ کا ۲۶ واں رکوع
۸۴	جہاد فی سبیل اللہ کیوں فرض کیا گیا
۸۵	شہد امرتے نہیں سورہ بقرہ کا ۱۹ واں رکوع
۸۶	شہدا کو مردہ خیال نہ کرو سورہ آل عمران کا ۱۷ واں رکوع
۸۶	ایک مسلمان دشمن کا فروں پر غالب رہیگا سورہ انفال کا ۹ واں رکوع
۸۸	جہاد کے نام سے زمین میں دھنسنے کیوں جاتے ہو سورہ توبہ کا چھٹا رکوع
۸۹	بزدلی اور موت کا خوف قوم کو دنیا سے مٹا دیتا ہے سورہ بقرہ کا ۳۲ واں رکوع

۹۱	ایسی باتیں نہ کہو جو تم کرنے نہ دکھا سکو سورہ الصف کا پہلا رکوع دوسری آیت
۹۱	پیغمبر آخر الزماں کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی سورہ الصف کا پہلا رکوع
۹۲	مذہب کی بڑائی کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا سورہ نساء کا ۱۸ واں رکوع
۹۳	کیا تم جنت میں جانا چاہتے ہو؟ سورہ بقرہ کا ۲۶ واں رکوع
۹۴	اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو رسول کی پیروی کرو۔ سورہ آل عمران کا چوتھا رکوع
۹۴	خدا اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کا حشر سورہ نساء کا ۹ واں رکوع
۹۵	جو مومن نیکی کا کام کرے ان سے اللہ کا وعدہ سورہ نحل کا ۱۳ واں رکوع
۹۶	نیکی اور بد نیکیاں کیسے ہو سکتا ہے سورہ القلم کا دوسرا رکوع
۹۸	نیکی اور بدی کی سفارش کرنے والوں کا حصہ سورہ نساء کا ۱۱ واں رکوع
۹۹	بھلائی خدا کی طرف سے اور برائی نفس انسانی سے منسوب ہے سورہ نساء کا ۱۱ واں رکوع
۱۰۰	مصیبت اپنے ہی فعل سے پیش آتی ہے سورہ شوریٰ کا چوتھا رکوع
۱۰۰	مصیبت اپنی ہی دعا کی مقبولیت سے ہوتی ہے سورہ بنی اسرائیل کا دوسرا رکوع
۱۰۱	وقت میں نحوست نہیں ہوتی سورہ عصر ۳ واں پارہ
۱۰۲	انسانی نفسیات کی کیفیت سورہ زمر کا ۵ واں رکوع
۱۰۲	انسان کی خوشی اور غمی کی حالت سورہ الشوریٰ کا ۵ واں رکوع
۱۰۳	انسان طمع و لالچ کا پتلا ہے سورہ حم السجدہ کا چھٹا رکوع
۱۰۴	انسان ہر حالت میں ناشکر گزار ہے سورہ ہود کا دوسرا رکوع
۱۰۵	انسان کا ایک لمحہ بھی زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا سورہ یونس کا دوسرا رکوع
۱۰۶	عہد و پیمانہ کو ضرور پورا کرو سورہ مائدہ کا پہلا رکوع پہلی آیت
۱۰۶	حرام و حلال کا بیان سورہ مائدہ
۱۰۸	حلال اور پاک صاف چیزیں کھاؤ سورہ بقرہ کا ۲۱ واں رکوع
۱۱۰	کن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے سورہ مائدہ کا پہلا رکوع تیسری آیت
۱۱۲	مسلمانوں پر کون سی چیزیں حرام ہیں سورہ العام کا ۱۹ واں رکوع
۱۱۲	حلال کو حرام اور حرام کو حلال مت کہنا کرو سورہ نحل کا ۱۵ واں رکوع
۱۱۲	حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم پر عذاب سورہ اعراف کا ۱۰ واں رکوع
۱۱۵	حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم پر عذاب سورہ اعراف کا ۱۱ واں رکوع
۱۱۶	ناپ تول میں کم دینے والوں کی خرابی سورہ التطفیف ۳۰ واں پارہ
۱۱۶	آخرت پر یقین نہ رکھنے والوں کی بابت سورہ نحل کا پہلا رکوع
۱۱۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مزود کی بخت سورہ بقرہ کا ۳۵ واں رکوع
۱۱۹	اچھی زمین کی پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے سورہ اعراف کا ۷ واں رکوع
۱۲۰	شقی القم کا واقعہ سورہ القم کا پہلا رکوع

۱۲۱	ایمان لانے پر اللہ کسی کو مجبور نہیں کرتا سورہ شعراء کا پہلا رکوع
۱۲۱	منکرین کسی طرح بھی ایمان لانے والے نہیں سورہ انعام سے شروع ہے
۱۲۳	ایک دن کا فریبھی بچھتا میں گے کہ وہ مسلمان کیوں نہ ہوئے سورہ الحج کا پہلا رکوع
۱۲۴	سلام کا جواب نہ دینا گناہ ہے سورہ نساء کا ۱۱ واں رکوع
۱۲۴	سلام ہے کیا چیز؟ سورہ نور کا ۸ واں رکوع
۱۲۶	اصحاب کھفت کا بیان اور "انشاء اللہ" نہ کہنے پر گرفت
۱۲۶	قرض کا لین دین منع نہیں بشرطیکہ سودی نہ ہو سورہ بقرہ کا ۳۹ واں رکوع
۱۲۸	امانت اور انصاف سورہ نساء کا ۸ واں رکوع
۱۲۹	سچائی اور حق گوئی کو اپنا شیوہ بناؤ سورہ نساء کا ۲۰ واں رکوع
۱۳۰	تین باتوں پر عمل اور تین باتوں سے پرہیز ہونا چاہیے سورہ نحل کا ۱۳ واں رکوع
۱۳۰	اسلامی تہذیب کے اصول سورہ الحجرات کے پہلے رکوع سے شروع ہے
۱۳۶	اپنے متعلقین سے کیسا سلوک کرنا چاہیے سورہ بنی اسرائیل کا تیسرا رکوع
۱۴۱	شراب خواری، جو اور فال کھولنا حرام ہے سورہ مائدہ کا ۱۲ واں رکوع
۱۴۳	جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس کا غم نہ کرو سورہ حدید کا تیسرا رکوع
۱۴۳	خدا کو یہ پسند نہیں کہ کوئی کسی کی برائی بیان کرے۔ سورہ نساء کا ۲۱ واں رکوع
۱۴۳	حطہ ہے کیا چیز؟ سورہ المزمہ ۳۰ واں پارہ
۱۴۴	سورہ نساء میں اسلام کے تمدنی و معاشرتی قوانین بتائے گئے ہیں
۱۴۵	یتیموں کی اچھی چیزوں سے اپنی بُری چیزیں نہ بدلا کرو سورہ نساء کا پہلا رکوع
۱۴۵	عورتوں کا مالک جبراً نہ بن بیٹھو سورہ نساء کا تیسرا رکوع
۱۴۶	مرنے سے قبل چاہیے کہ بیویوں کیلئے نصیحت کر جائیں سورہ بقرہ کا ۳۱ واں رکوع
۱۴۶	عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔
۱۴۸	بیویوں کو ماں کہنے کا کفارہ سورہ مجادلہ کا پہلا رکوع
۱۵۰	ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کا حکم سورہ نساء کا ۱۹ واں رکوع
۱۵۱	مشرکین اور کتابیہ عورتوں سے نکاح سورہ بقرہ کا ۲۷ واں رکوع
۱۵۲	مباشرت کن طریقوں پر جائز ہے سورہ بقرہ کا ۲۸ واں رکوع
۱۵۳	نافرمان اور سرکش بیویوں سے کس طرح پیش آئے سورہ نساء کا چھٹا رکوع
۱۵۴	عورتوں کو خیال ہوتا ہوگا کہ اللہ نے انہیں مرد کیوں نہ بنایا سورہ نساء کا ۵ واں رکوع
۱۵۵	کن عورتوں سے نکاح حرام ہے سورہ نساء کا تیسرا اور چوتھا رکوع
۱۵۸	میاں بیوی کے تعلقات پر روشنی سورہ احزاب کا چوتھا رکوع
۱۶۲	پردے کا حکم سورہ احزاب کا آٹھواں رکوع

۱۴۳	گھر والوں کی اجازت کے بغیر مکان میں داخل نہ ہو کر و سورہ نور کا چوتھا رکوع
۱۴۴	عورت اپنے عضو کا کون سا حصہ کھلا رکھ سکے سورہ نور کا چوتھا رکوع ۳۱ ویں آیت
۱۴۷	کن وقتوں میں کمرے میں داخل ہونے کی اجازت ضروری ہے سورہ نور کا آٹھواں رکوع
۱۴۸	زنا کی سزا سورہ نور کا پہلا رکوع پہلی آیت
۱۴۸	تہمت زنا اور اس کی شہادت سورہ نور کا پہلا رکوع چوتھی آیت
۱۴۹	بیویوں پر زنا کی عیب اور اس کا حکم سورہ نور کا پہلا رکوع چھٹی آیت
۱۵۰	اللہ اور رسول کے احکام پر اپنا حکم نہ لگاؤ سورہ احزاب کا پانچواں رکوع
۱۵۱	قیامت میں کوئی کبھی کسی کے کام نہ آئے گا سورہ بقرہ کا چھٹا رکوع
۱۵۲	لوگوں کو خوف نہیں کہ گناہ کے بدلے عذاب آنازل ہو سورہ نحل کا چھٹا رکوع
۱۵۲	احکام النہی کے خلاف ورزی کرنے والے سورہ حم السجدہ کا تیسرا رکوع
۱۵۴	اللہ کا طریقہ نہیں کہ وہ کسی کی حالت کو رد و بدل کرے سورہ النحل کا ۷ واں رکوع
۱۵۴	ہر انسان کی محافظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں سورہ رعدہ کا دوسرا رکوع
۱۵۵	روح کیا چیز ہے اس کی حقیقت و ماہیت سورہ بنی اسرائیل کا ۱۰ واں رکوع
۱۵۶	موت اور زندگی میں کیا فرق ہے سورہ زمر کا ۵ واں رکوع
۱۵۹	اگر تمہیں کچھ طاقت ہے تو جان نکلنے سے پہلے اسے روک کیوں نہیں لیتے؟ سورہ واقفہ کا تیسرا رکوع
۱۵۹	غیب کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں سورہ نمل کا ۵ واں رکوع
۱۸۰	اللہ کے قبضے میں غیب کی کنجی ہے سورہ النعام کا ۷ واں رکوع
۱۸۱	مومن کون ہے؟ سورہ النحل کا پہلا رکوع دوسری آیت
۱۸۲	توبہ کس کی اور کس وقت مقبول ہوتی ہے سورہ نساء کا تیسرا رکوع
۱۸۳	رحمت اللہی سے کبھی نا امید نہ ہونا چاہیے سورہ زمر کا چھٹا رکوع
۱۸۴	دعا کے ماٹورہ برائے ختم قرآن شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
سورہ فاتحہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں سات آیتیں ہیں۔

۱	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ	ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزا دار) ہے (جو) تمام
۲	الرَّحِیْمِ ۝۲ مَلِیْکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۳	جہاں کا پالنے والا ہے، ۱ نہایت رحم والا مہربان
۳	اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝۴	۲ (اور) جزا سزا کے روز کا مالک ہے ۳ (اے اللہ)
۴	اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝۵	ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد
۵	صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝۶	مانگتے ہیں ۴ ہم کو (دین کا) سیدھا راستہ دکھا ۵
۶	غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا	ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے (اپنا) انعام و اکرام
۷	الضَّالِّیْنَ ۝۷	کیا ۶ جن پر نہ (تیرا) غصہ ہو اور نہ وہ گمراہ ہوئے ۷

تمہید اور تشریح :- اسلام سے پہلے ذات باری تعالیٰ کا تصور عوام کے لئے ایک

انتہائی درجہ کا مشکل مسئلہ تھا

نہ واقف تھے انسان سزا اور جزا سے نہ آگاہ تھے مبداء و منتہا سے (حالی)

کوئی کہتا تھا کہ خدا کے یہاں رحم نہیں۔ وہ بڑا غضبناک ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ خدا کسی کا بھلا

کرتا ہے اور کسی کو بلا وجہ نقصان پہنچاتا ہے۔ بعض یہ دعویٰ کرتے تھے کہ خدا صرف ہم

لوگوں سے خوش ہے اور باقی سب ناراض۔ کوئی جزا و سزا اور قیامت کی حقیقت سے سراسر

منکر تھا۔ اس سورہ شریف میں خدائے ذوالجلال نے تمام بتی آدم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا

کہ دیکھو اللہ ہی کے لائق صرف اچھی صفتیں ہیں۔ وہ ظالم نہیں کہ خواہ مخواہ بغیر کسی قصور

وگناہ کے اپنی مخلوق کو ستائے۔ یا اگر مخلوق کوئی گناہ کرے تو وہ ان کو ضرور سزا ہی دے

اور کسی حالت میں توبہ قبول نہ کرے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ وہ خود ہی کسی کو برے راستہ

پر چلا کر خود ہی اسے سزا دیتا ہے۔ بلکہ وہ تمام مخلوقات کا خواہ وہ نیک ہو یا بد۔ فرماں بڑا

ہو یا نا فرمان بردار۔ پالنے والا اور روزی دینے والا ہے۔ وہ نہ کسی کو نیکی کرنے سے

جبراً روکتا ہے اور نہ برائی کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اس کی رحمت عام ہے اس کے

یہاں نیکی کا انجام نیکی ہے اور بدی کا انجام بدی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو

تمہاری جبین نیاز کسی کے آستان پر نہ جھکے۔ اور تمہارا دست سوال کسی کے آگے دراز نہ ہو۔ مگر ہاں جب جھکو تو ہمارے ہی حضور میں جھکو۔ اور جب مانگو تو صرف ہم ہی سے مانگو اس لئے

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر بھروسہ ہمیشہ کرو تم اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب ڈرو گر ڈرو تم اسی کی طلب میں مروجب مرو تم
میرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی (حالی)

اور ہمیشہ زبان حال و قال سے ہمیں حاضر و ناظر سمجھ کر ہم سے یوں التجا کیا کرتے تھے اللہ! ہم تیرے سوا نہ کسی کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں اور نہ تجھے چھوڑ کر دوسرے کے در پر مانگتے جاتے ہیں۔ صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے امداد طلب کرتے ہیں اے اللہ! ہم بالکل بے خبر ہیں اور ہمارا علم محدود ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کیا طرز زندگی اختیار کریں۔ اور کس طریق کار سے بچیں۔ بس تو ہی اپنے فضل و کرم سے ہمیں بالکل بے خطر اور سیدھی شاہ راہ پر چلا اور ہمیشہ اس پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ہم تو ان کامیاب ہستیوں کا رستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں جو تیری بارگاہ میں مقبول ہوئیں اور تیری درگاہ میں نبین، صدیقین، شہداء، صالحین کے لقب سے ملقب ہوئیں نہ کہ وہ بد بخت ہستیاں جنہوں نے تیری نافرمانیاں کیں اور تیرے قہر و غضب کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لئے ذلیل و رسوا ہوئیں اور آخر کار گمراہی کے گڑھے میں گر کر تباہ و برباد ہوئیں۔

اے بعض عارفین نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ "اور صرف تجھی سے طلب عین کرتے ہیں یعنی عین الیقین کا مرتبہ عبادت میں چاہتے ہیں۔ کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "الاحسان ان تعبد الله کانک تواد"

سورۃ اخلاص مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں چار آیتیں اور ایک

رکوع ہے۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝۱ اللَّهُ
الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْهُ وَكَمْ
يُولَدُ ۝۳ وَكَمْ يَكُنْ لَهُ
كُفُوًا أَحَدٌ ۝۴

(اے پیغمبر یہ لوگ جو تم سے خدا کا حال پوچھتے ہیں تو
تم ان سے) کہہ دو کہ اللہ ایک ہے ۝۱ اللہ بے نیا
ہے ۝۲ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے
پیدا ہوا ۝۳ نہ کوئی اُس کے برابر کا ہے ۝۴

تشریح :- اس سورۃ کا نام اخلاص اس لئے ہے کہ اس میں خدا کی توحید کو شرک کی ہر
گندگی سے پاک و صاف کر کے بیان فرمایا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ
کو قرآن مجید کا ایک تہائی قرار فرمایا ہے۔ حضور پر نور کا یہ قول اس لحاظ سے بھی صحیح ہے
کہ قرآن مجید کا تقریباً ایک تہائی حصہ توحید الہی کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ اور اس لحاظ
سے بھی کہ اسلام کے بڑے حصے جن کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ تین ہی ہیں۔ زندگی،
عقیدہ اور عقبی۔ توحید عقیدے کی بنیاد ہے۔ اَحَدٌ کا لفظ ذاتِ باری کی وحدانیت
اور یکتائی پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہستی مرتبہ الوہیت و
ربانیت میں اُس کی شریک نہیں۔ کسی ہستی کے ساتھ دوسری ہستی کی شرکت تین طرح پر
ہو سکتی ہے۔ یا تو وہ ہستی دوسرے کی محتاج ہو یا رشتہ توالد و تناسل رکھتی ہو۔ یا اس کو
کسی دوسری ہستی کے برابر ہی کا درجہ ہو۔ چنانچہ اس سورۃ میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کہہ کر
ان تینوں باتوں کی تردید کر دی گئی ہے۔ اللَّهُ الصَّمَدُ یعنی بے نیاز ہے۔ اپنے
کاموں میں کسی کا بھی دست نگر یا محتاج نہیں۔ اس طرح مشرکوں کے عقیدے کی تردید
کر دی گئی جو کہ اپنے بتوں کو خدا کے کارکنان تصور کرتے ہیں۔ لَمْ يَلِدْهُ وَكَمْ يُولَدُ نہ اُس
نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اُس کو جنا۔ اس طرح نصاریٰ کے عقیدے کی تردید کر دی
گئی جو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔ وَكَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ یعنی کوئی
ہستی اُس کے ساتھ برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ اس طرح مجوسیوں کے عقیدے کی
تردید کر دی گئی جو "اہرمن" کو خدا تعالیٰ کا مد مقابل تسلیم کرتے ہیں۔ الغرض اس مختصر
سی سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی توحید کاملہ کا ایسا جامع اور مانع بیان ہے کہ اب خدا کی
خدائی پر کسی طرح شرکت کا امکان ہی نہیں۔

سولہواں پارہ سورہ الکہف کا بارہواں رکوع ۱۰۹ ویں آیت :-

قُلْ لَوْ كَانُ الْبَحْرُ مَدَادًا
اَلِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفَذَ الْبَحْرُ مَقْبَلِ
اَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتِ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا
بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۱۹

(اے پیغمبر ان لوگوں سے، کہو کہ اگر میرے پروردگار کی باتوں کے لکھنے کے لئے سمندر کا پانی، سیاہی کی جگہ، ہو تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے اگرچہ ویسا ہی (اور سمندر اس کی،

مدد کو لائیں ۱۹)

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر لوگوں کو بتادو کہ اگر تم اس پاک پروردگار کی قدرت و عظمت کا نام لے، تصرفات اور انتظامات کی تعریف لکھنے بیٹھو تو روشنائی کے دو دو سمندر ختم ہو جائیں تو بھی اس کی تمام تعریفیں ختم نہ ہوں پھر ایسے معبود کو چھوڑ کر تم کیوں اوروں کی طرف دھیان لگاتے ہو۔

اکیسواں پارہ سورہ لقمن کا تیسرا رکوع ۲۷ ویں آیت :-

وَلَوْ اَنَّ مَآبِیْ اَلْاَرْضِ مِنْ
شَجَرَةٍ اَوْ اَقْلَامٍ وَّ اَلْبَحْرِ مِثْلَهُ
مِنْ اَلْبَعْدِ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا
نَفَذْتُ كَلِمَاتِ اللّٰهِ ط
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيْمٌ ۲۷

اور وہ تمام درخت جو زمین پر ہیں قلم بن جائیں اور سمندر لکھنے کی روشنائی اور اس کے ختم ہونے کے بعد سات سمندر اور بھی (روشنائی) ہو جائیں تو اللہ کی باتیں پھر بھی ختم نہ ہوں۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے ۲۷ (خدا کی باتوں سے مراد ہے اسکی قدرت، اسکی عظمت، اسکی شان، اسکی طاقت اور اوصاف)

تشریح :- اے انسان! اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کی عظمت، اس کی طاقت، اس کی صفات اور اس کی کرشمہ سازیوں کے بیان کے لئے اگر کائنات عالم کے تمام درختوں کو قلم بنا لیا جائے اور موجودہ سمندروں کے علاوہ اور ویسے سات سمندر بطور روشنائی استعمال کئے جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت، اوصاف اور اس کے کرشمہ سازیوں کا بیان پوری طرح سے نہ لکھا جاسکے

پہلا پارہ سورہ بقرہ کا تیسرا رکوع ۲۱ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا
رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ
لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ لَخَلَقَكُمْ مِنْ قَبْلُ
وَلَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۲۱

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں پیدا کیا عجب نہیں

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۲۱﴾
 الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا
 مَشَاءً وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ
 مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ
 مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا
 لِلَّهِ أَفْنَادًا وَأَنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۲﴾

تم (آخر کار) پرہیزگار (بھی) بن جاؤ ﴿۲۱﴾ (شاہی محاورہ)
 میں "عجب نہیں" کا لفظ وعدہ کے موقع میں بولا جاتا
 ہے، جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بنایا اور آسمان
 کی چھت اور بادل سے پانی برسا کر اس سے تمہارے
 کھانے کے پھل پیدا کئے پس کسی کو اللہ کا ہم پلہ نہ بناؤ
 اور تم تو جانتے (بو جھتے) ہو ﴿۲۲﴾

تشریح: خداوند کریم ساری دنیا کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ دیکھو میں
 تمہارا تمہارے باپ دادا کا اور تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہوں۔ یہ
 زمین جو تمہارے پاؤں تلے بچھی ہوئی ہے۔ اور یہ نیلگوں آسمان جو سائبان کی طرح تمہارے
 سروں پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ ہم ہی نے پیدا کیا ہے۔ ہم آسمان پر بادلوں کو بناتے
 اور پھر بادلوں سے مینہ برسا کر زمین میں طرح طرح کے پھل پھول۔ اناج اور دانے اگاتے
 ہیں تاکہ تم کھاؤ پیو اور خوش رہو۔ تمہاری عقل و بصیرت بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے
 کہ بنی آدم آپ سے آپ پیدا نہیں ہو گئے۔ زمین و آسمان آپ سے آپ نہیں بن گئے۔
 آسمان سے مینہ خود بخود نہیں برستا۔ مینہ پھول اور اناجوں کو پیدا کرنے کے لئے
 اپنے پر آپ قادر نہیں۔ ان تمام تصرفات کو دیکھ کر تمہارے سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ ان تصرفات
 کا کرنے والا کوئی نہ کوئی ضرور ہے۔ اور وہ بجز ہمارے کوئی دوسری ہستی نہیں جو تمہیں پیدا
 کر سکے اور نہ تمہاری روحانی و جسمانی نشوونما کر سکے۔ کسی کو اتنی طاقت نہیں کہ وہ زمین کا
 فرش بچھا سکے یا آسمان کو جس طرح بلاستون کھڑا دیکھ رہے ہو تمہارے سروں پر کھڑا کر سکے
 کون ہے جو بادل بنائے اور کون ہے جو پانی اور مٹی کے میل جول سے رنگ رنگ کے پھول
 کھلائے، طرح طرح کے پھل اور میوے نکالے۔ اور قسم قسم کے دانے اور اناج اگاسکے
 ہمارے سوا کوئی نہیں اور یقیناً کوئی نہیں۔ پس تم پر لازم ہے کہ تم بھی ہماری ہی عبادت
 کرو۔ اور دل میں یقین رکھو کہ تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔ تمہاری یہ توجہ تمہیں متقی بنا دیگی۔
 مگر یاد رہے کہ جب تمہارا ضمیر گواہی دے چکا اور آنکھ مشاہدہ کر چکی کہ ان چیزوں کے
 بنانے میں ہمارا کوئی شریک کار نہیں تو پھر ہماری عبادت میں بھی کسی دوسرے کو شریک
 نہ کرنا۔ جب مانگو ہم ہی سے مانگو۔ اور جب سجدہ کرو تو ہماری ہی بارگاہ میں سجدہ کرو۔

۲۷ وال پارہ سورہ الواقعہ کا دوسرا رکوع ۵۸ ویں آیت :-

أَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُونَ ﴿۵۸﴾ ءَأَنْتُمْ
تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ﴿۵۹﴾
أَفَرَأَيْتُمْ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿۶۰﴾
ءَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ
نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ﴿۶۱﴾ كَوْنَشَاءُ
جَعَلْنَاهُ أَجَابًا فَلَوْلَا
تَشْكُرْنَ ﴿۶۲﴾

بھلا دیکھو تو (سہی) کہ (یہ) منی جو تم (عورتوں کے رحم میں) پھونچاتے ہو ﴿۵۸﴾ کیا اس (منی) کا آدمی تم بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں ﴿۵۹﴾ بھلا دیکھو تو (یہ) پانی جو تم پیتے ہو ﴿۶۰﴾ کیا بادل سے اس کو تم نے برسایا یا ہم برساتے ہیں ﴿۶۱﴾ ہم چاہیں تو اس (پانی) کو (ایسا) کھاری کر دیں کہ (زبان پر بھی نہ رکھا جائے) تو تم کیوں نہیں (اس کا) شکر کرتے ہو ﴿۶۲﴾

تشریح :- سورہ واقعہ کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کے چند نشانات بیان کرنے کے بعد یہ فرماتا ہے کہ ذرا غور تو کرو کہ جو قطرہ منی کا تم عورتوں کے رحم میں ڈال دیتے ہو اس قطرہ سے انسان بنا کر اس کو دنیا میں تم نکال لاتے ہو یا میں۔ اور یہ ادنیٰ سی چیز جس کو تم ہر وقت استعمال کرتے ہو اور جس پر تمہاری زندگی کا مدار ہے یعنی پانی اس کو پیش کر کے فرماتا ہے کہ ذرا غور تو کرو کہ یہ بارش بھی ہمارے ہی حکم سے برستی ہے۔ اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی ہم ہی جمع کر دیتے ہیں جو تمہاری جان ہے۔ تم پیتے ہو اور اپنی کاشت کے کاموں میں لاتے ہو۔ تمہیں کیا قدرت تھی کہ پانی بنا لیتے یا خوشامد در آمد سے یا زبردستی بادل سے پانی برسوا لیتے۔ ہم چاہیں تو ان بیٹھے پانی کے تمام خزانوں کو ابھی بدل کر کھاری بنا دیں جو نہ تم سے پیا جاسکے اور نہ ہی تمہاری کھیتی کے کام آسکے۔ پھر بھی تم ہمارا احسان نہیں مانتے۔ ہم نے بیٹھے پانی کا کتنا بڑا خزانہ تمہیں دے رکھا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پانی پینے کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے :-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَقَانَا ۖ تَرْجَمَ ۖ تَعْرِيفَ كَيْ لَأَنْقُ وَهِيَ خَدَاهُ جَسْنَ
عَدَبًا فَرَاةً بِرَحْمَةٍ وَكَمْ
يَجْعَلُهُ مَلَكًا أَجَابًا
بِذُنُوبِنَا
ہمارے لئے اپنی رحمت سے بیٹھے چشمے بنائے اور ہمارے گناہوں کی پاداش میں انہیں کھاری یا نمکین نہیں کر دیا۔

پہلا پارہ سورہ بقرہ کا تیسرا رکوع ۲۳ ویں آیت :-

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا ۖ اوردہ جو ہم نے اپنے بندے (محمد) پر (قرآن) اتارا ہے

عَلَى عَبْدِنَا فَأَوْأَبِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۗ أُحَدِّثُ لِلْكَافِرِينَ ﴿٢٤﴾

اگر تم کو اس میں شک ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے، اور اپنے اس دعوے میں، سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت رتم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتوں کو (بھی) بلا لو ﴿۲۳﴾ پس اگر اتنی بات بھی، نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو دوزخ کی، آگ سے ڈرو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور وہ، منکروں کے لئے تیار کی گئی ہے) ﴿۲۴﴾

تشریح :- اور اے لوگو! دنیا میں تمہیں رہنے سہنے اور متمدن زندگی بسر کرنے کے لئے ایک ایسے ضابطہ اور دستور کی ضرورت ہے جو تمہاری صحیح صحیح رہنمائی کر سکے۔ اس غرض سے ہم نے اس سے پہلے بھی متعدد کتابیں نازل فرمائیں۔ اور اس وقت بھی ہم نے تمہارے اور ان قیامت تک کے آئندہ آنے والوں کے لئے اپنے ایک بندے پر یہ قرآن نازل کیا ہے جس کی خوبی یہ ہے کہ اگر ساری دنیا کے لوگ مل کر بھی اس جیسی ایک آیت بنا سکتے ہیں تو نہیں بنا سکتے۔ یہ تمہارے لئے تمہاری روزمرہ کی زندگی میں مشعل ہدایت ہے۔ اسی کی علمائے روشنی میں چلو۔ اور اگر تم نے محض ہٹ دھرمی اور ضد سے ہماری اس کتاب (قرآن) پر عمل نہ کیا۔ ہمارے احکام نہ مانے۔ ہمیں اپنا واحد رب نہ جانا۔ اور ہماری مہربانیوں کے شکر گزار نہ ہوئے تو جب اس چند روزہ زندگی کے بعد ہمارے حضور میں حاضر ہو گے تو نافرمانی کے عوض تم دوزخ کی آگ کا ایندھن بنو گے۔ ۲۳ وں آیت میں "فَأَوْأَبِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ" صرف یہی ایک جملہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ قرآن پاک کلام انسانی نہیں بلکہ کلام ربانی ہے۔

ثبوت :- کفار عرب کہا کرتے تھے کہ یہ کلام یعنی قرآن خود محمد اپنے من سے گڑھ لایا ہے اور کتاب ہے کہ یہ خدا کی طرف سے مجھ پر نازل ہوا۔ تو کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ عین اس وقت ایک امی کی زبان سے جو ایک شعر تک موزوں نہیں پڑھ سکتا تھا یہ مدعیانہ اعلان "فَأَوْأَبِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ" عرب میں شائع ہوا جب عرب کے قبیلہ قبیلہ میں زبان داں اور شعراء اور آتش بیاں خطباً موجود تھے لیکن اس آواز سردی کے سامنے سب کی زبانیں بند ہو گئیں۔ کفار عرب نے اسلام اور پیغمبر اسلام کو جھٹلانے اور ان کو نیچا دکھانے

کی کیا کچھ کوششیں نہیں کیں۔ انھوں نے اس راہ میں جان و مال قربان کیا۔ دین و کیش کو برباد کیا۔ اپنے عزیزوں اور فرزندوں کو نثار کیا۔ خود اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھیں ان کے سپاہیوں نے میدان جنگ میں پرے جمائے۔ ان کے دو ہمتیوں نے اپنے خزانے کھول دئے۔ ان کے شاعروں اور خطیبوں نے اپنی اپنی آتش بیانیوں سے تمام ریگستان عرب کو تنور بنا دیا۔ یہ سب کچھ کیا مگر یہ نہ ہو سکا کہ قرآن مجید کی ایک سورہ کا جواب بھی کوئی پیش کرتا جو کہ نبی اُمّی کا دعویٰ تھا۔ یہ یقینی بات تھی اور ہے کہ اگر کوئی ایک سورہ بھی بنا کر پیش کی جاتی تو چشم زدن میں اسلام اور مدعی اسلام کو نیچا دکھا دیا جاتا تو کیا یہ ثبوت کافی نہیں کہ وہ لوگ ایک سورہ کے مثال لانے سے بھی عاجز تھے۔ تو پھر اس زمانہ کے بعد کے لوگوں کے لئے یہ تو اور بھی زیادہ مشکل اور مجبوری امر ہے۔ حسان بن ثابتؓ۔ عامر بن اکوعؓ۔ طفیل بن عمروؓ۔ زید الخلیل۔ زبیرقان۔ شماس۔ اسود بن سریح۔ کعب بن زہیر۔ عبد اللہ بن رواحہ وغیرہ عرب کے مشہور زبان دان اور شاعر تھے مگر قرآن پاک کے سامنے ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور سبھوں نے سر نیاز خم کر دیا۔ لہذا عرب کے مشہور شاعر اور سب سے متعلقہ کی نرم مشاعرہ کے ایک بہت بڑے رکن تھے۔ اسلام لانے کے بعد جب حضرت عمرؓ نے ان سے چند اشعار کی فرمائش کی تو انھوں نے جواب دیا کہ جب خدا نے مجھ کو سورہ بقرہ اور آل عمران سکھائی تو مجھے شعر کہنا زیبا نہیں۔ ابنس قبیلہ غفار کے شاعر تھے انھوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا سنا تو چھپ کر مکہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کلام ربانی کی کچھ آیتیں سن کر واپس گئے جب ان کے بھائی نے پوچھا کہ تم نے محمدؐ کو کیسا پایا تو انھوں نے جواب دیا کہ اہل قریش کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہیں۔ ساحر ہیں اور کاہن ہیں۔ ہم نے کاہنوں کا کلام سنا ہے یہ ان کی بولی نہیں ہم نے شعر کے ایک ایک وزن کو پرکھ لیا ہے۔ وہ شعر بھی نہیں۔ خدا کی قسم محمدؐ سچے اور اہل قریش جھوٹے ہیں۔

قصائد آزدی ایک صاحب تھے جو جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے۔ وہ یہ سن کر کہ محمدؐ (نعوذ باللہ) دیوانہ ہو گئے ہیں۔ آپ کے علاج کے لئے آئے۔ حضور نے مختصر سی حمد اور کلمہ شہادت پڑھا وہ سن کر متحیر رہ گئے۔ تین دفعہ پڑھوا کر سنا پھر کہا کہ اے محمدؐ میں نے کاہنوں کی بولی اور جادو گروں کے منتر اور شاعروں کے قصائد سنے ہیں

لیکن خدا کی قسم یہ کلام تو کچھ اور ہی ہے جو سمندر تک اثر کر جائے گا۔
ولید بن مغیرہ اہل قریش میں بڑا دولت مند اور صاحب اثر تھا۔ وہ ایک مرتبہ آپ کی
خدمت اقدس میں آیا اور فرمائش کی کہ کچھ پڑھ کر سنا دے۔ آپ نے کلام مجید کی چند آیتیں پڑھیں
اس نے مکرر پڑھ کر سنا آخر بیخود ہو کر بولا "خدا کی قسم اس میں کچھ اور ہی شیرینی اور تازگی
ہے۔ اس نخل کی شاخوں کے مقابلہ میں پھل اور تنہ بھاری ہے۔ یہ کسی انسان کا کلام
معلوم نہیں ہوتا"

بخاشی (نیگوش) کے دربار میں جب حضرت جعفر نے سورہ مریم تلاوت کی تو اس
پر رقت طاری ہو گئی اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بے ساختہ
یہ بول اٹھا کہ خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کی روشنی ہیں اور نور ایمان
سے مشرف ہو گیا۔ اس قسم کے اور بھی اکثر واقعات ہیں کہ لوگ کیونکر قرآن مجید کی آیتیں
سن کر متاثر ہو جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا دل ایک سورہ کی چند آیتیں سن کر پتھر سے موم ہو گیا
وہ کلام جس کی یہ شیرینی یہ نمکینی۔ یہ تاثیر۔ یہ تسخیر۔ دوست و دشمن۔ موافق و مخالف۔ شاہ
و گدا۔ عالم و جاہل۔ پیغمبر و امت سب کو یکساں وارفتہ کرتی ہے۔ کلام ربانی نہیں تو اور کیا ہے
حکماء فلاسفہ۔ اہل لغت مفسرین محدثین۔ فقہاء صوفیہ شعراء۔ متکلمین غرض نوع
انسانی کی وہ کونسی صنف ہے جس نے ایک اُمی کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے پیغام
پر عشق و محبت میں اپنا سرمایہ حیات قربان نہیں کر دیا ہے تو کیا یہ کلام انسانی ہو سکتا ہے؟
قرآن حکیم کی تحدی اور چیلنج پر حسب ترتیب مختلف آیات ہیں۔ تمام قرآن مجید کے مقابلہ کی
دعوت دی گئی جیسا کہ پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا دسواں رکوع ۸۸ میں آیت میں
آیا ہے۔

قُلْ لِّیْنَ اِجْمَعَتْ اِلٰہِ نَسُوْ
وَ اَلْحٰجُّ عَلٰی اَنْ یَّا تُوْا بِمِثْلِ هٰذَا
اَلْقُرْاٰنِ اِنْ کَانَ یَا تُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَّلَوْ
کَانَ لِبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ ظَہِیْرًا ۝۸۸

کہہ دو کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لئے
جمع ہو جائیں کہ ایسا (ایک) قرآن بنا لائیں تب بھی نہ
لا سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بن
جائیں ۝۸۸ دس سورتوں کے مقابلہ کے واسطے کہا
گیا جیسا کہ

بارہواں پارہ سورہ ہود کا دوسرا رکوع ۱۳ میں آیت میں آیا۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ طَقْلٌ فَأُتُوا
بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيَتٍ
وَادْعُوا مَنِ اسْتَلْطَعْتُمْ مِّنْ
دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ
صَادِقِيْنَ ۝۱۳

کیا (اس قرآن کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ تم نے اس کو
(اپنی طرف سے) خود بنا لیا ہے تم (جو اب میں) کہہ دو کہ
اگر یہ میرا بنا یا ہوا ہے (تو اچھا) تم بھی اس جیسی دس
سورتیں (جو تمہاری) بنائی ہوئی (ہوں) لے آؤ اور اپنی
مدد کے لئے جن جن غیر اللہ کو بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو ۝۱۳

پھر ایک سورہ لانے کا مطالبہ کیا گیا جیسا کہ پہلا پارہ سورہ بقرہ کا تیسرا رکوع ۲۳ میں
آیت میں گزر چکا ہے۔ اس کے بعد ایک آیت اور جملہ جیسا لانے کا چیلنج کیا گیا۔ سورہ
الطور کا ۲ رکوع میں آیا ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ بَلْ لَا
يُؤْمِنُونَ ۝۲۳ فَلْيَا تَوَجِّدْ
مِثْلَهُ إِنْ كَانُوا صَادِقِيْنَ ۝۲۴

یہ (بھی) کہتے ہیں کہ انھوں نے (قرآن) کو خود گھڑ لیا ہے
بلکہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ۝۲۳ تو یہ لوگ اس طرح کا
کوئی کلام (بنا کر) لے آئیں اگر یہ (اس دعویٰ) میں سچے

ہیں ۝۲۴

کیا رہو اس پارہ سورہ نوح کا چوتھا رکوع ۳۷ میں آیت :-

وَمَا كَانَ
أَنْ يَّفْتَرِيَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ
تَصْدِيْقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَ
تَفْصِيْلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ
مِن رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝۳۷ أَمْ
يَقُولُونَ افْتَرَاهُ طَقْلٌ فَأُتُوا
بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ
اسْتَلْطَعْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۝۳۸

اور یہ قرآن اس قسم کی کتاب نہیں کہ خدا کے سوا کوئی اس
کو اپنی طرف سے بنا لائے بلکہ جو (کتابیں) اس کے زمانہ
نزول سے پہلے (موجود) ہیں (یہ قرآن) پروردگار عالم
کی طرف سے اُن کی تصدیق ہے اور اُن ہی (کتابوں
کے احکام) کی تفصیل ہے (اور) اس کے کتاب آسمانی
ہونے میں کچھ بھی شک نہیں ۝۳۷ کیا یہ لوگ قرآن
کی نسبت (کہتے ہیں) کہ اس کو خود پیغمبر نے بنا لیا ہے
تو لے پیغمبر تم ان سے (کہو) کہ اگر تم (اپنے دعویٰ میں)
سچے ہو (اور جیسا تم کہتے ہو) اس کے بنا لینے پر قادر
ہو، تو تم بھی اہل زبان ہو، ایسی ہی ایک سورہ تم
بھی بنا لاؤ اور خدا کے سوا (جس) جس کو تم سے (بلا لے)
بن پڑے (اپنی مدد کے لئے) بلا لو ۝۳۸

تشریح بتاریخ بتاتی ہے کہ قرآن مجید کے کسی ایک چیلنج کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ کسی انسان کی طاقت نہیں کہ وہ اس جیسا کوئی کلام پیش کر سکے۔ اس میں پہلی کتابوں کی تصدیق بھی موجود ہے اور رہتی دنیا تک کے لئے مفصل احکام بھی ہیں۔ قرآن کے کلام الہی ہونے پر اگر کسی کو شک ہے تو اسے پیغمبر اُس سے کہہ دو کہ تمام قرآن کا مقابلہ کرنا تو ایک بہت بڑا کام ہے۔ تم صرف اس جیسی ایک سورہ ہی بنا لاؤ۔ اور اس ایک سورہ بنانے میں جس کسی سے مدد لینا چاہو لے لو خواہ تمہارا مددگار انسان ہو یا جن یا وہ ہستی آسمانوں میں ہو یا زمین پر جس طرح ہو سکے اور جس قدر زور لگا سکتے ہو لگا دو بکھو اس کے بنانے میں کوئی بھی کسر اٹھانہ رکھو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ تم قرآن پاک کی سورتوں ایسی ایک سورہ بھی نہیں بنا سکتے اور انسان کی یہ خاصیت ہے کہ جب کبھی کسی چیز کی حقیقت کو معلوم نہ کر سکے تو جھٹ اُس چیز کو جھٹلا دیتا ہے اور یہ بات کوئی نئی بات نہیں۔ ابتدائے آفرینش سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے۔

چودھواں پارہ سورہ الحجر کا پہلا رکوع نویں آیت :-

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَكَافِرُونَ ۙ

ہم ہی اس کے نگہبان بھی ہیں ۙ

تشریح :- یہ قرآن کے حق میں پیشین گوئی ہے اور کس عمدہ طریق پر پوری ہو رہی ہے کہ خدا نے مسلمانوں کے دل میں یہ شوق پیدا کر دیا کہ قرآن مجید کو حفظ کریں۔ دنیا میں اس قدر کثرت سے حافظ قرآن ہر وقت موجود رہتے ہیں کہ خدا نخواستہ بفرصت محال اگر یہ نقوش قرآن روئے زمین پر سے معدوم ہو جائے تو بھی قرآن پاک کا ایک جملہ ایک لفظ حتیٰ کہ ایک اعراب تک ضائع ہو نہیں سکتا اور نہ ہی بدلا جاسکتا ہے

لے جانا چاہیے کہ کسی کلام میں اشتباہ ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو خود اس کلام میں کوئی غلطی اور خرابی ہو۔ یا سننے والے کے سمجھنے میں خلل ہو۔ اول صورت میں محل ریب یہ کلام ہے اور دوسری صورت میں محل ریب حقیقت میں سمجھنے والے کا فہم ہے۔ کلام بالکل حق ہے گو اس کو اپنی نافی سے وہ کلام محل ریب معلوم ہو۔ سو اس آیت اشتباہ کی دونوں صورتوں کا جواب دیدیا گیا۔

قرآن کے سوا کسی آسمانی کتاب کو یہ فضیلت نصیب نہیں۔ کیا قرآن کج کلام الہی ہونے کے لئے یہ دلیل کافی نہیں ہے؟

تیسواں پارہ سورۃ القدر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ۵ آیتیں ہیں۔

اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ①
وَمَا أَزْدُرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ②
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ
شَهْرٍ ③ تَنْزِيلُ الْمَلَكِ
وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ
مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ④ سَلَامٌ يُّهَيِّئُ
مَطْلِعَ النُّجُودِ ⑤

بلاشبہ ہم نے (قرآن کو) شبِ قدر میں اتارا ① اور
راے پیغمبر، تمہیں کیا خبر کہ شبِ قدر ہے کیا چیز ② (سنو
شبِ قدر (خیر و برکت میں) ہزار مہینے سے بہتر ہے ③
اُس رات (اُنندہ سال کے ہر ایک انتظام کے لئے) فرشتے
اور جبریل اپنے پروردگار کے حکم سے (زمین پر) اترتے
ہیں ④ وہ رات (امن اور) سلامتی (کی رات) ہے
(اور) وہ (یعنی اُس کی خیر و برکت) طلوع فجر تک
(رہتی) ہے ⑤

تشریح۔ لیلۃ القدر وہ رات ہے جس رات قرآن پاک نازل ہوا۔ نازل ہونے کا دو محل ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ قرآن پاک کی پہلی وحی پیغمبر پر شبِ قدر میں نازل ہوئی اور دوسرا یہ کہ اُس رات قرآن پاک جملۃً واحدہً یعنی ایک ہی مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دُنیا میں نازل ہوا اور پھر وہاں سے وقتاً فوقتاً سورہ بسورہ۔ آیت با آیات پیغمبر صلواتہ والسلام پر نازل ہوتا رہا، قرآن مجید کے بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات رمضان مبارک کے مہینے میں آتی ہے۔ اور حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس رات کو اخیر عشرہ یعنی اکیسویں رمضان سے لیکر اخیر رمضان تک تلاش کرنا چاہیے سورہ دخان میں بھی اس رات کا کچھ ذکر آچکا ہے جہاں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ سال بھر کے تمام معاملات اسی رات کو نامورین کے سپرد کر دیتا ہے۔ یعنی جو فرشتے جس کام پر متعین ہیں وہ کام اُن کو سپرد کیا جاتا ہے۔ اس سورہ میں شبِ قدر کی فضیلت و

اے مسلمان اگر چاہتے ہیں کہ ہماری بھی حفاظت و صیانت ہو۔ آفات و شرور سے نجات نصیب ہو تو حق تعالیٰ نے جس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس کے ساتھ مکمل وابستہ ہو جائیں یعنی قرآن حکیم کے حامل ہو جائیں۔

منزلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس رات کو کوئی معمولی رات نہ خیال کرو۔ یہ خیر برکت کے لحاظ سے ہزار مہینے کی رات سے بھی بہتر رات ہے۔ اس رات کو ہر ایک فرشتہ کو جو کسی نہ کسی کام پر مقرر ہے اور حضرت جبریل امین کو (جن کا نام روح الامین بھی ہے)، ان کے آئندہ سال کے فرائض سپرد کئے جاتے ہیں۔ طالبانِ حق اور عاشقانِ محمدی کے لئے اس رات میں ہر طرح کی سلامتی اور خوشی ہے کیونکہ یہ قرآن پاک کی سالگرہ کی رات ہے۔ اس میں مقبولیت کا مخصوص وقت ہوتا ہے جن کی تعین کسی مصلحت کی بنا پر نہیں کی گئی۔ بہر حال رمضان کے آخر عشرہ میں اس کی تلاش میں رہیں تو انشاء اللہ کامیابی ہو سکتی ہے۔

۲۵ واں پارہ سورہ زخرف کا پہلا رکوع پہلی آیت :-

حَمْدٌ ۱۱ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۱۲
 حَمْدٌ ۱۱ (اس، کتاب (یعنی قرآن)، کی قسم ہے جس کے
 اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا ۱۳
 مطلب صاف اور واضح ہیں ۱۳ ہم نے اس کو (صاف
 لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۱۴ وَرَأَيْتَهُ
 اور سلیس) عربی (زبان کا) قرآن بنایا ہے تاکہ تم (اہل
 عَرَبِ اس كُوْبَا سَانِي) سمجھو اور تمہارے ذریعے دوسرے
 لَوْ كُنَّا ۱۵ اور یہ (قرآن) ہمارے ہاں اصل کتاب
 (یعنی لوح محفوظ) میں (لکھا ہوا موجود ہے اور) بڑے
 پائے کی (اور) حکمت (و دانائی) کی کتاب قرار دی
 گئی ہے ۱۶

تشریح - حم یہ حروف مقطعات میں سے ہے کہ جس کے عملاً ہم مکلف نہیں ہیں۔ اور
 مبین ان مشکل الفاظ میں سے ہے جن کا اردو ترجمہ جیسا ہونا چاہیے۔ مختصر اور مطلب
 خیر اور با محاورہ بن نہیں سکتا اور یہ لفظ قرآن مجید میں بیسیوں جگہ آیا ہے۔ اہل عرب
 میں گو بڑی بڑی اخلاقی اور معاشرتی خرابیاں تھیں مگر وہ لوگ قسم کھا کر جھوٹ بولنا ناقابل
 برداشت جرم خیال کرتے تھے اور اگر کبھی کسی سے ایسی غلطی ہو بھی جاتی تو پھر کسی پشتوں
 تک اُسے اور اُس کے خاندان کو نگاہ حقارت سے دیکھا جاتا۔ اس کے علاوہ ان کا یہ
 بھی عقیدہ تھا کہ جھوٹی قسم کھانے والے کبھی فلاح نہیں پاتے اور نہ پھلتے پھولتے ہیں
 وہ لوگ قسم کھاتے بھی تو کسی ایسی چیز کی جو ان کی نگاہ میں بڑی عظمت والی ہوتی۔ لہذا فرمایا

تھا کہ اُن سے کلام کرنے کے لئے اُنہی کی محاورت اور طریقے پر گفتگو کی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ مکی سورتوں میں حاضرین کی توجہ اپنی طرف پھیرنے کے لئے ایسی چیزوں کی قسم کھائی ہے جو ذات باری کے نزدیک نہایت عظمت والی اور قسم کھانے کے قابل تھیں چنانچہ اس سورہ میں قرآن عزیز کی قسم کھائی ہے۔ اور اس کو کتابِ مبین کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی قسم ہے قرآن کی جو ایسی کتاب ہے جس کی ہر بات تنوہی صدی درست روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر اور تاقیامت ناقابل تردید ہے۔ فرمایا ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اس لئے نازل کیا ہے کہ تم باسانی اسے سمجھ سکو اور اس پر خود عمل پیرا ہو کر اپنی نجات حاصل کرنے کے علاوہ اقوامِ عالم کی رہنمائی بھی کر سکو۔ سنو یہ کتاب کوئی معمولی کتاب نہیں ہمارے نزدیک اس کا رتبہ بہت بلند ہے اور یہ حکمت و دانش سے بھر پور ہے۔

۲۷ و اٰل پارہ سورہ الواقعہ کا تیسرا رکوع ۷۵ ویں آیت۔

فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ﴿۷۵﴾ سوہم (شباب) ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم کھاتے ہیں ﴿۷۵﴾
 وَاِنَّكَ لَقَسَمٌ لِّدَعْوَتِكَ عَظِيمٍ ﴿۷۶﴾ اور سمجھو تو یہ (بہت ہی) بڑی قسم ہے ﴿۷۶﴾ کہ یہ (قرآن) بڑی قدر و منزلت کا قرآن ہے ﴿۷۶﴾ (اور ہمارے ہاں) احتیاط سے رکھی ہوئی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھا ہوا موجود ہے ﴿۷۷﴾ اس کو وہی چھوتے ہیں جو کہ پاک ہیں ﴿۷۸﴾ (اور اسی کی نقل یہ قرآن ہے جو) پروردگار عالم کی طرف سے (پیغمبرِ آخر الزماں پر) نازل ہوا ہے ﴿۷۹﴾ کیا تم (لوگ) اس کلام سے منکر ہو ﴿۸۰﴾ اور تم نے اپنا وظیفہ بنا لیا ہے کہ (اس کو) جھٹلاتے ہی رہو گے ﴿۸۱﴾

تشریح :- ان آیات میں قرآن پاک کی ایک بڑی عظمت اور عظیم الشان اور

۱۵ قرآن کی قسموں کو اپنی قسموں پر قیاس نہ کرنا چاہیے۔ بندوں کو غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں۔ مگر خداوندی قسموں کا یہ منشاء ہے کہ جس طرح دعویٰ کے ثبوت کے لئے گواہوں کی حاجت ہے اسی طرح اگر قرآنی قسموں میں غور کیا جائے گا تو مقسم بہ ثابت ہو جائے گا یعنی قرآنی قسموں کو بمنزلہ شاہد تصور کرنا چاہیے۔

بہت نفع پہنچانے والی کتاب ہونے کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے تاروں کے ڈوبنے کی قسم کھائی ہے اور فرمایا ہے کہ قرآن ایک بڑی ہی مفید اور عظمت والی کتاب ہے جو لوح محفوظ میں ہمارے پاس لکھی ہوئی ہے اور یہ قرآن جو دنیا میں تمہارے پاس ہے یہ اسی کی نقل ہے۔ اس کو ہمارے پاک فرشتے ہی چھوتے ہیں۔ تم بھی بغیر طہارت اس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اور یاد رکھو کہ اس کے مضامین کی حقیقت کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کے دل صاف ہیں اور اخلاق بھی اچھے ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں کو سزا کی دھمکی دی گئی ہے جو قرآن کریم کو عملاً یا قولاً جھٹلاتے ہیں۔ اس زمانے میں ہم مسلمانوں کے اندر سب سے بڑی خرابی یہ پیدا ہو گئی ہے کہ ہم قرآن پاک کا صرف مطالعہ اور تلاوت ہی کرنا اس کا احترام سمجھتے ہیں۔ اور ہمارے اندر پھر ایک قسم کے لوگ وہ ہیں جن کے نزدیک قرآن پاک کی قدر و منزلت صرف یہی ہے کہ اس کا ظاہری احترام کیا جائے اور ایک نسخہ اس کلام پاک کا گھروں میں رکھنا صرف اس لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کی برکت سے آفات و بلاؤں سے محفوظ رہیں اور مسلمان بھی کہلائیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن کے نزدیک ظاہری احترام کوئی چیز نہیں۔ وہ اصلی احترام اسی کو سمجھتے ہیں کہ وہ جو پیغام لایا ہے اس کو مانا جائے اور اس پر عمل کر کے دیکھا جائے۔ ہمارے بزرگان دین کے نزدیک ظاہری اور عملی احترام دونوں ضروری ہیں۔ قرآن پاک کی بے حرمتی خواہ وہ کسی رنگ میں ہو موجب غضب الہی ہے۔ خدا اس سے کل مسلمانوں کو بچائے۔

تیسرے پارہ سورہ ابراہیم کا پہلا رکوع اور پہلی آیت :-

الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْتِيَهُمْ مِنْهُ شَيْئًا وَلَا يَسْتَمِعُونَ لَهُمْ لَوْلَا رِزْقُ اللَّهِ لَكُنْتُمْ أَفْئِدَةً مَوْتًا
 الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْتِيَهُمْ مِنْهُ شَيْئًا وَلَا يَسْتَمِعُونَ لَهُمْ لَوْلَا رِزْقُ اللَّهِ لَكُنْتُمْ أَفْئِدَةً مَوْتًا
 الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْتِيَهُمْ مِنْهُ شَيْئًا وَلَا يَسْتَمِعُونَ لَهُمْ لَوْلَا رِزْقُ اللَّهِ لَكُنْتُمْ أَفْئِدَةً مَوْتًا
 الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْتِيَهُمْ مِنْهُ شَيْئًا وَلَا يَسْتَمِعُونَ لَهُمْ لَوْلَا رِزْقُ اللَّهِ لَكُنْتُمْ أَفْئِدَةً مَوْتًا
 الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْتِيَهُمْ مِنْهُ شَيْئًا وَلَا يَسْتَمِعُونَ لَهُمْ لَوْلَا رِزْقُ اللَّهِ لَكُنْتُمْ أَفْئِدَةً مَوْتًا
 الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْتِيَهُمْ مِنْهُ شَيْئًا وَلَا يَسْتَمِعُونَ لَهُمْ لَوْلَا رِزْقُ اللَّهِ لَكُنْتُمْ أَفْئِدَةً مَوْتًا
 الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْتِيَهُمْ مِنْهُ شَيْئًا وَلَا يَسْتَمِعُونَ لَهُمْ لَوْلَا رِزْقُ اللَّهِ لَكُنْتُمْ أَفْئِدَةً مَوْتًا
 الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْتِيَهُمْ مِنْهُ شَيْئًا وَلَا يَسْتَمِعُونَ لَهُمْ لَوْلَا رِزْقُ اللَّهِ لَكُنْتُمْ أَفْئِدَةً مَوْتًا
 الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْتِيَهُمْ مِنْهُ شَيْئًا وَلَا يَسْتَمِعُونَ لَهُمْ لَوْلَا رِزْقُ اللَّهِ لَكُنْتُمْ أَفْئِدَةً مَوْتًا
 الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْتِيَهُمْ مِنْهُ شَيْئًا وَلَا يَسْتَمِعُونَ لَهُمْ لَوْلَا رِزْقُ اللَّهِ لَكُنْتُمْ أَفْئِدَةً مَوْتًا

عَلَىٰ الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا
عِوَجًا ۗ أُولَٰئِكَ فِي
ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿۳﴾

اور عذابِ سخت (کے اعتبار) سے (جو آخرت میں ہونے والا ہے) کافروں (کے حال) پر (بڑا سخت) افسوس ہے ﴿۳﴾ کہ یہ لوگ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند رکھتے اور اللہ کے رستے (پر چلنے) سے (لوگوں کو) روکتے اور اُس میں کجی (پیدا کرنی) چاہتے ہیں۔ یہی لوگ رہیں جی پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں ﴿۳﴾

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! یہ کتاب یعنی قرآن تم پر اس غرض سے نازل کی گئی ہے کہ جو لوگ کفر و شرک اور الحاد کے اندھیرے میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنی روحانی قوتوں کو تباہ و برباد کر رہے ہیں وہ اس کتاب سے توجید کی تعلیم سیکھیں اور اپنے معبود حقیقی کے حکم کے مطابق سیدھے رستے پالیں اور اچھے طریقے کو اختیار کریں اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جائیں۔ فرماتا ہے کہ انسان کو معلوم ہونا چاہیے کہ خدا وہی ہے جو ان تمام کائنات کا حقیقی مالک ہے۔ جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہ صرف ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ جو کوئی اس کو اس طرح نہ مانے وہ منکر ہے اور منکروں کے لئے سخت عذاب ہے۔ خدا اور اُس کے رسول سے صرف وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو دنیا اور دنیا کے اسباب اور اُس کے لوازمات کو آخرت کی زندگی سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں اور وہ خود راہِ راست سے پھرے ہوئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی بہکاتے ہیں۔

پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا پانچواں رکوع ۱۴ ویں آیت

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا
الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا
يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿۴۱﴾ قُلْ
لَوْ كَانَتْ مَعَهُ إِلَهَةٌ مَّا يَفْقَهُونَ
إِذَا كَفَرُوا إِلَىٰ خِيَالِ عَرْشِ
سَبِيلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهُ وَ
تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۗ

اور ہم نے اس قرآن میں (لوگوں کو) طرح طرح سمجھایا تاکہ یہ لوگ (کسی طرح) سمجھیں۔ مگر ان کی نفرت ہی بڑھتی گئی ﴿۴۱﴾ (اے پیغمبر! ان لوگوں کو کہو کہ اگر خدا کے ساتھ جیسا (کہ یہ لوگ) کہتے ہیں (اور دوسرے) معبود بھی) ہوتے تو اس صورت میں ان معبودوں نے (کبھی) کا، مالک عرش (یعنی خدا) تک (پہنچنے کا) رستہ ڈھونڈ لکا لا ہوتا ﴿۴۲﴾ (جیسی جیسی نالائق) باتیں یہ لوگ (خدا کی

کَبِيرًا ۲۳) نبت، کہتے ہیں ان سے وہ پاک اور بالاتر ہے (۳۳)
 تشریح: فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے کلام پاک میں انسان کو سمجھانے کے لئے
 طرح طرح سے مثالیں پیش کیں تاکہ انسان شرک والحاد سے باز رہیں مگر افسوس ہے
 کہ یہ سمجھ کر بھی نہیں سمجھتے اور اپنی ہی ضد پر اڑے رہتے ہیں۔ ان آیات میں بھی اس طرح
 سمجھایا ہے کہ دیکھو جس طرح ایک ملک میں دو بادشاہ نہیں ہو سکتے اسی طرح دو خدا بھی
 ایک ہی آسمان اور زمین میں یا ایک ہی کائنات کے حکمراں کیسے ہو سکتے ہیں "وَمَا كَانَ
 فِيهِمَا إِلَهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَنَسُدَّ تَابًا" اگر بفرض محال دو یا زیادہ خدا ہوتے تو کبھی کے
 لڑ مرے ہوتے اور اپنی اپنی منشا کے مطابق نظام عالم کو چلانے کی کوشش کرتے اور
 لامحالہ نظام مطلوب کو درہم برہم کر دیتے۔

۲۳ واں پارہ سورہ زمر کا تیسرا رکوع ۲۷ ویں آیت :-

وَلَقَدْ خَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي
 هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ
 لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۲۷
 قُرْآنًا غَرَيبًا غَيْرِ ذِي
 عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۲۸

اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں
 سبھی طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں
 (یہ قرآن (صاف اور سلیس) عربی زبان میں ہے،
 اس میں کسی طرح کی پیچیدگی نہیں تاکہ لوگ اس کو بخوبی سمجھ کر
 خدا سے ڈریں (۲۸)

آٹھواں پارہ سورہ اعراف کا چوتھا رکوع ۳۵ ویں آیت :-

يَا بَنِي آدَمَ اِمَّا يَظُنُّكَ
 رُسُلٌ مِّنْكَ يَفْقَهُونَ عَلَيْكُمْ
 اٰيَاتِي فَسِنِ الْقِيَامَةِ فَلَا
 خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
 يَحْزَنُونَ ۳۵ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا
 بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا
 اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ
 فِيهَا خَالِدُونَ ۳۶

جب ہم نے آدم کو نافرمانی کی پاداش میں جنت سے
 نکال دیا تو ان کی نسل کی روحوں کو جمع کر کے یہ بھی فرما دیا تھا
 کہ اے بنی آدم جب کبھی تم ہی میں سے (ہمارے) پیغمبر
 تمہارے پاس پہنچے (اور) ہمارے احکام تم کو پڑھ پڑھ کر سنائیں
 تو ان کا کہنا مان لینا، کیونکہ جو شخص (ان کے کہنے کے مطابق،
 یہ ہنرگاری اختیار کرے گا اور اپنی (حالت کی) اصلاح کر لے گا
 تو (قیامت کے دن، ان پر نہ تو کسی طرح کا) خوف (طاری،
 ہوگا اور نہ وہ (کسی طور پر) آزرده خاطر ہوگا (۳۵) اور جو لوگ
 ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے اور (پیغمبر سے) اگر بیٹھیں گے

وہی دوزخی ہوں گے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے (۳۶)

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۳۳ واں رکوع ۲۵۳ ویں آیت :-

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا
بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ
مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ
بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (۲۵۳)

یہ سب پیغمبر (جو ہم نے بھیجے) ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے برتری دی۔ ان میں سے کوئی تو وہ ہیں جن کے ساتھ (خود) اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے (اور طرح پر) بلند کئے (۲۵۳)

پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا چھٹا رکوع ۵۵ ویں آیت :-

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ الْبَنِي إِسْرَائِيلَ
بَعْضٌ وَآتَيْنَا دَاوُدَ ذِكْرًا (۵۵)

اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر برتری دی اور ہم ہی نے داؤد کو زبور (کتاب) عطا فرمائی (۵۵)

تشریح :- اوپر کے ان آیتوں سے یہ صاف ظاہر ہے کہ تمام پیغمبر اگرچہ بحیثیت رسول ہونے کے برابر ہیں مگر تاہم رتبے اور مرتبے میں سب برابر اور یکساں نہیں ہیں۔ خدا نے بعض پیغمبر کو بعض پر فضیلت اور برتری عطا فرمائی ہے۔

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۴۰ واں رکوع ۲۸۵ ویں آیت :-

إِنَّ الرُّسُلَ بِمَا
أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ
وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ
بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ
وَرُسُلِهِ لَا تَفْرِقُ بَيْنَ
أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ قَدْ
(ہمارا یہ) پیغمبر (محمد) اس کتاب کو مانتے ہیں جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر اتری ہے اور پیغمبر کے ساتھ (دوسرے) مسلمان بھی (یہ سب کے) سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے کہ (سب پیغمبروں کا دین ایک ہے اور کہتے ہیں کہ) ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو (بھی) جدا نہیں سمجھتے (یعنی سب کو مانتے ہیں)

تشریح :- فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبروں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت اور برتری دی اور ہر ایک کے مرتبے کو طرح طرح سے بلند کیا مگر اس کے باوجود پیغمبروں میں سے کسی ایک کو جدا نہیں سمجھتے۔ یہ نہیں کہ کسی پیغمبر کو اللہ کا رسول مانتے ہیں اور کسی ایک کو خدا کا پیغمبر کہہ کر نہیں مانتے بلکہ ایمان اس پر ہونا چاہیے کہ سب اللہ

کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں اور رسالت میں سب کے سب ایک ہیں۔

گیا رہواں پارہ سورہ یونس کا پہلا رکوع دوسری آیت :-

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ
اَوْحَيْنَا اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ
اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ لَهُمْ
قَدْ مَّ صَدَقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ
قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ
كِيَا لوگوں کو اس بات سے (بہت) تعجب ہوا کہ ہم نے اُن
ہی میں سے ایک آدمی کی طرف اس بات کی وحی کی کہ لوگوں
کو (عذاب الہی سے) ڈراؤ اور ایمان والوں کو خوش خبری
سنا دو کہ اُن کے پروردگار کے ہاں ان کی بڑی پانگاہ ہے
کافر تو اس قدر متعجب ہوئے کہ (لگے کہنے ہو نہ ہو یہ شخص،
تو صریح جادو گر ہے) ۴۲

چوبیسواں پارہ سورہ زمر کا ساتواں رکوع ۶۴ ویں آیت :-

قُلْ اَفَغَيْرِ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنَ
اَعْبُدْ اَيْمًا الْجٰهِلُوْنَ
وَلَقَدْ اَوْحٰى اِلَيْكَ وَاِلٰى
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ
لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَتَكُوْنَنَّ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۵
فَاَعْبُدْ وَكُنْ مِنَ
الشّٰكِرِيْنَ ۝۶۶
اے پیغمبر ان لوگوں سے، کہو کہ اے نادانوں! کیا تم مجھے
(یہ) صلاح دیتے ہو کہ خدا کے سوا (کسی دوسرے) کی
عبادت کروں ۶۴ اور اے پیغمبر بلاشبہ، تمہاری
طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں
(ایک ایک کی طرف) وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک
کیا تو ضرور تمہارے (سارے) اعمال ضبط ہو جائیں گے
اور ضرور تم گھاٹے میں آ جاؤ گے ۶۵ بلکہ اللہ ہی کی عبادت
کو اور (اُسکے) شکر گزار بندوں (کے زمرے) میں رہو ۶۶

تشریح :- ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانا اُن سے
مُرادیں مانگنا اُن کی نذر میں چڑھانا اور منتیں ماننا اُن کو سجدہ کرنا اور طرح طرح سے
اُن کی پرستش کرنا انتہائی درجے کی حماقت اور جہالت ہے۔ فرمایا ہم نے شروع
سے اپنے رسولوں اور پیغمبروں کے بذریعے بنی آدم کو یہ حکم دیدیا تھا کہ جو کوئی اللہ
سے شرک کرے گا خواہ اُس کی ذات سے ہو یا صفات سے تو اُس کے نیک اعمال بھی
اکارت جا میں گے اور آخرت میں وہ خسارہ اٹھائے گا بلکہ اس کا حق پہچاننا
یہی ہے کہ سراسر اسی کی عبادت کی جائے اور اُس کے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ
کیا جائے۔

ساتواں پارہ سورہ النعام کا ساتواں رکوع ۵۶ ویں آیت :-

قُلْ إِنِّي نُهُيْتُ أَنْ
أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ قُلْ لَا آتِيحُ
أَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ
إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ
الْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾

تشریح :- اللہ کو چھوڑ کر کسی غیر کو تنگی اور مصیبت کے وقت پکارنا اور اس سے حاجت روائی کی توقع یا امید رکھنا شرک ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اسلام میں خدا کی عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ خواہ تنگی ہو یا خوش حالی۔ بیقرار سی ہو یا دلجمعی مصیبت ہو یا راحت جب بھی پکارا جائے تو صرف اسی ذات واحد و یگانہ کو پکارا جائے جو تمام مخلوق کا معبود حقیقی ہے۔ مصیبتوں میں اسی سے مدد طلب کی جائے اور خوشحالی میں اسی کا شکر ادا کیا جائے۔ اگر ان باتوں کے لائق کسی دوسری ہستی کو سمجھا جائے تو یہی شرک ہے اور شرک کا گناہ کفر سے بھی زیادہ ہے۔ فرماتا ہے کہ اے ہمارا رسول جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے حاجتیں طلب کرتے ہیں یا ان کی منتیں مانتے ہیں ان سے کہہ دو کہ مجھے ان باتوں کی اجازت نہیں اگر میں تمہارا دل خوش کرنے کے لئے تمہاری یہ بات مان لوں تو خدا مجھے بھی گمراہوں میں شمار کرے گا۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۰ واں رکوع ۱۶۵ ویں آیت :-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ
دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ
كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا
أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَكَوَيَّرِي الَّذِينَ
ظَلَمُوا إِذْ يُرَوْنَ الْعَذَابَ
أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ
اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا دوروں کو بھی، شریک (خدا) ٹھہراتے (اور) جیسی محبت خدا سے رکھنی چاہیے ویسی ہی محبت ان سے رکھتے ہیں اور جو ایمان والے ہیں ان کو (تو سب سے) بڑھ کر خدا کی محبت ہوتی ہے اور جو بات (ان) ظالموں کو عذاب کے دیکھنے پر سوچھڑیگی اے کاش اب سوچھڑتی کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے اور (نیر) یہ کہ اللہ کا عذاب (بھی) سخت ہے ﴿۱۶۵﴾

تشریح :- اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ دُنیا میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو میرے سوا دوسری ہستیوں کو جو میرے ہی محتاج ہیں جیسے کہ تم۔ اپنا مشکل کشا اور دستگیر بنا لیتے ہیں حالانکہ انھیں کچھ بھی طاقت نہیں۔ یہی چیز شرک ہے۔ سنو ایسے تعلقات کو چھوڑ کر صرف میرے ہی ہو کر رہو اور میری ہی موحّدانہ عبادت کرو اور میرے ہی سامنے اپنی مرادیں اور مشکلات کو مخلصانہ پیش کرو۔ اور جو کچھ مانگنا ہو مجھ ہی سے مانگو۔ اور مُنکرین اور مُشککین کے لئے کیا خوب ہوتا کہ دُنیا کی مصیبتوں اور عذابوں پر غور کرتے اور سوچتے کہ یہ مصیبت و عذاب کیونکر اور کس کے حکم سے آتی ہے تو ان کو سوچھ جاتی کہ یہ خدا کے حکم سے آتی ہے اور یہ بھی سمجھ جاتے کہ نافرمانوں کے لئے اللہ کا عذاب آخرت میں اور بھی زیادہ سخت ہوگا۔

ستر ہواں پارہ سورہ الحج کا دوسرا کوع ۱۱ ویں آیت :-

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ
اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ
خَيْرٌ اطمأنَّ بِهِ وَإِنْ
أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقلبَ على
وَجْهِهِ خَسِرَ الَّذِي نَبَا
الْآخِرَةَ ذَٰلِكَ هُوَ الْخَسِرُ
الْمُبِينُ ۝۱۱ يَدْعُوا مِن دُونِ
اللَّهِ مَالًا لِّيُضْرَرُوا وَمَا لِيَنْفَعَهُ
ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلُّ الْبَعِيدُ ۝۱۲

اور لوگوں میں کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو خدا کی عبادت (تو) کرتا ہے (مگر) اکھڑا اکھڑا کہ اگر اس کو کوئی فائدہ پہنچ گیا تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو گیا اور اگر اس پر کچھ مصیبت آئی تو جھڑ سے آیا تھا اٹا اُدھر ہی کو لوٹ گیا اُس نے دنیا ہی، کھوئی اور آخرت بھی، صریح گھٹا ہی رکھتا، ہے (۱۱) خدا کے سوا اُن چیزوں کو (اپنی حاجت روائی کے لئے) بلاتا ہے جو نہ اُس کو نقصان ہی پہنچا سکتی ہیں اور نہ اُس کو نفع ہی پہنچا سکتی ہیں پر لے درجے کی گمراہی ہی (کھلتی) ہے (۱۲)

تشریح :- یہاں ان آیات میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو اسلام تو لے آئے مگر اُن کے دلوں میں اسلام کی تعلیم نے گھرنہ کیا۔ کہنے کو تو وہ مسلمان تھے مگر اپنا قبلہ حاجات اسلام کی تعلیم کے مطابق صرف خدا ہی کو نہیں مانتے تھے بلکہ اپنے بتوں اور بزرگوں کی سفارش بھی ضروری سمجھا کرتے تھے۔ یعنی مسلمان بھی تھے اور بتوں کی استھانوں پر حاضر ہونا بھی ضروری سمجھتے تھے۔ جس طرح آج کل کچھ مسلمان بھی اسی طرح کے ہیں کہ کہنے کو تو پکے اور شرع کے پابند مسلمان مگر دُکھ سکھ اور ضرورت

کے وقت خدا کی طرف توجہ اور رجحان طبیعت نہیں۔ کوئی اولیا اللہ کی قبروں پر جا کر مدد مانگ رہا ہے۔ کوئی فقیر فقراء کی چوکیاں بھر رہا ہے۔ کہیں اولیا کرام سے اولاد مانگی جا رہی ہے اور کسی جگہ بزرگان دین سے فراخی رزق کے لئے درخواست ہو رہی ہے۔ اسلام کی طرف سے دل مطمئن نہیں۔ نصرت الہی پر کامل یقین نہیں اور ارکان اسلام کی پروا ہی نہیں۔

کرے نخیر گریبت کی پوجا تو کافر جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر کو اکب میں مانے کر شتمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں

پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

بتی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات ندریں چڑھائیں شہیدوں جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے

نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے (حالی)

ایسے ہی لوگوں کے متعلق اس رکوع اور آیات میں فرمایا کہ یہ لوگ خدا کی عبادت رسمی کرتے ہیں۔ اگر کبھی فائدہ پہنچے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر کسی طرح کی تکلیف اور مصیبت پہنچی تو منہ پھیر لیتے ہیں اور ساری ذمہ داری اسلام کے سر بھوپ دیتے ہیں۔ یہی بات ان کے لئے سب سے بڑے نقصان کا باعث ہوگی۔ ان کی یہ حالت مشرکانہ اس لئے ہے کہ یہ خلوص دل سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں رکھتے اور خلوص نیت سے اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے بلکہ ان ہستیوں کے پیچھے پڑے بٹھکتے ہیں جو انہی کے طرح بے بس اور اللہ کے محتاج ہیں۔ یہی گمراہی ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ یہ خدا، یگانہ کو اپنا مالک بنائیں اور جو کچھ مانگنا ہو اسی معبود حقیقی سے مانگیں۔ مگر وہ اس معبود حقیقی کو چھوڑ کر نہایت ہی برارویہ اختیار کرتے ہیں اگر یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا ان کی مدد بغیر کسی سفارش کے نہیں کرتا اور ان کو اولاد بھی بغیر کسی امداد کے مل نہیں سکتی اور ان کی ضروریات بھی بغیر وکالت کے پوری نہیں ہو سکتی تو ان کو چاہیے کہ پھانسی لے کر لٹک جائیں کیونکہ خدا جو خالق الکل ہے

اگر انسانی ضروریات پوری نہیں کرتا اور اپنے بندے کی فریادرسی نہیں کرتا تو پھر کون ہے جو مخلوق کی فریادرسی اور حاجت روائی کر سکے؟

آٹھواں پارہ سورہ النعام کا ۱۸ واں رکوع ۲۸ ویں آیت :-

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا
لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا
وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا
مِنْ شَيْءٍ ۗ

مشرکین سے کچھ بعید نہیں کہ یہ حجت پیش کریں کہ اگر
خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا
ایسا کرتے، اور نہ ہم کسی (حلال) چیز کو (از خود اپنے پر)
حرام کرتے ○

جس کے جواب میں یہ نازل ہوئی :-

قُلْ هَلْ يَشْفَعُ عَمَلِكُمْ
الَّذِينَ يَشْفَعُونَ أَنَّ اللَّهَ
حَرَّمَ هَذَا ۗ

اے پیغمبران لوگوں سے، کہو کہ اپنے گواہوں کو لا حاضر
کر دو جو اس بات کی گواہی دیں کہ (یہ چیزیں جن کو تم
حرام بتاتے ہو) اللہ نے ان کو حرام کیا ہے۔

تشریح :- خداوند تعالیٰ اپنے پیغمبر سے ارشاد فرماتا ہے کہ دیکھو مشرکین جو کہتے
ہیں کہ ہم بت پرستی اور کھانے پینے میں جو کچھ حرام ٹھہراتے ہیں یا ہمارے اگلے بزرگوں
نے ٹھہرائے ہیں وہ تمام اللہ ہی کے حکم سے ہے۔ تو تم اے پیغمبران لوگوں سے کہو کہ
تم اپنے گواہوں کو حاضر کرو جو اس بات کی گواہی دیں کہ جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سب
حکم الہی ہے۔

۲۵ واں پارہ سورہ الزخرف کا دوسرا رکوع ۲۰ ویں آیت :-

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ
مَاعَمَدْنَا نَهْمًا مَّا لَهُمْ بِذَلِكَ
مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۲۰﴾
أَمْ أُنزِلَتْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ
بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوا
إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا
عَلَىٰ آثَرِهِمْ مُسْتَدُونَ ﴿۲۲﴾

اور (کافر) کہتے ہیں کہ (خداے) رحمن چاہتا تو ہم ان کی
پرستش نہ کرتے۔ ان کو کچھ خبر تو ہے نہیں نری انکلیں دوڑا
رہے ہیں ﴿۲۰﴾ یا ان کو ہم نے اس سے پہلے سے کوئی
کتاب دے رکھی ہے کہ یہ اس کی دلیل پکڑتے ہیں ﴿۲۱﴾
(نہیں، بلکہ (یہ تو یوں) کہتے ہیں کہ ہم اپنے باپ دادوں
کو ایک طریقے پر پایا ان ہی کے قدم بہ قدم ہم بھی ٹھیک
رستے پر چلے جا رہے ہیں ﴿۲۲﴾

تشریح :- اے پیغمبر کیا مشرکین یہ کہتے ہیں کہ اگر خدائے رحمن چاہتا تو ہم اللہ

کی عبادت نہ کرتے۔ کفار عرب ملائکہ کو بھی اپنا معبود تصور کرتے تھے اور اپنے خیال کے مطابق عورتوں کے بت تراش تراش کر انھوں نے ان ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں مشہور کر رکھا تھا۔ وہ لوگ ان کی پوجا کرتے اور ان سے اپنی مشکل کشائی کے طالب ہوتے تھے۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ ملائکہ جو ہمارے یہاں ہیں وہ ہماری بیٹیاں نہیں بلکہ ہماری فرماں بردار مخلوق ہیں۔ اور تم جو کہتے ہو کہ وہ ہماری بیٹیاں ہیں تو اس کی کچھ سند تمہارے پاس ہے یا ان کی پیدائش کے وقت تم وہاں موجود تھے اگر اس کی کچھ سند ہے تو لاؤ اور ان کی یہ عبادت کیا معنی؟ اس کے جواب میں کفار عرب حضرت پیغمبر صلوٰۃ والسلام سے کہا کرتے تھے کہ اگر خدا چاہتا تو کیا ہم اس رحمن کی پرستش نہ کرتے اور اگر ہماری ان بتوں کی پوجا کرنا خدا کو ناپسند ہوتا تو ہم ان کی پرستش کیسے کر سکتے تھے۔ تم (اے محمد) بھوتہ بتاتے ہو کہ جو کچھ کرتا ہے اللہ کرتا ہے تو ہم جو یہ بت پرستی کرتے ہیں تو اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں اور اگر بت پرستی اللہ کے خلاف مرضی اور بُرا کام ہے تو اللہ نے ہمیں روکا کیوں نہیں اور جب روکا نہیں تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارا یہ فعل خدا کو ناپسند نہیں علاوہ اس کے ہم نے اپنے بڑوں کو بھی اسی طریقے پر چلتے دیکھا ہے۔ اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہمارے بزرگ لوگ گمراہ تھے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر جب کبھی دنیا میں ہمارا کوئی رسول پہنچا اور لوگوں کو عذاب دوزخ سے ڈرایا تو لوگوں نے اور بالخصوص اُس وقت کے امراء اور دولتمندوں نے اُس رسول کی مخالفت کی۔ سو یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ مائیکہ تمہارے باپ دادا بت پرست تھے اور تم انھیں کے نقش قدم پر چلتے ہو لیکن ان کے طریقے سے بہتر طریقے اور ان کے عقائد سے بہتر عقیدے اگر تم کو میسر آئیں تو بھی تم اپنے باپ دادوں کے بُرے عقائد کی پیروی کرو گے جب کہ ہم نے بُرے اور بھلے کی پہچان تم کو بتا دی ہے۔ بعض بد عقیدت گمراہ مسلمانوں کا بھی یہی خیال ہے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ اللہ کے حکم سے کرتے ہیں۔ اگر گناہ کرتے ہیں تو اللہ ہی کے حکم سے اور نیکیاں کرتے ہیں تو وہ بھی اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں اور جب خدا خود

اپنے حکم سے یہ حرکات ہم سے کرواتا ہے تو پھر ہم پر گناہ کے پاداش میں عذاب کیوں ہوگا ؟

(جواب) ہاں یہ درست ہے اور ہم مسلمانوں کا ایمان بھی یہی ہے کہ ساری باتیں اللہ ہی کے حکم سے ہوتی ہیں اور تمام قدرت و طاقت اسی پاک پروردگار ہی کو ہے اور درخت کا ایک پتہ بھی بغیر حکم خداوندی ہل نہیں سکتا۔ لیکن تمام ذی روح یعنی جاندار کے اندر قدرت نے ایک طاقت بھی عطا کی ہے جس کو ہم قوت ارادی کہتے ہیں اور اسی قوت سے جو بھی کام ہمارے لئے ممکن ہے ہم اگر چاہیں تو کر سکتے ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جلانے کی طاقت تھی۔ اگرچہ مردے کو زندہ کرنا یا کسی بے جان کو جاندار بنا دینا سوائے اُس پاک پروردگار کے اور کسی کو طاقت نہیں مگر قدرت نے اپنی اس طاقت کو اپنے ایک بندے کو بطور عطیہ عطا کر دیا تھا اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس مردے کو بھی چاہتے تھے زندہ کر دیتے تھے۔ اسی طرح خدا نے ہر انسان کو قوت ارادی یا مخصوص اختیار عطا فرما دیا ہے کہ انسان اس قوت ارادی کے ذریعہ جو بھی ممکن کام کا ارادہ کرے کر سکتا ہے۔ چنانچہ قوت ارادی کے طاقت سے مجھے میرے ہاتھ پر وہ قدرت اور طاقت ہے کہ جو کچھ میں کرنا چاہوں اس ہاتھ سے کر سکتا ہوں مثلاً جب میں کھانے کو بیٹھتا ہوں تو میں اپنے اس قوت ارادی کے طاقت سے ہاتھ کو حکم دیتا ہوں کہ اسے ہاتھ تو لقمہ بنا کر میرے منہ میں ڈال۔ دانت اور زبان کو یہ حکم دیتا ہوں کہ تو اس لقمہ کو پیس کر حلق تک لے جا۔ میرے ہاتھ۔ دانت اور زبان بلکہ میرے ہر ایک عضو میرے حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور اس لئے ہیں کہ اللہ نے یہ طاقت میرے اندر ابتداء آفرینش سے عطا فرمادی ہے اور میرے اس قوت ارادی کے ماتحت میرا ہر ایک عضو کام کرنے پر مجبور ہے۔ اب یوں دوسری مثال لے لیجئے کہ میں اپنی قوت ارادی سے اپنے ہاتھ کو حکم کرتا ہوں کہ تو چوری کر اور میری قوت ارادی نے چوری کا کام میرے ہاتھ سے لیا۔ اب یہ بتائیے کہ اس فعل کا فاعل یعنی چوری کرانے والا کیا خدا ہے یا میری چوری کی حرکت خدا کے ارادے سے ہوئی یا کیا میری اس چوری کا فعل حکم الہی تھا۔ مجھے اللہ نے قوت ارادی عطا فرمائی اور ساتھ ساتھ بڑے اور بھلے کی سمجھ بھی عطا کی اس لئے

اللہ تعالیٰ تمام انسانی افعال سے بری الذمہ ہے۔ جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے صرف قوت ارادی عطا کی ہے لیکن عقل سلیم نہیں دی اس لئے جانوروں کو نہ عذاب ہے اور نہ ثواب اور نہ روز جزا میں کسی طرح کی پرکاشش۔

چودھواں پارہ سورہ نخل کا پانچواں رکوع ۳۵ ویں آیت :-

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا كَوْنًا
 شَاءَ اللَّهُ مَا عَبْدْنَا مِنْ دُونِهِ
 مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَ
 لَا حَرَمٌ مَنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ
 كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
 فَعَلَّ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا ابْتِغَاءً
 مِنَ الْبَيِّنَاتِ ۝ (۳۵) وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِي
 كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ عِبُدُوا
 اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۚ
 فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَ
 مِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ
 فَسَاءَ يَوْمَ إِذِ الْأَرْضِ فَانظُرُوا
 كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكذِبِينَ ۝ (۳۶)

اور مشرکین کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم ہی اس (مقدس) کے سوا کسی اور چیز کی پرستش کرتے اور نہ ہمارے بڑے (ہی کرتے) اور نہ ہم اس کے (حکم کے) بغیر اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ جو لوگ ان سے پہلے ہو گئے ہیں انہوں نے بھی ایسا ہی (حیلہ حوالہ) کیا۔ تو پیغمبروں پر سوا اس کے کہ (احکام الہی کو) صاف طور پر پہنچا دیں اور کچھ ذمہ داری نہیں ۝ (۳۵) اور ہم ہر ایک امت میں (کوئی نہ کوئی) پیغمبر (اس بات کے سمجھانے کے لئے) بھیجتے رہے ہیں کہ (لوگو!) خدا کی عبادت کرو اور (شیطان) سرکش (کے انغوا) سے بچتے رہو ان میں سے بعض کو تو خدا نے ہدایت دی اور ان میں سے بعض (کے سرا) پر گمراہی سوار ہوئی (تو (لوگو!) روئے زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ (پیغمبروں) کے) جھٹلانے والوں کا کیا حال ہوا ۝ (۳۶)

تشریح :- بری طبیعت کے لوگ ہمیشہ سے حق و صداقت کی مخالفت کرتے آئے ہیں اور تعلیمات الہی کو ہنسی مذاق میں اڑاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ یہی حال اب بھی نظر آتا ہے اور غضب تو یہ ہے کہ آج کل کے آزاد خیال اور مغرب زدہ مسلمانوں

لے اس کے علاوہ خداوند تعالیٰ کا ایک ہی کلام اور دوسرا ہے کام۔ یہ دونوں ڈپارٹمنٹ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ کلام سے تشریحی نظام منصبہ شہود پر آیا اور کام سے تکوینی نظام ظہور میں آیا۔ ہم تشریحی نظام کے مکلف ہیں نہ کہ تکوینی نظام کے۔ اس قسم کے اعتراض کرنے والے عموماً دونوں نظاموں میں فرق نہیں کرتے۔

نے بھی یہی راہ اختیار کر لی ہے۔ قرآن پاک کے ان آیات میں اس زمرہ کے لوگوں کا جو نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے وہ غور کے قابل ہے۔ وہ لوگ جو شرک کرتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم شرک اور گناہ نہ کرو اللہ سے ڈرو اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرو اور اس کے احکام کے مطابق چلو تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ نے ہر شخص کی قسمت کا پہلے ہی سے فیصلہ کر دیا ہے اور حکم لگا دیا ہے کہ فلاں شخص نیکی اور بھلائی کے کام اور فلاں فلاں بُرائی اور بدی کے کام کرے گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ بالکل غلط خیال اور عقل کے خلاف ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر ہمیں رسولوں کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی اور کتاب کیوں نازل کرتا اور ہدایت کی تبلیغ کے لئے ہر ایک گروہ انسانی میں ہمیشہ ایسے رسول مبعوث کرتا رہا جو ان کو ہدایت کرتے رہے کہ اللہ کی عبادت کرو ربّت پرستی اور شیطانی حرکات سے باز آ جاؤ اور نیک کام کرو اور اللہ کے احکام پر چلو۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قسمت کا فیصلہ روز اول سے یہ ہو چکا ہے کہ فلاں فلاں نیکی کا کام اور فلاں فلاں بدی کا کام کرے گا تو ایسے خیالات کے لوگوں کا ایمان لانا اکثر مشکل ہوتا ہے اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۹ واں رکوع ۲۳۱ ویں آیت:-

وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ لِيُعْظِمَكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۲۳۱﴾

اور اللہ کے احکام کو ہنسی (کھیل) نہ سمجھو اور اللہ نے جو تم پر احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو اور (اس کا) یہ (احسان بھی یاد کرو) کہ اُس نے تم پر کتاب (قرآن) اور عقل کی بات (بواسطہ رسول) اتاری کہ تم کو ان کے ذریعے نصیحت کرے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے ﴿۲۳۱﴾

تشریح:- اے انسان اللہ کے حکموں کو ہنسی کھیل نہ سمجھو اور اپنے اسٹکل بچو سے تعلیمات خداوندی کو تفریح میں نہ اڑاؤ۔ سنو اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم مسلمانوں کو قرآن پاک کے بذریعہ گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ پر لائے۔ اور اسی کتاب یعنی قرآن کے ذریعے یہ کتنی عقل کی باتیں سکھائی ہیں جن سے ہم نصیحت حاصل کریں۔

نواں پارہ سورہ اعراف کا ۲۲ واں رکوع ۱۸۰ آیت :-

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تُكْسِبُ
فَدُعُوْهُ بِهَا وَذُرُوْا الَّذِيْنَ
يُلْحِدُوْنَ فِيْ سَمَائِهِۦ لِيَسْجُوْنَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

تشریح :- اللہ کے سب سے اچھے نام ہیں تم جن ناموں سے خدا کو چاہو پکارو لیکن جو لوگ اللہ کے ناموں میں کفر کرتے ہیں یا الٰہا دگرتے ہیں بہت جلد اللہ تعالیٰ ان کو اس کی سزا دے گا۔ ناموں میں کفر کرنا یہ ہے کہ خدا کے صفتوں کے شامل جو صرف خدا کے لئے مخصوص ہے کسی اور کو اسی صفت سے پکارے جیسے مشکل کشا، غیب داں، دستگیر، انا داتا وغیرہ۔ یُلْحِدُوْنَ الٰہا دگرتے ہیں سیدھے راستہ سے کتر جانا غیر مسلم کو ملحد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ راہ حق سے کتر کرنا حق راہ پر چلتے ہیں۔

اکیسواں پارہ سورہ روم کا چوتھا رکوع ۲۸ ویں آیت :-

صَرَِبْ لَكُمْ مَثَلًا مِّنَ الْفٰسِقِيْنَ
هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
مِّنْ شَرِكًا ؕ فَاِذَا نَادٰٓءُكُمْ
فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ
اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَفِصِّلُ الْاٰيٰتِ
لِقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

تشریح :- اس آیت میں خداوند کریم انسان کو سمجھانے کے لئے ایک مثال بیان فرمایا ہے جس سے شرک کی بُرائی کھل جائے۔ فرمایا کہ جب تم لوگ اپنے غلاموں کو اپنی برابری میں لینا پسند نہیں کرتے یا تم اپنے مال میں جو تم کو اللہ نے دیا ہے اُس غلام کو برابری کا شریک دار بنانا پسند نہیں کرتے تو بھلا ذرا غور تو کرو کہ جب تم اپنے ایک غلام کو جو تمہارے ہی جیسا اللہ کا ایک بندہ ہے تم اپنا شریک دار بنانا یا اُس کو جو تم کو اللہ نے دیا ہے اُس غلام کو برابری کا شریک و سیم بنانا پسند

نہیں کرتے تو پھر خدا جو تمام کائنات کا مالک ہے جس کا کوئی بھی شریک کار نہیں اسے کب گوارا ہوگا کہ تم اسی کی مخلوق اور اسی کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو اس کا شریک بناؤ خواہ وہ چیز انسان میں سے ہو یا نباتات یا جمادات میں سے ہو اور پھر اس کی عبادت کرنے۔ مرادیں مانگنے اس کی تعظیم و تکریم کرنے میں خدا کے برابر کرو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے کلام کو مثال کے ذریعے ایسا آسان اور عام فہم کر دیا ہے کہ ہر کس دنیا کس اسے سمجھ سکتا ہے۔ یہ تمام باتیں جو بتائی جا چکی ہیں صرف ان لوگوں کو راہ ہدایت پر لاسکتی ہیں جو عقل و شعور رکھتے ہیں اور کٹ جھتیاں نہیں کرتے۔

چودہواں پارہ سورہ نحل کا دسواں رکوع ۳۷ میں آیت:-

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ شَيْئًا وَّ لَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۴۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۴۴﴾

اور (مشرکین) خدا کے سوا ان (معبودوں) کی پرستش کرتے ہیں جو آسمان اور زمین سے ان کو رزق دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ (ایسے اختیار پر) قابو پاسکتے ہیں ﴿۴۳﴾ (تو دنیا کے بادشاہوں کے قیاس پر، خدا کے لئے مثالیں تصنیف نہ کرو (ساری چیزیں) اللہ کو معلوم ہے اور تم کو (کچھ) معلوم نہیں ﴿۴۴﴾

تشریح: مشرکین شرک کے بیانات یوں کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں کہ جس طرح بادشاہوں کے ہاں با اختیار وزیر اور کارپرداز ہوتے ہیں ٹھیک اسی طرح خدا کے دربار میں بھی ہمارے یہ سب معبود جن کی ہم پرستش کرتے ہیں کارپرداز ہیں خداوند تعالیٰ نے ان کے اس خیال کو غلط ٹھہرایا اور فرمایا کہ تم کو مثال دینے کا سلیقہ نہیں آتا۔ تمہاری مثال بالکل بے تکی مثالیں ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنی خدا لوگوں کے حال سے واقف ہے اور تم بنی آدم واقف نہیں ہو اسی نا واقفیت کی وجہ سے تمہارے بادشاہوں کو مدد لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور اسی طرح حاجتمندوں کو بھی ضرورت ہے کہ کوئی ان کا سفارشی ہو کر بادشاہ تک ان کی عرضی پہنچا دیں کیونکہ بادشاہ کو کیا معلوم کہ کن حاجتمندوں کو کیا ضرورت ہے۔ لیکن خدا خود دانا بنیا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور سب کچھ خود کر سکتا ہے اور بغیر کسی واسطے کے تمہاری

سُنّت اور تمہارا سبب حال جانتا ہے اُسے ضرورت نہیں کہ کسی کو اپنے مدد کے لئے منتخب کرے یا اپنے دربار میں وزیر اعظم یا وزیر مدافعت بنا کر رکھے اور نہ ہی کسی طرح کی مشورہ کی ضرورت ہے۔

افسوس کہ اسلام میں ایسے ایسے تعلیمات کے ہوتے ہوئے بھی آج کل کچھ مسلمانوں نے وہی مشرکانہ عقائد اختیار کر رکھے ہیں جن کی سخت مذمت کی گئی اور جن کے خلاف ہر طرح کی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ اگر بعض مسلمان پتھر کی مورتیاں منے رکھ کر اپنی حاجات طلبی نہیں کرتے لیکن پتھر کی قبروں سے اپنی حاجت ضرور مانگتے ہیں اور جواب یہ دیتے ہیں کہ ہم صاحب قبر سے تو نہیں مانگتے صرف ان کا وسیلہ چاہتے ہیں۔ حالانکہ بالکل یہی جواب بت پرستوں کے ہاں سے بھی ملا کرتا ہے وہ یہ ہی کہا کرتے ہیں کہ پتھر اور مٹی کی مورتیاں تو کوئی چیز نہیں۔ ہم تو ان سے مانگتے ہیں جن کی یہ شبیہ ہے۔ ایسے ہی مشرکانہ عقائد نے بہت سے مسلمانوں کے ایمان کو ڈگمگا دیا ہے۔ اور اب وہ مشرکین عرب سے بھی زیادہ خطرناک بت پرستی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس پر طرفہ یہ کہ اپنے کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔

نشاں اس کا باقی ہے صراحتاً قدریاں کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلمان رہا دین باقی نہ اسلام باقی اک اسلام کارہ گیا نام باقی (حالی)، خداوند کریم ہم مسلمانوں کو اس طریق کار سے بچائے اور ہمارے دلوں میں قرآن پاک کی بتائی ہوئی توحید چائے جس پر خلفائے راشدین و بزرگان دین کا عمل رہا آمین یا رب العالمین۔

ستر ہواں پارہ سورہ الحج کا دسواں رکوع ۳۷ ویں آیت :-

اے لوگو! تمہارے لئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے	يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبٌ مِّثْلُ
ذرا کان لگا کر سُنو کہ خدا کے سوا جن (معبودوں) کو تم	فَا تَسْمِعُوا لَهُ طُرَاتِ الدِّينِ تَدُ
پکارتے ہو (وہ) ایک مکھی (بھی) پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ	عَوْنٍ مِّنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا
اُس کے (پیدا کرنے کے) لئے (سب کے سب) اکٹھے (ہی)	ذُبَابًا وَّكُوا جَمْعُوَالَهُ وَّوَاتِ
کیوں نہ) ہو جائیں۔ اور اگر مکھی اُن سے کوئی چیز چھین کر	يَسْلُبُهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا كَلَا
لے جائے تو وہ اُس سے (اُس چیز کو) چھڑا نہیں سکتے	يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعْفَ الطَّلَبِ

وَالْمَطْلُوبُ (۳۳) مَا قَدَرُوا
اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللَّهَ
لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (۳۴)

(کیسا) بودا طالب اور (کیسا) بودا مطلوب (۳۳) ان
لوگوں نے خدا کی جیسی قدر جانی چاہیے تھی جانی نہیں
(ورنہ) اللہ بڑا بزدست (سب پر) غالب ہے (۳۴)

تشریح :- اس رکوع میں بت پرستی کے خلاف دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ ارشاد
ہوتا ہے کہ اے انسان! تم جن بتوں کی پرستش کرتے ہو ان کا یہ حال ہے کہ اگر
اُن سب کو ایک جگہ جمع کر کے یہ کہا جائے کہ تم سب مل کر ایک مکھی بنا دو تو ہرگز بنا
نہیں سکتے بلکہ اگر مکھی اُن سے کسی چیز کو چھین کر لے بھاگے تو وہ سب مل کر بھی اس
چیز کو مکھی سے واپس نہیں لے سکتے غور تو کرو کہ اس سے بھی زیادہ اور کچھ کھس
کھسایا ہو سکتا ہے۔

اکیسواں پارہ سورہ روم کا چوتھا رکوع ۴۰ ویں آیت :-

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ
ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ
مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ
مِنْ ذَٰلِكُمْ مِمَّنْ تَسْبُحُنَّهُ
وَلَعَالَىٰ لَعَمَّا يُشْرِكُونَ (۴۰)

(لوگو! اللہ ہی وہ (قادر مطلق) ہے جس نے تم کو پیدا کیا
پھر تم کو رزق دیا پھر (وہی) تم کو مارتا ہے پھر (وہی) تم کو
جلائے گا۔ کیا جن کو تم شریک خدا (خواہ وہ چیز خدا کی ذات
سے ہو یا صفات سے) پھرتے ہو ان کا میں سے
کسی ایک کام کو بھی کر سکتا ہے۔ یہ لوگ جیسے جیسے شریک
کرتے ہیں خدا (کی ذات) اس سے پاک اور صاف ہے (۴۰)

اکیسواں پارہ سورہ سجدہ کا پہلا رکوع ۵ ویں آیت :-

يَدْبُرُ الْاَلسَّمَاءِ
اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يُعْرِجُ اِلَيْهِ
فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ اَلْفَ
سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ (۵)

آسمان سے (لیکر) زمین تک (وہی ہر ایک) امر کا انتظام
کرتا ہے پھر تم لوگوں کی (دنیاوی) گنتی کے (مطابق) ہزار
برس کی مدت کا ایک دن ہوگا۔ اس دن تمام انتظام دکا
نتیجہ بالآخر) اُس کے حضور میں گزرے گا (۵)

تشریح :- وہ پاک پروردگار تمام کائنات یعنی آسمان سے لیکر زمین کی تہ
تک کے امور کا انتظام کر رہا ہے۔ پھر قیامت کے دن یہ سارا کارخانہ اٹھا دیا
جائے گا۔ اور جب تک یہ کارخانہ قائم رہا اور جو کچھ واقع ہوا اور جو کچھ پیش آیا
سب کا اخیر نتیجہ خدا کے روبرو پیش ہوگا اور یہ بھی جانو کہ دنیوی مہینے اور سال

کے حساب کے مطابق ہزار سال کے برابر عقبی کا ایک دن ہوگا۔ اب ذرا غور تو کرو کہ اگر کسی گنہگار کو عقبی میں صرف ایک دن کے لئے عذاب میں مبتلا کیا جائے تو دنیاوی مدت کے حساب سے ہزار سال ہوئے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر اسی طرح ایک سال کے لئے سزا دی جائے تو دنیاوی وقت کے مطابق تین لاکھ ساٹھ ہزار سال ہوئے

الامان الحفیظ

اکیسواں پارہ سورہ روم کا دوسرا رکوع ادریں آیت :-

اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝۱۱ وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ۝۱۲

اللہ ہی مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہ ہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹا کر لائے جائیں گے ۱۱ اور جس روز قیامت قائم ہوگی اُس روز مجرم لوگ حیرت زدہ رہ جائیں گے ۱۲

تشریح :- فرمایا کہ دیکھو ہم ہی نے تمہیں ایک حقیر سی چیز مٹی سے پیدا کیا اور پھر تم ایک عظیم الشان بشر بن کر جس کو اشرف المخلوقات کے نام سے پکارا جاتا ہے دنیا میں چلنے پھرنے لگتے ہو یہ کمر شمع قدرت کس کا ہے۔ پھر ایک ہی چیز سے مختلف خیال۔ مختلف شکل اور مختلف رنگ کے انسان بنائے۔ اس میں قدرت خداوندی کی کتنی بڑی نشانی ہے۔ سو جس طرح میں نے اپنے قدرت اور حکم سے زمین اور آسمان کو قائم رکھا ہے اسی طرح جب چاہوں گا حکم دوں گا تو سب فنا ہو جائے گا اور جب تمہیں پکاروں گا تو تم زمین سے نکل کر میرے حضور میں جمع ہو جاؤ گے۔ دیکھو یہ تمام کائنات میری ہی پیدا کی ہوئی ہے اور میرے ہی زیر حکم ہے اور ایک دن میرے ہی حکم سے فنا ہو جائے گی۔ اس کے

۱۱۔ یوم ربوبی جبکہ ہمارے ایک ہزار سال کے برابر ہے اس سے معلوم ہوا کہ تخلیق السموات والارض جو کہ چھ یوم میں ہوئی وہ بدیں حساب ہمارے چھ ہزار سال میں گویا پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اور پھر یہ تشریحی نظام جو کہ حضرت آدم سے شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تاریخی طور پر چھ ہزار سال پر مشتمل ہے۔ اس کی مدت اور تکوینی نظام کی مدت میں یکسانیت ہے۔

بعد پھر میں ہی دوبارہ پیدا کر کے دُنیا و سِی زندگی کا حساب کتاب لوں گا۔ بظاہر تمہیں یہ سب ناممکن اور محال دکھائی دیتا ہے اور تمہاری عقل میں بھی نہیں سماتا مگر میرے لئے یہ سب بہت آسان ہے۔ تم صرف یہ سمجھ لو کہ یہ ساری کائنات جس کے حکم سے وجود میں آیا اسی کے حکم سے فنا ہو جائے گی اور پھر اسی کے حکم سے دوبارہ وجود میں آئے گا۔

ساتواں پارہ سورہ النعام کا ۱۳ واں رکوع ۱۰۸ ویں آیت :-

وَلَا تَسْبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسْبُوا اللَّهَ
عَدْوًا يَغْتِرِ عَلَيْهِمْ كَذَابِكُمْ زِينَةً
لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلُهُمْ ثُمَّ
إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمُ
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۰۸﴾

اور ان کو گالیاں نہ دو جن کی یہ رکافر، لوگ خدا کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں۔ ورنہ وہ لوگ بھی جہالت کے وجہ سے دشمنی کے طور پر اللہ کو گالیاں دینگے۔ ہم نے اسی طرح ہر فریق کے نظروں میں ان کے طریق عمل کو عمدہ کر کے دکھایا ہے۔ پھر انہیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پس انہیں خود بتا دیگا کہ وہ لوگ کیا کرتے تھے (۱۰۸)

تشریح :- اے مسلمانو! تم دوسروں کے معبودوں کو گالیاں نہ دیا کرو اس لئے کہ وہ لوگ بھی بدلہ کے طور پر تمہارے معبود حقیقی کو گالیاں دیں گے جو تمہیں برداشت نہ ہوگا۔ ہر قوم اور ہر ایک شخص اپنے اپنے نظروں میں اپنے طریق عمل اور مذہب کو عمدہ اور بہتر سمجھتا ہے۔ ان کے نگاہ میں وہی کام اچھا ہے جو وہ کرتا ہے خواہ دوسروں کی نگاہ میں وہ کتنا ہی بُرا کام کیوں نہ ہو۔ ہاں جب وہ اپنے معبود حقیقی کے طرف لوٹ کر جائے گا تو وہ خود اسکو بتا دے گا کہ وہ دُنیا میں کیا کرتے رہے تھے۔

چودھواں پارہ سورہ نحل کا پانچواں رکوع ۳۸ ویں آیت :-

وَاسْمِعُوا بِاللَّهِ جَهْدَ آيْمَانِهِمْ
فَلَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنًّا
يَمُوتُ بَلِيًّا وَعَمَّا عَلَيهِ
حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَعْلَمُونَ ﴿۳۸﴾ لَيَبَيِّنَنَّ اللَّهُ الَّذِي
يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلَيَعْلَمَ الَّذِينَ

اور یہ سنکر لوگ خدا کی بڑی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مرجاتا ہے اس کو خدا (دوبارہ) نہیں اٹھا کھڑا کرے گا (اے پیغمبر ان سے کہو کہ، ضرور اٹھا کھڑا کرے گا یہ اس کا) وعدہ برحق ہے (اور اس کا پورا کرنا) اس پر (لازم ہے) مگر اکثر لوگ (اس کا) یقین نہیں کرتے (۳۸) (مردوں کا چلا اٹھانا، اس لئے (ضروری ہے) کہ جن چیزوں میں یہ لوگ (دُنیا میں)

کَفَرُوا أَنَّهُمْ كَاذِبِينَ ﴿۳۹﴾
 إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا
 أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ
 كُنْ فَيَكُونُ ﴿۴۰﴾

اختلاف کرتے رہے ہیں (قیامت کے دن، خدا) اصل
 حقیقت کو، اُن پر ظاہر کر دے تاکہ منکر لوگ جان لیں کہ
 وہی برسرِ غلط تھے ﴿۳۹﴾ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں
 تو بس ہمارا کہنا اس کے بارے میں اتنا ہی ہوتا ہے کہ ہم اس
 کو فرماتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے (تو ہم کو مردوں
 کا جلانا کیا مشکل ہے) ﴿۴۰﴾

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر یہ مشرکین اور مخالفین جو تمہارا سامنے
 قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ مردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا۔ اُن سے کہہ دو
 کہ تم جھوٹے ہو۔ خدا نے جو جو وعدے کئے ہیں وہ سب کے سب پورے ہو کر رہیں گے
 یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ اس چیز کو سمجھتے نہیں مگر تم (اے پیغمبر!) ان سے کہہ دو
 کہ ان باتوں کے فیصلے کے لئے تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا ضروری ہے۔ جن
 باتوں میں آج تم باہمی اختلاف رکھتے ہو تاکہ تمہیں معلوم تو ہو کہ کون حق پر تھا اور کون
 باطل پر۔ باقی رہا یہ کہ کسی مجال سے مجال کاا کار دکھانا میرے لئے بالکل آسان بات ہے
 تم صرف اس قدر سمجھ لو کہ جب ہم کوئی بھی کام کرنا چاہتے ہیں تو صرف ہمارے ارادے
 پر وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس دن اور جس وقت ہم تمہیں کہیں گے کہ اٹھ
 کھڑے ہو بس تم زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہو گے۔

سو لوہاں پارہ سورہ مریم کا پانچواں رکوع ۶۶ ویں آیت :-

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا
 مَاتَ لَسَوْفَ أَخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾
 أَوْلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا
 خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَكَمْ يَكُ
 شَيْئًا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَآتِيَنَّهُمْ
 وَالشَّيَاطِينُ ثُمَّ لَنَحْضُرَنَّهُمْ
 حَوْلَ جَهَنَّمَ جَشِيًّا ﴿۶۸﴾

اور (جو) آدمی (منکر قیامت ہے تعجب کی راہ) پوچھا
 کرتا ہے کیا (واقع میں) جب میں مر جاؤں گا تو ضرور
 (دوبارہ) زندہ کر کے (زمین سے) نکالا جاؤں گا؟ ﴿۶۶﴾
 (یہ) آدمی (اس وقت کو) یاد نہیں کرتا کہ ہم نے پہلے اس
 کو پیدا کیا تھا حالانکہ یہ کچھ بھی نہ تھا ﴿۶۷﴾ تو (اے پیغمبر،
 ہم کو تمہارے ہی پروردگار کی (یعنی اپنی) قسم ہے کہ ہم
 (تمام) آدمیوں کو اور (اُن کے ساتھ) شیطانوں کو (بھی
 اپنے حضور میں) جمع کریں گے پھر ان (سب) کو جہنم

کے گرد لاکر حاضر کریں گے گھٹنوں کے بل (۶۸) تشریح :- یہاں اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی ذہنیت کو بیان فرماتا ہے جو منکر قیامت ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ منکروں کو اس بات میں بہت کچھ شبہ ہے کہ اس دنیاوی زندگی کے گزر جانے کے بعد پھر اس کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور دنیوی زندگی کے دوران میں اُس نے جو بُرے یا اچھے اعمال کئے تھے اُن کی سزا یا جزا دی جائیگی فرماتا ہے کہ پہلی مرتبہ جب ہم نے اُس کو پیدا کیا تھا تو نہ اُس کا نام و نشان تھا نہ وہ کسی جگہ موجود تھا۔ پھر اب جبکہ ابتدا ہو گئی تو پھر ہمیں اُس کو دوبارہ بنانے میں کیا مشکل پیش آئے گی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ شیطانی وسوسے ہیں جو کہ انسان کو گمراہ کرتے ہیں اور حقیقت وہی سچی ہے جو ہم نے اپنے کلام پاک میں بیان کر دیا ہے۔ جو لوگ اس کے خلاف اعتقاد رکھیں گے وہ حشر کے دن دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

ستر ہواں پارہ سورہ الحج کا چھٹا رکوع ۴۷ ویں آیت :-

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ
وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ
وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ
كَأَنفِ سِنَةٍ قَلِيلًا
تَعْدُونَ (۴۷)

اور دے پیغمبر یہ منکرین لوگ نبوت میں شبہ نکالنے کے لئے، تم سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اور خدا تو کبھی اپنا وعدہ خلاف کرنے کا نہیں اور کچھ شک نہیں کہ تمہارے پروردگار کے ہاں تم لوگوں کی گنتی کے مطابق ہزار برس کے برابر ایک دن ہے (۴۷)

۱۔ سبحان اللہ یہ استدلال بھی کیسا لاجواب ہے کہ منکرین کو اپنے ابتدائی تخلیق پر نگاہ رکھنا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ انسانی نطفہ انواع و اقسام کی خداؤں اور ماکولات کا جوہر ہے اور کہاں کہاں سے منتشر اجزاء، اس میں جمع ہوتے ہیں اور معاش و معاد کا طویل سلسلہ نطفہ میں مضمر ہے پس اگر انسانی نطفہ میں منتشر اجزاء کو ابتداءً جمع کیا جاسکتا ہے تو پھر جمع کرنے کے بعد اگر انسانی اجزاء منتشر ہو جائیں تو پھر دوبارہ جمع کیوں نہیں کیا جاسکتا؟ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مَا خَلَقَ (۵) خَلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ (۶) يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ فَإِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لِقَادِرٌ پارہ ۳۰ سورہ طارق - دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت اور سینہ کے درمیان سے نکلتا ہے وہ اس کے دوبارہ پیدا کرنے میں ضرور قادر ہے،

تشریح :- اے پیغمبرِ محفلین اور مشرکین جو تم سے یہ کہتے ہیں کہ اے محمد! جس عذاب کا تم کہیں ڈر دکھاتے ہو وہ اپنے پروردگار سے کہہ کر ہم لوگوں پر جلد از جلد نازل کرو اور یہ کہو کہ وہ عذاب کب آئے گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہہ دو کہ نافرمانیوں کے بدلے جن عذاب کا ذکر کیا گیا ہے اُسے وہ محض دھمکی نہ خیال کریں۔ نافرمانی کا بدلہ ضرور ملے گا۔ ہر ایک کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ جب عذاب کا وقت آجائے گا تو اُس میں مطلق ڈھیل نہ ہوگی۔ خدا کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا اور یہ سمجھ لو کہ ہمارے ہاں کا ایک دن تمہاری دُنیاوی گنتی کے مطابق ایک ہزار سال کا ہوتا ہے۔

اٹھارہواں پارہ سورہ مومنون کا چھٹا رکوع ۱۱۲ میں آیت :-

قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ
عَدَدِ مِثْقَالٍ ۖ قَالُوا
لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ
فَسْئَلُ الْعَادِيْنَ ۖ قُلْ
إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۖ

(گنہگاروں سے ارشاد ہوگا کہ اچھا یہ بتلاؤ، تم برسوں کے شمار سے کس قدر مدت زمین پر رہے ہو گے) (۱۱۲) وہ جواب دینگے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے (اور سچ ہے کہ ہم کو یاد نہیں) سو گننے والوں سے پوچھ لیجئے (یعنی فرشتوں سے) (۱۱۳) ارشاد ہوگا کہ تم (دنیا میں) تھوڑی ہی مدت سے (ریکن) کیا خوب ہوتا کہ تم یہ بتاؤ دنیا میں سمجھتے ہوئے (۱۱۴)

تشریح :- جب خداوند تعالیٰ گنہگاروں سے پوچھے گا کہ تم لوگ دنیا میں کتنے روز رہے ہو گے۔ اس وقت وہ کہیں گے کہ خدا یا ہم لوگ تو دنیا میں بس ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے۔ یعنی اس وقت ان لوگوں کو دنیا میں رہنے کی مدت اتنی کم معلوم ہوگی جیسے دنیا کا ایک دن یا ایک دن سے بھی کم مگر زندگی کی حالت میں تو لوگ موت سے ایسے بے فکر ہیں کہ گویا ان کو مرنا ہی نہیں۔ ارشاد ہوگا کہ افسوس تم لوگ اپنی دُنیاوی زندگی میں بھی یہی سمجھتے کہ دُنیا کی زندگی صرف ایک دن یا اس سے بھی کم کی ہے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ مطلب یہ کہ اگر انسان اپنی دُنیاوی زندگی میں یہ سمجھتے کہ یہ چند روزہ زندگی ہے اس کے بعد مرنا ہے اور خدا کے حضور میں حاضر ہو کر دُنیاوی زندگی کا حساب کتاب دینا ہے تو ممکن ہی نہیں کہ انسان گناہ کرے۔

دسواں پارہ سورہ توبہ کا نواں رکوع ۶۸ میں آیت :-

وَعَدَ اللَّهُ الْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقَاتِ
الْكُفَّارَاتِ نَادِحَهُمْ خَلِيدِينَ فِيهَا هِيَ
حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ الَّتِي اللَّهُ يَجْعَلُ
عَذَابَ الْمُتَّقِينَ ﴿٦٨﴾

اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے
دوزخ کی آگ کا قرار داد کر لیا ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ (ہمیشہ) اس
میں رہیں گے وہی ان کو بس کرتی ہے۔ اور اللہ نے ان
پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے عذاب دائمی ہے ﴿٦٨﴾

پانچواں پارہ سورہ نساء کا ساتواں رکوع ۴۸ ویں آیت :-
إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ
بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ
لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ
بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا
عَظِيمًا ﴿٣٨﴾

اللہ تو اس (جرم) کو معاف کرنے والا ہی نہیں کہ اس کے
ساتھ کسی کو، شریک ٹھہرایا جائے۔ ہاں اس کے سوا جو
گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔ اور جس نے کسی کو،
خدا کا شریک ٹھہرایا تو اس نے (خدا پر) طوفان باندھا جو
بہت ہی بڑا گناہ ہے ﴿٣٨﴾

تشریح :- خدا ہر گز یہ گوارا نہیں کرتا کہ اس کے ذات یا صفات میں کسی کو شریک
ٹھہرایا جائے۔ اس فعل کو قرآن نے ظلم اور مشرک کو ظالم کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور
شرک کو ناقابل معافی جرم ٹھہرایا گیا ہے۔ شرک کرنا خدا پر بہتان باندھنا ہے اور
رقابت کے مراد ہے۔ قرآن و حدیث اور اجماع سے یہ سلسلہ ضروریات شرع
سے ہے کہ شرک اور کفر دونوں غیر مغفور گناہ ہیں۔ اس لئے مشرکوں و منکروں اور
منافقوں کے لئے دعائے مغفرت مانگنا منع ہے۔

چھٹواں پارہ سورہ مائدہ کا دسواں رکوع ۷۲ ویں آیت :-
إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ
حَسَرَ لَ اللَّهِ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
وَمَا أُولَئِكَ إِلَّا نَارُ
الدَّارِ

بے شک جو کوئی کسی کو اللہ کا شریک بنائے تو اللہ کے
طرف سے اس پر جنت حرام ہو چکی اور اس کا ٹھکانا
دوزخ ہے

پانچواں پارہ سورہ نساء کا اٹھارواں رکوع ۱۱۴ ویں آیت :-
إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ
بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ
لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ﴿١١٤﴾

اللہ تعالیٰ تو یہ (گناہ) معاف کرتا نہیں کہ کسی کو اس کے
ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔ اس کے سوا جتنے گناہ ہیں
جس کو چاہے معاف کر دے، جس کسی نے اللہ کے ساتھ
کسی کو شریک ٹھہرایا وہ (راہِ راست) دور جا پڑا ﴿١١٤﴾

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے اگر چاہے۔ مگر شرک جیسے گناہ کبھی نہیں بخشے گا۔ فرماتا ہے کہ مشرک لوگ کس قدر جاہل اور نادان ہیں کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کے در پر سوال کرتے ہیں۔ آقا کو چھوڑ کر غلام سے اپنی حاجت روانی چاہتے ہیں یہی شرک ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرتا۔
گیارہواں پارہ سورہ توبہ کا چودہواں رکوع ۱۱۳ ویں آیت :-

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا
أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ
وَلَوْ كَانُوا أَوْلِيَاءُ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ
مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۱۱۳﴾

جب پیغمبر اور مسلمانوں کو مشرکین کا دوزخی ہونا خدا کے فرمان سے، معلوم ہو گیا تو (اب) ان کو زیبا نہیں کہ ایسے لوگوں کی مغفرت کی دعائیں مانگا کریں گو وہ (ان کے) قربت دار رہی کیوں نہ ہوں ﴿۱۱۳﴾

تیسرا پارہ سورہ آل عمران کا تیسرا رکوع ۲۸ ویں آیت :-

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكُفْرِينَ أَوْلِيَاءَ
مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ
ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ
إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحِذِّ
رِكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ إِلَى اللَّهِ الْمُهَيَّبِ ﴿۲۸﴾

مسلمانوں کو چاہیے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ اور جو ایسا کرے گا تو اللہ سے کچھ سروکار نہیں مگر اس تدبیر سے، لامحالہ کسی طرح پر ان (کی شرارت) سے بچنا چاہو (تو خیر) اور اللہ تم کو اپنے (جلال) سے ڈراتا ہے اور (آخر کار) اللہ ہی کی طرف جانا ہے ﴿۲۸﴾

تشریح :- اس آیت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ مومنوں کو چاہیے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر غیر مسلم سے دوستی نہ گانٹھیں۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو سمجھ لے کہ اللہ سے اس کا کچھ بھی سروکار نہ رہا۔ ہاں اگر مدارات یا اشتراک عمل ہے تو ضرورتاً مضائقہ نہیں۔ اسی قسم کی آیت سورہ ممتحنہ میں حضرت حاطب بن بلتعہ جو کہ اہل بدر میں سے ہیں ان کے مخصوص واقعہ کے سلسلہ میں اُتری ہے جس میں صورتاً موالات تھی نہ کہ حقیقتاً پس

لے جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو معلوم ہوا کہ مشرک کے حق میں استغفار نہ ہونا چاہیے تو پھر وہ محتاط ہو گئے اور اوہ کتاب الخبائز میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کے لئے رب العالمین سے استغفار کی اجازت چاہی مگر اجازت نہ ملی۔ پھر زیارت قبر کی درخواست کی اس کی اجازت دے دی گئی۔

عام مسلمان اسی سے سبق حاصل کریں۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا بیسواں رکوع ۱۳۹ ویں آیت :-

الَّذِينَ يَتَخَذُونَ الْكُفْرَانِ
أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ
أَيَّبَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ
الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمْعًا (۱۳۹)
وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ
أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ
بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا
مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ
غَيْرِيهِ مِنْهُ

جن مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں (کیا، وہ اُن (کافروں) کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں (یا در ہے، کہ سارا اعزاز اللہ کے قبضے میں ہے) تَعَزُّوْنَ تَشَاءُ وَ تَنْزِلُ مِنْ تَشَاءُ (۱۳۹) تم پر اللہ تعالیٰ اپنے کتاب کے بذریعہ یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کے احکام سے انکار کیا جا رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے تو تم ان کے پاس نہ بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کر دیں۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا اکیسواں رکوع ۲۲۲ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا
الْكُفْرَانَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ
أَلَا تَرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ
عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُبِينًا (۱۳۲)

اے ایمان والو! تم مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ کیا تم یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کی حجت صریح قائم کر لو (۱۳۲) حجت صریح یہی کہ ہم نے جب منع کر دیا تھا تو پھر کیوں ایسا کیا،

دسواں پارہ سورہ توبہ کا تیسرا رکوع ۲۲۳ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا
آبَاءَكُمْ وَأَخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنْ
اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ
وَمَنْ يَتَّخِذْهُمْ مِّنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الظَّالِمُونَ (۱۳۳)

مسلمانو! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو عزیز رکھیں تو ان کو (بھی اپنا، رفیق نہ بناؤ اور جو تم میں سے ایسے باپ بھائیوں کے ساتھ دوستی دکا برتاؤ، رکھے گا تو یہی لوگ (ہیں جو خدا کے نزدیک، ناانرا ہیں (۱۳۳)

تشریح :- فرماتا ہے کہ اگر تمہارے ماں باپ یا بھائی بند جو کفر نہ چھوڑیں اور اسلام نہ لائیں تو دوسروں کا کیا ذکر تم ان سے بھی کسی طرح کا تعلق نہ رکھو اور اگر کوئی شخص اپنے کافر عزیزوں سے رفاقت رکھے گا تو وہ شخص بھی گویا منکروں میں شمار ہوگا۔

چھٹا پارہ سورہ مائدہ کا آٹھواں رکوع ۵۱ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى
أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ
وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَيَنْدُبْ فَإِنَّهُ
إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ⑤۱

مسلمانو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ (لوگ تمہارے
مخالفت میں باہم، ایک دوسرے کے دوست ہیں اور
تم میں سے کوئی ان کو دوست بنائے گا تو بیشک (وہ بھی،
ان ہی میں کا) ایک ہے کیونکہ خدا ایسے، ظالم لوگوں کو
راہِ راست نہیں دیکھایا کرتا ⑤۱

تشریح :- مسلمانو! تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ تم دیکھو گے کہ
یہ لوگ جب مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں تو ایک دوسرے کا دوست
اور مددگار بن جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں قوم ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور
جو مسلمان ان میں سے کسی کو اپنا دوست بنائے گا تو آخرت میں ان کا حشر ان ہی
لوگوں میں ہوگا۔

چھٹا پارہ سورہ مائدہ کا نوواں رکوع ۵۴ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا
لِلَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا
وَلَعِبًا مِنَ الدِّينِ أُولَئِكَ كَانُوا فِي
الْأَفْئَاتِ ⑤۴

اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے
یعنی یہود و نصاریٰ، جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی
کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور مشرکین کو (اپنا، دوست نہ
بناؤ اور اگر تم (سچے) مسلمان ہو تو خدا سے ڈرتے رہو ⑤۴

تشریح :- ہنسی کھیل بنا رکھنے کا اشارہ دو قصوں کی طرف ہے۔ ایک یہ کہ جب
مسلمان نماز شروع کرتے اور اقامت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہتے تو یہود کہتے کہ یہ
کھڑا ہونا نصیب نہ ہو اور جب رکوع و سجدہ کرتے دیکھتے تو ہنستے اور تمسخر کرتے۔ دوسرا قصہ
یہ کہ مدینہ منورہ میں ایک نصرانی تھا جب اذان میں سُنْتَا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ
اللّٰهِ تو وہ کہتا قَدْ حُرِّقَ الْكَازِبُ یعنی جھوٹا جل جائے۔ ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ
وہ اور اُس کے اہل و عیال سب کے سب سو رہے تھے کوئی خادم گھر میں آگ لے کر گیا اس
میں سے ایک چنکاری گر پڑی اور مکان میں آگ لگ گئی وہ اور اُس کا گھر اور تمام گھر
والے سب کے سب جل کر رہ گئے۔

اٹھارواں پارہ سورہ مومنون کا چھٹا رکوع ۱۱۵ ویں آیت :-

الْحَسْبُ لَكُمْ إِلَهُكُمْ أَنْتُمْ خَلَقْتُمْ عِبَادًا
 أَنْتُمْ إِلَهُكُمْ أَنْتُمْ تَرْجِعُونَ ﴿۱۱۵﴾
 فَتَعَلَى اللَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا
 إِلَهَ إِلَّا هُوَ ذَبَّ الْعَرْشَ
 الْكَبِيرَ ﴿۱۱۶﴾

لوگو! کیا تم ایسا خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو (یوں ہی) بیکار
 پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ تم کو ہماری طرف پھر لوٹ کر آنا
 نہیں (۱۱۵) تو خدا (جو) بادشاہ برحق (ہے) بے فائدہ کام
 کرنے سے بری اور، بالا تر ہے اس کے سوا کوئی (بھی)،
 معبود نہیں (وہی) عرش بزرگ کا مالک ہے (۱۱۶)

تشریح: تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں دنیا میں یوں ہی بیکار بھیج رکھا ہے اور
 تم یہ بھی خیال کرتے ہو کہ مرنے کے بعد اور زندہ ہونا نہیں۔ لیکن تم یہ نہیں سوچتے کہ
 اللہ جو تمام کائنات عالم کا بادشاہ حقیقی ہے وہ ان عیبوں سے بہت بالا تر ہے کہ
 بے فائدہ اور بیکار کوئی کام کرے اور یوں ہی بیکار چیزوں کو پیدا کرتا چلا جائے
 اور اگر تمہارے اعمال کی کچھ پوچھ گچھ نہ ہو تو تمام کائنات کو پیدا کرنے کا کچھ مقصد ہی
 نہیں۔ ایسے بیکار کام کرنے سے وہ معبود شرماتا ہے۔

تیسواں پارہ سورہ ص کا تیسرا رکوع ۲۷ ویں آیت:-

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ
 وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذُرِّيَّةً لِّدِينٍ
 كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا
 مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ أَمْ جَعَلُ الَّذِينَ
 آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
 كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ
 جَعَلُ الْمُتَّقِينَ
 كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾

اور ہم نے آسمان زمین کو اور جو چیزیں ان کے اندر موجود
 ہیں ان کو بیکار نہیں پیدا کیا۔ یہ منکروں کا خیال ہے کہ
 یہ تمام چیزیں بیکار اور خالی از حکمت ہیں اور دوزخ کی
 مصیبتوں پر غور کرنے، سے کافروں کے حال پر ڈبر ہی،
 افسوس ہے (۲۷) کیا جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے
 نیک عمل (بھی) کئے ان کو ہم ان جیسا کر کے رکھیں گے
 جو ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں؟ کیا ہم پرہیزگاروں
 کو (جزائیں) ان جیسا بنا دیں گے جو مستحق سزا، بد کردار
 ہیں؟ (۲۸)

تشریح:- ارشاد ہوتا ہے کہ اگر انسان کو دنیا میں چند روز زندہ رہ کر مر جاتا ہے
 اور اس کے بعد اس کو اپنی دنیاوی زندگی کا کچھ بھی حساب کتاب نہ دینا ہوتا پھر یہ
 تمام کارخانہ قدرت بچوں کا کھیل بن کر رہ جاتا ہے اور زمین و آسمان اور اس
 کائنات کی پیدائش کا کوئی مقصد ہی نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ کوئی چیز بے مقصد اور

بے ضرورت پیدا نہیں کی گئی۔ منکروں کا یہ خیال ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ پیدا نہیں ہوں گے اور جزائرا کوئی چیز نہیں اسی غلط گمانی کی بنا پر ان کو دوزخ کی آگ میں سپرد کیا جائے گا۔ دنیا میں کئی طرح کے لوگ موجود ہیں ان میں سے بعض وہ جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں اور بعض کفر اور شرک کرتے ہیں۔ اگر آخرت کا حساب کتاب کوئی چیز نہیں تو پھر نافرمان اور مفسد لوگ جو دنیا میں فتنہ و فساد برپا کئے دنیاوی عیش و عشرت کی مزیداریوں میں غرق رہیں وہ ایمان والوں نیک بخت لوگوں اور اللہ و رسول کے فرماں برداروں سے کہیں فائدے میں رہیں گے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ قانون عدل کے خلاف ہے۔ فرمایا انہی باتوں کو سمجھانے کے لئے ہم نے قرآن پاک کو نازل کیا تاکہ غفلت والے اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور نصیحت پکڑیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ کیا ایمان والے اور مفسد بے ایمان لوگ یا نیک کار و بدکار دونوں ہم پلہ یا ہم رتبہ ہوں گے یا دونوں کا انجام ایک سا ہوگا نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ عقل سلیم اس بات کو تسلیم کر سکتی ہے۔ آخر جب دنیا میں اچھی بُری چیزوں کے خواص ہیں تو پھر اچھے بُرے اعمال کے خواص کیوں نہیں؟

گندم از گندم بر وید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

پچیسواں پارہ سورہ الجاثیہ کا تیسرا رکوع ۲۲ ویں آیت :-

وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
بِالْحَقِّ وَلِيُجْزِيَ كُلَّ نَفْسٍ بِمَا
كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (۲۲)
أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اللَّهُ
هَوَاهُ وَأَصْنَعَهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ
عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ
عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ
يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا
تَذَكَّرُونَ (۲۳) وَقَالُوا مَا هِيَ
إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ

اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو (کسی غرض اور) مصلحت سے پیدا کیا ہے اور مقصود یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے۔ چنانچہ قیامت میں ایسا ہی ہوگا، اور لوگوں پر (کسی طرح کا) ظلم نہیں کیا جائیگا (۲۲) اے پیغمبر بھلا تم نے اس شخص (کے حال) پر بھی نظر کی جس نے اپنی خواہش (نفسانی) کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور علم ہوتے ہوئے اللہ نے اس کو گمراہ کر دیا۔ اور اس کے کانوں اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے تو خدا کے (گمراہ کئے) پیچھے اس کو کون ہدایت دے سکتا ہے، کیا تم لوگ غور (و فکر)

وَنَحْيَا وَمَا يُفْلِكُنَا إِلَّا اللَّهُ
وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ
إِنَّ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٣﴾
وَإِذَا تَنَالَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا
بَيَّنَّتْ مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ
إِلَّا أَنْ قَالُوا اتُّوَابًا
بَابِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٤﴾
قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ
ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ
لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾

کو کام میں نہیں لاتے (۲۳) اور کہتے ہیں ہماری تو یہی دنیا
کی زندگی ہے اور بس کہ (ہیں) مرتے ہیں اور (ہیں)،
جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہم کو (ایک وقت خاص تک زندہ
رکھ کر) مار دیتا ہے اور ان کو اس کی کچھ تحقیق تو ہے نہیں
یہ تو نرے اٹکل کے تگے چلاتے ہیں (۲۴) اور جب ان
کو ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو بس یہی
کٹ حجتیاں کیا کرتے ہیں کہ (مسلمانوں سے) کہتے ہیں
کہ اگر (اپنے دعویٰ قیامت میں) سچے ہو تو ہمارے باپ
دادوں کو (جلا اٹھا کر ہمارے سامنے) لا موجود کرو (۲۵)
(اے پیغمبر تم ان لوگوں سے) کہو کہ اللہ ہی تم کو زندہ رکھتا
ہے پھر (وہی) تم کو مارتا ہے پھر (اسی طرح) قیامت کے
دن جس (کے ہونے) میں کچھ بھی شبہ نہیں وہ تم کو (دوباراً)
جلا کر حساب کے لئے ایک جگہ (اکٹھا) بھی کرے گا مگر
اکثر لوگ (ان باتوں کو) نہیں سمجھتے (۲۶)

تشریح: فرمایا اگر نیک اور بد دونوں کے درجے برابر ہوں تو یہ آسمان وزمین
کا انتظام جو حق اور انصاف پر کھڑا ہے درہم برہم ہو جائے۔ دوسری یہ کہ دنیاوی
زندگی کو ہم نے امتحان گاہ بنایا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ نیک کو نیکی کا اور بد کو بدی کا
پورا پورا بدلہ دیا جائے۔ وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب قیامت برپا ہو اور وہاں ہر
شخص کے نامہ اعمال کو دیکھ کر نیک کو جزا اور بد کو سزا دی جائے۔ نیک و بد برابر
ہو نہیں سکتا۔ نیک تو خدا کی مرضی پر چلتا ہے اور بد اپنی خواہشات پر چلتا ہے اور
خواہشات ہی کو اپنا مقصود اور معبود بناتا ہے۔ اُس کے کان۔ دل اور آنکھیں
حق کو سننے سمجھنے اور دیکھنے سے بالکل بند ہوتی ہیں سوائے اس کی مگر ابھی دور نہیں
گرتا کیونکہ اس کو اپنی ان بُرائی کو دور کرنے کی خود کوشش نہیں اس لئے اسے
پڑا ہلاک و برباد ہونے چھوڑ دیتا ہے۔ بدکار لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہے دنیا کی
زندگی ہی ہے اس کے بعد نہ جینا ہے نہ عذاب۔ مر گئے مٹی میں نل کر مٹی ہو گئے

اور بس۔ پھر ہماری موت بھی کسی کے قبضے میں نہیں۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے انسانی طاقتیں روز بروز کم ہوتی جاتی ہیں۔ پھر ایک دن آتا ہے کہ وہ طاقت و قوت جس کے سہارے انسان زندہ ہے ختم ہو جاتی ہے اور وہ مر کر رہ جاتا ہے فرمایا کہ یہ ان کی جہالت پن کی باتیں ہیں اور یہ حقیقت کو سمجھنے کے لئے عقل میں بالکل کورے ہیں۔ اس کے برعکس ایک بندہ مومن نیک کار جانتا ہے کہ اس کی دنیاوی زندگی عارضی اور چند روزہ ہے جس کے متعلق وہ اتنا بھی یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ کب اور کس وقت ختم ہونے والی ہے۔ پھر بدکار جب ہمارے احکام کو سنتا ہے تو کج بختیوں میں پڑ کر طرح طرح کی کٹ جھتیں پیش کرنے لگتا ہے۔ اس کے برعکس بندہ مومن نشانات حق کو دیکھ کر اپنے ایمان کو اور زیادہ مضبوط کر لیتا ہے اور احکام الہی کو سن کر فوراً مصروف عمل ہو جاتا ہے تو پھر کس طرح ان دونوں کو برابری کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ اے پیغمبر تم اہل علم کو سمجھا دو کہ اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے وہی تمہیں موت دے گا اور وہی بالآخر قیامت کے دن جس کے آنے میں قطعاً کسی طرح کا شک و شبہ نہیں تم سب کو ایک جگہ جمع کرے گا اور نیکوں کو نیکی کی جزا اور بدوں کو بدی کی سزا ضرور دے گا۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۶ واں رکوع ۲۱۲ ویں آیت :-

زَيْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَلَيُنزَلُونَ مِنْ
أَنْدَانٍ أَمْثَلِ الَّذِينَ اتَّقَوْا
فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّهُ
يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ

جو لوگ (دین حق سے) منکر ہیں دنیا کی زندگی ان کو
عمدہ دکھائی دیتی ہے اور مسلمانوں کے ساتھ مذاق
کرتے ہیں۔ حالانکہ جو لوگ مومن پر سیرگاہ ہیں قیامت
کے دن ان (کافروں) سے رکھیں، بڑھ چڑھ کر
ہوں گے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی

دے (۲۱۲)

حساب (۲۱۲)

تشریح :- منکرین اور مشرکین کے نظروں میں صرف دنیا کی زندگی ہی سمائی ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قیامت اور آنے والی زندگی کے سراسر منکر ہیں اور ایمان والوں کی موجودہ بے سروسامانی کو دیکھ کر ہنسی اڑاتے ہیں کہ یہ لوگ اس نئے دین کو قبول کر کے اپنی حالتوں کو تباہ کر بیٹھے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ مومن اور متقی

اور ان منکروں اور مشرکوں کی نظروں میں تباہ کن دکھائی دیتے ہیں قیامت کے دن وہی ان منکروں کے مقابلے میں بلند پائے پر ہوں گے۔

چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا ۲۰ واں رکوع ۱۹۶ ویں آیت :-

لَا يَخْرُجُ نَفْسٌ تَقَلَّبُ الَّذِينَ
كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ (۱۹۶) مَتَاعٌ
قَلِيلٌ قَدْ نَشَأَ مَا وَاهُمْ جَهَنَّمَ
وَبِئْسَ الْإِهَادُ (۱۹۶)

تشریح :- ان آیات میں خداوند تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ دیکھو کہیں منکروں اور مشرکوں کا عیش و عشرت سے دنیا میں رہنا سہنا تمہیں مغالطہ میں نہ ڈالے اور تم یہ نہ سمجھو کہ یہ خیر کثیر۔ فراخی اور کشادگی باعث رحمت و رضائے الہی ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ دنیاوی ساز و سامان اور مال و دولت ایک حقیر سی چیز ہیں جو آزمائش کے لئے دی جاتی ہیں اور جو لوگ ان حقیر چیزوں میں مگن رہتے اور ان کو اپنا مقصد اصلی بنا لیتے ہیں وہی لوگ آنے والی زندگی میں خسارہ میں رہیں گے۔ اے ایمان والو! تم ان حقیر چیزوں میں کہیں غرق ہو کر دین کھو نہ بیٹھو۔

اٹھارواں پارہ سورہ مومنون کا چوتھا رکوع ۵۵ ویں آیت :-

أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ
بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَنِينَ (۵۵)
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ
بَل لَّا يَشْعُرُونَ (۵۶)

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! جن لوگوں کو دنیاوی وسعت، خوشی اور فراخی دی جاتی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے خدا راضی ہے جب ہی تو ہم پر اس قدر فضل ہو گیا۔ حالانکہ وہ بالکل بیوقوف ہیں اور حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ مال اور اولاد کا عطا ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے خوش نہیں کہ یہ بھی ایک آزمائش ہے، (۵۶)

ہے جس کے وجہ سے ان کی عقبیٰ بھی بہتر ہوگی کیونکہ خدا کی رضا مندی کا یہ معنی ہے کہ ان کی دین و دنیا میں فلاح اور بہتری ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو منکرین۔ منافقین اور مشرکین وغیرہ جو دنیا میں اولاد اور دولت سے مالا مال ہیں تمام کے تمام جنت میں داخل ہوں گے۔

پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا دوسرا رکوع ۱۸ ویں آیت۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ
عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ
لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ
جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مِنْ مَوْمَاً
مَدْحُورًا ۱۸ وَمَنْ آدَا
لِآخِرَةِ وَشِئْنَا بِهَا سَعِيَهَا وَ
هُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ
سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۱۹ كَلَّا
لِنَسُدَّ لَهُمْ صُلُوبَهُمْ وَهَلْ
مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ
عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۲۰

جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں (اور) جتنا چاہتے ہیں اسی دنیا میں سیر دست اس کو دے دیتے ہیں (مگر) پھر (آخر کار) ہم نے اُس کے لئے دوزخ بٹھرا رکھی ہے جس میں وہ بُرے حالوں (اندہ) درگاہ خدا، ہو کر داخل ہوگا ۱۸ اور جو شخص طالبِ آخرت ہے اور جیسی کوشش کرنی چاہیے ویسی اُس کے لئے کوشش (یعنی عملِ صالح) بھی کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی محنت (کی خدا کے ہاں) قدر ہوگی ۱۹ (اے پیغمبر) وہ (دنیا کے طالب) اور یہ (آخرت کے طالب) سب ہی کو ہم تمہارے پروردگار کی (یعنی اپنی) بخشش سے امداد دیتے ہیں اور تمہارے پروردگار کی بخشش (عام ہے کسی پر) بند نہیں ۲۰

تشریح :- فرماتا ہے جو لوگ اپنی نیکی کا بدلہ دنیا میں چاہتے ہیں ان کو دنیا ہی میں دے دیئے جاتے ہیں مگر آخرت میں ان کا کچھ حصہ باقی نہیں رہتا اس لئے ان کی جگہ دوزخ ہوگی اور عقبیٰ میں نہایت ذلیل و خوار ہونا پڑے گا اور اگر کوئی دیندار اپنی آخری زندگی کو سنوارنا چاہے۔ اور اُس کے لئے عملی کوشش بھی کرے تو اُس کی کوشش یقیناً کارآمد ہوگی۔ اب رہا دنیا کا معاملہ تو اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ ہم دونوں فریق کو یعنی جو دنیا کا خواستگار ہو اُسے بھی اور جو عقبیٰ کا خواستگار ہو اس کو بھی مشروط طور پر عنایت کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ دنیاوی عنایت کا دروازہ کسی پر بند نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُعا مانگتے وقت اکثر اس طرح دُعا

مانگا کرتے تھے ریا رحمن الدنیا ورحیم الاخرتہ، جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ دُنیا میں ہر شخص پر مہربان ہوتا ہے خواہ وہ فرماں بردار ہو یا نافرمان مگر آخرت کی مہربانی صرف اُن ہی لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو خدا کے فرماں بردار بندے ہوں۔

قرآن سے ناواقف طبقہ اکثر یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ آج غیر مسلم کے پاس دولت بھی ہے اور حکومت بھی باوجودیکہ یہ لوگ نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قرآن کی تعلیم کے مطابق ان کا عمل ہی ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ منکروں اور مشرکوں کا نہ عمل ہے نہ ایمان لیکن اللہ رب العالمین ہے وہ تو رب المسلمین نہیں ہے کہ دُنیاوی جاہ و جلال، مال و دولت اور حکومت صرف مسلمانوں ہی کو دیدے خواہ مسلمانوں کی اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور تجارتی اصول گندہ سے گندہ ہی کیوں نہ ہوں اور نظام مملکت خواہ کتنا ہی بے ایمانی، ظلم اور ناانصافی پر قائم کیوں نہ ہو۔ قرآن پاک میں کھلے ہوئے الفاظ میں فرمایا ہے کہ دُنیاوی انعامات سب کے لئے یکساں ہیں۔ مگر آخرت کے انعامات صرف اُن لوگوں کے لئے مخصوص ہیں جو مومن ان کے طلبگار ہوں اور صحیح طور پر اس کے لئے کوشش بھی کریں۔ دُنیا کے انعامات چونکہ سب کے لئے یکساں ہیں اس لئے دُنیا کی طالبوں میں مقابلہ اور کھینچا تانی ہوگی جو طبقہ اس مقابلے میں زیادہ قابلیت رکھے گا وہ زیادہ انعام کا مستحق ہوگا۔ یہاں کسی کی شخصیت یا طرفداری کا معاملہ تو ہے نہیں۔ میرے ناقص عقل میں چونکہ غیر مسلم نے دُنیاوی ترقی کے لئے دو بڑے زبردست اصول استعمال کر رہے ہیں، ایک تو اخلاقی اور دوسرا تجارتی اصول اور مسلمان ان دونوں کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اس لئے غیر مسلم دُنیاوی ترقی کے میدان میں مسلمانوں سے بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ اگر مسلمان آج ہی قرآن کی تعلیمات پر عمل درآمد کریں اور اپنے اخلاق درست کر لیں تو ہمیں یقین کامل ہے کہ دُنیاوی معاملات میں وہ کسی ہمسایہ قوم سے پیچھے نہیں رہ سکتے۔ مسلمانوں نے جب تک انتظام مملکت کو خدا اور رسول کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق سنبھالا اور وہ حق و انصاف پر قائم رہے حکومت

میں برابر ترقی کرتے رہے اور جب تک ان اصولوں کو چھوڑا برابر تنزلی آتی رہی لے
 پچیسواں پارہ سورہ الشورہ کا تیسرا رکوع ۲۰ ویں آیت :-
 مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ
 جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اُس کی کھیتی میں
 حِرَاةً نَسِيئَةً لَّهُ فِي حَرْثِهِ
 اُس کے لئے برکت دیں گے۔ اور جو دُنیا کی کھیتی کا طالب

لے آیت مذکورہ میں دو قیروں مآلِشَا اور مَنْ تَوَيْدِ کو نظر انداز نہ کرنا چاہیے جس کا حاصل یہ ہے کہ
 دنیا داروں کو خاطر خواہ نہیں ملتا اور ہر ایک کو نہیں ملتا حتیٰ تعالیٰ جو کچھ جتنا چاہتا ہے دیتا ہے اور پھر جس کے لئے
 چاہتا ہے اسکو دیتا ہے۔ بخلاف طالبانِ آخرت کے کہ ان کی سعی مشکور قابلِ قدر ہے۔ یعنی ان کے لئے کوئی ماپ
 ٹول نہیں ہے۔ ہر طالبِ آخرت کو ملے گا اور بے حد بے شمار ملے گا۔ اور جو کہ مومنوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں
 وہ ملے گا سبحان اللہ یہ کس قدر نوازش ہے ۵

خود کہ یا بد این چنین بازار را
 کہ بیک گل می خرد گلزار را
 نیم جاں بتاند و صد جان بد
 آنچه در بہت نیاید آں وہد

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حتیٰ تعالیٰ کافروں کو حکومت و سلطنت اگر دیتا بھی ہے تو وہ "دائرہ لعنت"
 میں داخل فرما کر دیتا ہے اور اسکی مثال اُس مریض کی سی ہے جس کا پرہیز یا یوسی کے بعد اٹھا دیا جاتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ
 فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ ابْوَابَ كُلِّ نَسْتَىٰ عِطْ سوره النعام رکوع ۵ پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے
 رہے جن کی نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے، اسکے برعکس مسلمانوں کو اگر
 دُنیاوی داد و دہش اور اعطا، سلطنت، تو وہ "دائرہ رحمت" میں داخل فرمانے کے بعد وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ
 آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ سوره
 نور رکوع ۷ تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین
 میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی، اور ان کی مثال ان شخصوں
 کی سی ہے جو بالکل صحیح المزاج اور توانا و تندرست ہوں اور کوئی پرہیز کھانے پینے کا ان کو نہ ہو
 اصحاب رسول اللہ صلعم اعتدال حقیقی، نوعی اور شخصی کے مالک تھے اس لئے ہر ملک ملک است
 کہ ملک خدائی ما است کا مظاہرہ انہوں نے فرمایا۔ ان دونوں جماعتوں کے درمیان ایک اور جماعت
 ہے جو نہ صحابہ کی طرح سلیم الفطرت ہے اور نہ کافروں کی طرح مسوخ الفطرت بلکہ وہ مستور الفطرت
 ہے، زیر علاج ہے اور اسکے لئے پرہیز ہے۔ موجودہ مسلمان اسی تیسری جماعت میں داخل ہیں۔

وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ
 ہو تو ہم بقدر مناسب اُس کو دُنیا دینگے (مگر) پھر
 آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں (۲۰)

مِنْ تَصْيِبٍ (۲۰)

تشریح :- اس آیت کا اشارہ مومنوں کی طرف ہے۔ فرمایا انسان کے لئے دو
 زندگیاں ہیں۔ ایک تو یہی دنیا کی زندگی اور دوسری آخرت کی زندگی جو قیامت کے
 بعد شروع ہوگی۔ جس طرح تم اس عارضی دنیا کے تمام آرام اور اس کی لوازمات طلب
 کرنے میں سرگرداں اور منہمک ہو۔ تمہیں چاہیے کہ اسی طرح آنے والی اُخروی زندگی
 کے بھی تمام آرام و راحت کا بندوبست کرو۔ وہ زندگی اس فانی زندگی کی نسبت
 زیادہ طولانی اور پائدار ہے۔ فرماتا ہے کہ ہمارے ہاں قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کوئی
 محض اس دُنیاوی زندگی کا ساز و سامان تلاش کرتا ہے ہم اُس کو اُسی کا ساز و
 سامان دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عقبتی میں گھاٹے میں رہتا ہے۔ مگر جو مومن
 اُخروی زندگی کا ساز و سامان حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ہم اُس کو عقبتی کی
 زندگی کے لئے بے شمار اجر دیتے ہیں۔

چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا پندرہواں رکوع ۱۴۴ اوں آیت :-

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ
 خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
 أَفَأِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ
 عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۗ وَمَنْ يَنْقَلِبْ
 عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ
 شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ
 الشَّاكِرِينَ (۱۴۴) وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ
 أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ
 كِتَابًا مُّوَجَّلًا ۗ وَمَنْ يُرِدْ
 ثَوَابَ الدُّنْيَا فَوَيْتَهُ مِنْهَا
 وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ

اور محمدؐ نہ سے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی
 رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ
 شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص
 اُلٹا پھر بھی جائے گا تو خدا تعالیٰ کا کچھ نقصان نہ کرے گا
 اور خدا تعالیٰ جلد ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں
 کو (۱۴۴) اور کوئی شخص بے حکم خدا مر نہیں سکتا (ہر ایک
 کی موت کا، وقت مقرر لکھا ہوا ہے اور جو شخص دنیا میں
 اپنے کئے کا بدلہ چاہتا ہے ہم اُس کا بدلہ ہمیں دیدیتے
 ہیں اور جو آخرت میں بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو وہاں
 دیں گے۔ اور جو لوگ را سلام کی نعمت کا شکر
 کرتے ہیں ہم اُن کو عنقریب جزائے (خیر)

ذُو تَبِّ مِنْهَا وَسَبَّخِي الشُّكْرِيْنَ (۱۲۵) دینگے (۱۲۵)

تشریح: جب غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا اور سر مبارک زخمی ہوا تو اس وقت کسی دشمن نے پکار دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے۔ اس خبر سے مسلمانوں کی کمر ٹوٹ گئی کسی نے یہ تجویز کیا کہ اب کفار سے امن لے لینا چاہیے۔ بعض ہمت ہار کر بیٹھ رہے اور ہاتھ پاؤں چھوڑ دئے اور بعض بھاگ کھڑے ہوئے۔ بعض منافق بولے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں رہے تو پھر اپنا پہلا دین ہی کیوں نہ اختیار کر لیا جائے۔ بعض نے کہا کہ اگر نبی ہوتے تو قتل کیوں ہوتے اور بعض نے کہا کہ اگر آپ ہی نہ رہے تو ہم رہ کر کیا کریں گے جس پر آپ نے جان دی اس پر ہم کہ بھی جان دیدینا چاہیے۔ اگر رسول اللہ قتل ہو گئے تو کیا ہوا اللہ تو قتل نہیں ہوا۔ اس پر لیشانی کے وقت اول آپ کو حضرت کعب بن مالک نے دیکھ کر پہچانا اور پکار کر کہا کہ اے مسلمانو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ صحیح سلامت ہیں اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں سے کہا گیا کہ پیغمبر اسلام خدا کے پیغمبر ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ انھیں بھی ایک دن مرنا ہے اور دنیا سے جانا ہے جس طرح اور پچھلے رسول دنیا سے گزر چکے ہیں۔ پھر اگر وہ دنیا سے گزر گئے تو کیا تم حق پرستی کی راہ سے پھر جاؤ گے۔ اور تمہاری حق پرستی حق کیلئے نہیں بلکہ ایک خاص شخصیت کے لئے تھی، فرض کرو جنگ اُحد والی بات صحیح ہوتی تو پھر کیا ان کی موت کے ساتھ ساتھ تمہاری خدا پرستی بھی ختم ہو جاتی ہے اگر تم حق کے لئے لڑ رہے تھے تو جس طرح وہ ان کی زندگی میں حق تھا اسی طرح ان کے موت کے بعد بھی حق ہے اور ہمیشہ حق رہے گا۔ اور یہ بات یاد رکھو کہ کوئی شخص بغیر حکم الہی مر نہیں سکتا ہر ایک کی موت کا وقت مقرر لکھا ہوا ہے اور جو شخص دنیا میں اپنے نیک اعمال کا بدلہ چاہتا ہے ہم اس کا بدلہ اسی دنیا میں دیدیتے ہیں۔ اور جو آخرت میں بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو وہاں دیں گے اور جو لوگ اسلام کی نعمت کا شکر کرتے ہیں ہم ان کو عنقریب جزائے خیر دینگے۔

بارہواں پارہ سورہ ہود کا دوسرا رکوع ۱۵ ویں آیت:-

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

اور جو شخص اپنے اعمال خیر کے بدلے میں دنیاوی

وَزِينَتَهَا ذُوقُوا لِيَهُمْ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُجَسَّدُونَ ﴿١٥﴾
 اُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطُلَّ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾

آرائش اور زینت چاہے تو ہم اس کو پورا پورا بدلہ دینا میں دیدیتے ہیں اور دنیا میں گھائے میں نہیں رکھا جاتا ﴿۱۵﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سولے آتش دوزخ کے اور کچھ نہیں۔ اور جو کچھ دنیا میں کئے بھی تھے وہ گئے گزرے اور ان کا کیا کرایا لغو ہوا ﴿۱۴﴾

تشریح ۱۔ فرمایا کہ جو شخص اپنے نیک اعمال کا بدلہ صرف دنیا میں چاہتا ہے اور عاقبت کا خواہاں نہیں تو میں دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتا ہوں۔ اور ان کو کسی طرح نقصان میں نہیں رکھا جاتا مگر آخرت میں اُس کے لئے آتش دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں باقی رہتا۔

تاسیسواں پارہ سورہ الحدید کا تیسرا رکوع ۲۰ ویں آیت :-
 اعْمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَ لَهُمْ وَزِينَةٌ وَ تَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَ

لُغْوٌ وَ لَوْلَا دُكَّانُ الْحَدِيدِ لَكُنَّ عِبَادًا لِّلْحَدِيدِ أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ آيَاتٌ أَنَّهُ لَا يُخْلَقُ سِوَا اللَّهِ عَالِمُ الْغُيُوبِ ﴿٢٠﴾

لوگو! جانے رہو کہ دنیا کی زندگی (آخرت کے مقابلے میں صرف) کھیل اور تماشائے ظاہری طمطراق اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور ایک دوسرے سے بڑھ کر مال اور اولاد کا خواستگار ہونا (بس یہی کچھ) ہے ﴿۲۰﴾

تشریح :- دنیا کا مقصد صرف یہی ہے کہ بچپن میں کھیل کود کا شوق اور جوانی میں دنیوی زیب و زینت حاصل کرنا اور بڑھاپے میں مال و دولت آل و اولاد کو گنوانا بس۔ اور یہ تمام مقاصد فنا ہونے والی اور محض خواب و خیال کے مانند ہے اس لئے دنیا دھوکے کی ٹٹی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ دائمی زندگی کا سامان کرے اور ان فنا ہونے والی چیزوں میں نہ پھنسے۔

اٹھابیسواں پارہ سورہ منافقوں کا دوسرا رکوع ۹ ویں آیت :-
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتْلُوا كِتَابَ اللَّهِ جَهْرًا وَ يُسْمِعُ الْبَشَرَ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿٩﴾

مسلمانو! تم کو تمہارے مال یا دالہی سے غافل نہ کرنے پائیں۔ اور نہ تمہاری اولاد جو ایسا کرے گا وہی لوگ (آخر کار) گھائے میں رہیں گے ﴿۹﴾

۲۸ واں پارہ سورہ تغابن کا دوسرا رکوع ۱۵ ویں آیت :-

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَ لَا أَجْرٌ عَظِيمٌ ⑮

تمہارے مال اور تمہاری اولاد (یہ) بڑا ججال ہے اور اللہ کے ہاں دن بکھڑوں میں دین پر ثابہت قدم رہنے والوں کے لئے، بڑا اجر ہے ⑮

تشریح :- سو تمہارے مال و دولت اور آل و اولاد کہیں تمہیں یا والدہی سے غافل نہ کر دیں اور تم دنیا داری ہی میں غرق ہو جاؤ اگر ایسا ہو تو جان لو کہ آنے والی زندگی میں تم بہت گھٹے میں ہو گے۔ مال و دولت اور آل و اولاد تمہاری آزمائش کے لئے تمہیں دی جاتی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ تم ان فانی مگر دلچسپ اور دل فریب چیزوں کے پیچھے لگ کر خدا کو بھول جاتے ہو یا نہیں؟ اور کیا خدا کو ہر حال میں یاد رکھتے ہو؟ اور کیا مال کو صحیح مصرف میں استعمال کرتے ہو؟ اور اولاد سے جائز و مناسب محبت رکھتے ہو؟ ان معاملوں میں کمی بیشی دونوں تباہی کا سبب ہیں۔ اگر مال و دولت سے اتنی محبت کرنے لگو کہ اسے سوائے اپنی خواہشات نفسانی کے اور کسی جگہ خرچ ہی نہ کرو یا خدا اور رسول کے بتائے ہوئے مصارف کی بجائے ناحائز اور ناروا طریقوں پر خرچ کرتے رہو یا اس طرح بخل کرو کہ کسی کو ایک پیسہ بھی نہ دو تو یہ سب بُری ہوں گی۔ یا اگر مال و دولت سے ایسی نفرت کرنے لگو کہ اس کے حصول کے لئے کچھ کوشش ہی نہ کرو تو یہ بھی کچھ کم بُری بات نہیں۔ روپیہ نہ ہو تو جہاد فی سبیل اللہ کے اخراجات کہاں سے آئیں گے اور تمہاری تنگی اور بیماری وغیرہ کے دن کیسے کٹیں گے۔ اسی طرح اگر اولاد کی محبت میں اس قدر منہمک رہو کہ خدا کو بھلا دو اور ان کے واسطے روزی کمانے میں حلال و حرام کا امتیاز ہی نہ رکھو تو جہاں یہ بُری بات ہے وہاں یہ بھی بُری بات ہے کہ اولاد کی تعلیم و تربیت اور ان کی پرورش و پرداخت میں پورا پورا حصہ نہ لو۔ اس لئے یہ ایک امتحان ہے اور بڑا سخت امتحان ہے۔ ان چیزوں کا ہونا یا نہ ہونا دونوں امتحان میں داخل ہیں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ان دو حالتوں میں سے تمہاری ایک حالت نہ ہو یعنی یا تو تم امیر ہو گے یا غریب پھر یا تو صاحب اولاد ہو گے یا بے اولاد۔ ممکن ہے دونوں چیزیں اکٹھی ہی حاصل ہو جائیں یا دونوں ہی نہ ہوں بغرض کہ اس امتحان میں

کامیاب ہونے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہدایت کے راستے پر چلو۔ خدا کے احکام مانو اور اُن پر عمل کرو حلال روزی کھاؤ اور کھلاؤ۔

سورہ بنی اسرائیل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس سورہ میں ۱۱۱ آیتیں اور ۱۲ رکوع ہیں۔ اس سورہ شریف کا مضمون نہایت عجیب و غریب اور مسلمانوں کے لئے سرمایہ عبرت و نصیحت ہے۔ شروع میں اُس شاندار واقعہ کا ذکر ہے جو معراج نبوی کے نام سے مشہور ہے اور یہ دراصل وہ عزت ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم سے قبل کسی بنی کو حاصل نہیں ہوئی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کے حالات کا تذکرہ ہے۔ بنی اسرائیل کے لفظی معنی ہیں اسرائیل کے بیٹے۔ اسرائیل نام ہے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ سُریانی زبان میں ایل کے معنی اللہ اور اسرا کے معنی بندہ تو اسرائیل کا عربی ترجمہ ہوا عبد اللہ اور بنی اسرائیل نسل یعقوب ٹھیرے۔

تیسرا پارہ سورہ آل عمران کے پانچویں رکوع میں حضرت مریم کے بعض اجمالی حالات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور آپ کی کچھ تبلیغ حق اور مخالفین کی مخفی شرارتوں کا بیان ہے۔ اور یہ تمام ایسے واقعات ہیں کہ بغیر وحی کے کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ انجیل کی تحریف ہو چکی تھی اور اصل واقعات کی جگہ قصے کہانیاں اور افسانے راج تھے چنانچہ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعے ان تمام واقعات کو ظاہر کر کے انھیں چیزوں کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا نشان ٹھیرا یا گیا جو کہ اصحاب بصیرت کے لئے بس تھا۔ چھٹا رکوع میں خدائے ذوالجلال کے ان وعدوں کا ذکر ہے جو ذات باری تعالیٰ کی طرف سے اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کئے گئے تھے جب آپ چاروں طرف سے دشمنوں کے زرعہ میں پھنس گئے تھے اور جان کے بچاؤ کی کوئی صورت بظاہر نظر نہ آتی تھی۔ اور آپ بے ساختہ پکار اٹھے تھے "متی انصر اللہ" کہاں ہے نصرت الہی اور یہ کب پہنچے گی اور حواریوں سے پوچھا تھا کہ "من انصری الی اللہ" خدا کی راہ میں کون میرا مددگار ہے؟ بارگاہ الہی سے ارشاد ہوا کہ اے عیسیٰ! گھبرانے کی کوئی بات نہیں میں تم کو اپنی طرف اٹھا لوں گا۔ دشمن تمہارا بال تک بیگانہ کر سکیگا اور جو الزامات ان بد باطن لوگوں نے تم پر لگا رکھے ہیں اُن سب سے تمہیں پاک

کر دوں گا۔ نیز جو لوگ تمہاری تعلیم پر عمل کریں گے وہ تمہارے اُن دشمنوں یعنی قوم
یہود پر تاقیامت غالب رہیں گے اور تمہیں اذیت دینے والوں کو دونوں جہان
میں سخت ترین عذاب میں مبتلا کروں گا۔ پھر حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے متعلق
خود عیسائیوں اور دوسرے فرقوں میں جو غلط سلطہ روایات چلی آ رہی تھیں جن کی وجہ
سے اُن کے اعمال و عقائد کفر کے درجے تک کو پہنچ چکے تھے۔ ان سب کو تفصیلی طور
پر نسوخ کر کے فرمایا کہ عیسیٰ کی پیدائش تمہارے بڑے باوا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ
والسّلام کی پیدائش کی مانند ہے اُن کے کوئی ماں باپ نہ تھے صرف لفظ "کن" کہہ کر
ہم نے انہیں پیدا کیا تھا۔ اسی طرح عیسیٰ کو بھی لفظ "کن" سے پیدا کیا ہے۔ تم کوئی دوسری
بات مت سمجھو اور نہ خواہ مخواہ حضرت مریم پر کوئی تہمت لگاؤ۔ اور نہ ہی کچھ
تاویلیں تلاش کرو۔ بلکہ اس قدر سمجھ لو کہ ہم جو کچھ پیدا کرنا چاہیں وہ کر سکتے ہیں اور
اگر تمہارے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس طرح بغیر باپ کے پیدا ہونا محال
ہے تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدائش میں تو اور زیادہ دشواریاں
ہو سکتی ہیں مگر ہم نے ایک ہی طرح دونوں کو پیدا کیا ہے۔ ایک کو بغیر ماں باپ کے
اور دوسرے کو بغیر باپ کے اس لئے پیدا کیا کہ تم میری قدرت کا کرمہ دیکھو۔
ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام! اگر اب بھی لوگوں کو اس بات پر یقین نہ آئے
تو انہیں بددعا کرو اور جھوٹے پر خدا کی لعنت بھجاؤ۔ یقین جانو کہ واقعات یہی
سچے ہیں جو بذریعہ وحی بیان کر دئے گئے ہیں۔ خدا کو ہر کام کی حکمت معلوم ہے اور
ہر کام کی قدرت ہے۔

إِنَّ هَذَا الْقَوْمَ لَفَصَّصَ الْحَقَّ
وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ
لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۶۲)

یقین جانو یہی قصے سچے قصے ہیں اور اللہ کے سوا
کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور اللہ بے شک غالب
اور حکمت والا ہے (۶۲) آل عمران رکوع ۶

چھٹا پارہ سورہ نساء کا ۲۳ واں رکوع ۱۷۱ ویں آیت :-

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ
وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ
إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو (حد سے تجاوز) نہ کرو
اور خدا کے نسبت حق بات کے سوا (ایک لفظ بھی) زبان
سے نہ نکالو (حق بات تو اتنی ہی ہے کہ) مریم کے بیٹے

رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ الْقَوْلُ
إِلَى مَرْكَبٍ وَرُوحٌ مِنْهُ فَاْمِنُوا
بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً
إِنْتَهُمْ خَيْرٌ أَلَكُمُ الْإِنَّمَا اللَّهُ
إِلَهُ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ
لَهُ وَلَدٌ لَمْ يَلِدْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ
وَكَيْلًا ۝۱۴۱

عیسیٰ مسیح بس اللہ کے (ایک) رسول ہیں اور خدا کا حکم جو
اُس نے مریم کی طرف کہلا بھیجا تھا (کہ بے شوہر حامل ہو جائے
اور وہ ہو گئیں) اور (وہ ایک) رُوح (تھی جو خاص) خدا
کی طرف سے (دُنیا میں آئی) تو اللہ اور اُس کے رسول
پر ایمان لاؤ اور تین (خدا) مت کہو (اس سے) باز آؤ
(کہ یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے۔ بس اللہ ہی اکیلا معبود
ہے۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اُس کے کچھ اولاد ہوں
اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں
ہے اور اللہ (سب کا) کارساز بس ہے ۝۱۴۱

تشریح :- اہل کتاب کی ایک بہت بڑی گمراہی دین میں "غلو" ہے یعنی حقیقت
واعتدال سے متجاوز ہو کر بہت دور تک چلے جانا۔ اگر کسی کی محبت و تعظیم پر آئے تو
اتنی تعظیم کی کہ اُسے خدا کے درجہ تک پہنچا دیا اور اگر مخالفت پر آئے تو نہ صرف
اس کی صداقت سے انکار کر دیا بلکہ غارت گری اور اُن کے قتل پر اُتر آئے۔ اگر
زہد و عبادت کی راہ اختیار کی تو اتنی دُور تک چلے گئے کہ رہبانیت تک پہنچ گئے
اور اگر دُنیا کے پیچھے پڑے تو اس میں اتنے غرق ہوئے کہ نیک و بد کی تمیز ہی
اٹھا دی۔ یہود و نصاریٰ اسی گمراہی کے شکار ہوئے۔ یہاں خطاب عیسائیوں
سے ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت و تعظیم میں اس قدر غلو
کیا کہ انہیں خدا کا بیٹا بنا دیا اور ایک خدا کی جگہ تین تین خداؤں کا اعتقاد پیدا کر لیا
یعنی باپ۔ بیٹا اور رُوح القدس۔

چھٹا پارہ سورہ نساء کا ۲۲ واں رکوع ۱۵۷ ویں آیت :-

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ
عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ
وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن
شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا
فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ

اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے بھی اُن کے دلوں پر مہر لگا دی
گئی، کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کے رسول
(ہونے کا دعویٰ کرتے) تھے قتل کر ڈالا ہے۔ حالانکہ نہ
انہوں نے اُن کو قتل کیا اور نہ ہی ان کو سولی چڑھایا (واقع
میں وہ کسی اور کو سولی دے رہے تھے) مگر ان کو ایسا

بِهِ مِنْ عِلْمِ إِلَّا أَتْبَاعَ
الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝۱۵۷
بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ
اللَّهُ غَنِيًّا حَكِيمًا ۝۱۵۸

معلوم ہوا کہ ہم عیسیٰ کو سولی دے رہے ہیں، اور جو لوگ
ان کے بابت اختلاف کرتے ہیں (اور سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ
کو سولی دی گئی، تو اس معاملے میں (یہ لوگ ناحق کے)
شک میں پڑے ہیں اور ان کے پاس کوئی یقینی دلیل
نہیں بجز اس کے کہ اٹکل کے پیچھے پڑے ہیں ہاں اس
قدر یقینی بات ہے کہ ان لوگوں نے ان کو قتل نہیں
کیا ۝۱۵۷ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھایا اور
اللہ زبردست حکمت والا ہے ۝۱۵۸

وَإِنَّ تَيْنَ أَهْلِ الْكِتَابِ
إِلَّا يَوْمَ مَنَّا بِهِ قَبْلَ
مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ
يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِدًا ۝۱۵۹

اور (جب قیامت کے قریب عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے
تو) جتنے اہل کتاب ہیں ضرور ان کے مرنے سے پہلے سب کے
سب ان پر (مسلمانوں کا سا) ایمان لائیں گے اور قیامت
کے دن عیسیٰ ان (منکرین) کے خلاف میں گواہی دیں گے
صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اس وقت تمام
اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے اور اسلامی شریعت کے
مطابق کارروائی کریں گے اور تمام دنیا میں اسلامی شریعت
قائم کر دیں گے اس کے بعد ان کی وفات ہوگی ۝۱۵۹

آیت میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے

تشریح :- مذکورہ ان آیات مبارکہ کا خطاب یہودیوں کے طرف ہے۔ اور ان
سے کہا گیا کہ خواہ مخواہ کا حجت کرنا تم لوگوں نے اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ اور پھر سب سے

۱۔ قرآن مجید کی اس پیشگوئی کے مطابق حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول ناگزیر ہے اور وہ زندہ ہیں
کیونکہ اب تک جملہ اہل کتاب ایمان نہیں لائے اور قبل موتہ کا مسداق پورا نہیں ہوا۔ اور اگر موتہ
کی ضمیر خود اہل کتاب کی طرف راجح کی جائے تو پھر اس میں اہل کتاب کی تخصیص اور ترجیحی سلوک غیر معقول
ہے اور سیاق و سباق بھی زیادہ مؤید نہیں۔

بڑا ظلم تم نے یہ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاکر امن عفت مآب والدہ پر بہتان تراشے۔ بعد ازاں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ ذلیل افواہیں پھیلائیں کہ ہم نے انھیں قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ تم اُس جلیل القدر پیغمبر کو قتل کر سکتے نہ ہی سولی دے سکتے تھے۔ بلکہ حقیقت حال ہی تم پر اب تک نہ کھلی۔ اور اصلیت کا یقینی علم تم میں سے کسی کو بھی نہیں ہے۔ اس طرح اے قوم یہود تم نے اور صد ہا ظلم کئے اور ہمیشہ اپنے عہد و پیمان کو توڑتے رہے اور راہِ راست سے بھٹکتے رہے۔

چھٹا پارہ سورہ مائدہ کا ۱۰ واں رکوع ۷۲ ویں آیت :-

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ
اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ
وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنِيْ اِسْرَائِيْلَ
اعْبُدُوْا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ
اِنَّهُ مَن يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ
حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا
وَهٗ اَنْتَارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ
اَنْصَارٍ ﴿٤٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ
قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدٌ
وَ اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ
لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٣﴾

بیشک وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے جو مسیح ابن مریم ہے حالانکہ مسیح خود کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ بیشک جو شخص کسی کو اللہ کا شریک بنائے تو اللہ کے طرف سے اُس پر جنت حرام ہو چکی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہی۔ اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ﴿۴۲﴾ بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا ایک ہے، حالانکہ بجز ایک معبود کے اور کوئی خدا نہیں اور (خدا کے باہت) جیسی جیسی باتیں یہ لوگ کہتے ہیں اگر ان سے باز نہیں آئے تو ان پر دردناک عذاب ہوگا ﴿۴۳﴾

مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ ایک پیغمبر ہیں (اور بس) جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گذر چکے ہیں اور ان کی ماں (مریم بھی خدا کی ایک) سچی رہندی تھیں (دوسرے آدمیوں کی طرح یہ) دونوں (ماں بیٹے)

كَيْفَ يُبَيِّنُ لَكُمْ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ
اِنِّي يَوْمَ فَاكُونَ ﴿۵۵﴾

کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم کس طرح ان کے لئے کھلی ہوئی
دلیلیں بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ اُلٹے کدھر بہکے

جا رہے ہیں ﴿۵۵﴾

تشریح :- نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے۔ اے پیغمبران کو بتاؤ
کہ اگر مسیح خود خدا ہوتا تو وہ لوگوں کو یہ نہ کہتا کہ تم اُس کی عبادت کرو جو تمہارا اور ہمارا
رب ہے بلکہ وہ یہ کہتا کہ میری ہی عبادت کرو۔ اے پیغمبران لوگوں کو کہو کہ خدا
کو تین میں کا ایک کہنے سے باز آئیں۔ اور خدا سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔
اے لوگو! مسیح ابن مریم رسولوں میں سے ایک رسول تھے خدا نہیں تھے۔ اور اُن کی
ماں ایک راست باز نیک عورت تھی۔ اُن دونوں کو بھوک لگتی تھیں اور زندہ بے سنے
کے لئے محتاج غذا تھے۔ اگر وہ خدا ہوتے تو تمہاری دنیاوی چیزیں نہ کھاتے
نہ پیتے۔ لیکن یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ وہ تمہاری طرح کھاتے پیتے تھے اور تمہاری
طرح رہتے سہتے تھے۔ وہ خدا کیوں کہہ گئے۔ خدا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو ان
ضرورتوں سے بالکل بے نیاز ہو۔ دیکھو یہ بالکل سیدھی باتیں ہیں اس لئے عبادت
کے لائق خدا کے سوا اور کوئی نہیں تم لوگ اس شرک سے باز آ جاؤ تمہارے
لئے بہتر ہوگا۔

دسواں پارہ سورہ توبہ کا پانچواں رکوع ۳۰ ویں آیت :-

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيُّ بْنُ ابْنِ اللَّهِ وَقَالَتِ
النَّصْرِيُّ الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأ
فَوَاهِيهِمْ يُضَاهَوْنَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن
قَبْلُ قُلْتُمْ اللَّهُ اِنِّي يَوْمَ فَاكُونَ ﴿۳۰﴾
اَلْحَمْدُ وَ اَلْحَبَارَهُمْ وَ هُبَانَهُمْ اَدْبَابًا
مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَ
مَا امْرَاؤُا اِلَّا بَعِيدٌ وَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَلَا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾
يَدْرِيْدُونَ اَنْ يُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ

اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے۔ نصاریٰ
کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کے
بول ہیں یہ بھی اُن اگلے کافروں کی سی باتیں کرنے لگے
اللہ ان کو غارت کرے یہ کدھر کو بہکے چلے جا رہے
ہیں ﴿۳۰﴾ انھوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں
صوفیوں اور مسیح ابن مریم کو خدا بنا کھڑا کیا حالانکہ
ہمارے ہاں سے ان کو صرف اسی قدر حکم تھا کہ
وہ خدائے واحد کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کوئی
اور معبود نہیں پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں

یہ لوگ اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں (۳۱) منکرین اور مخالفین) چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے پھونک مار مار کر اللہ کا نور (اسلام) کو بجھا دیں اور خدا کو منظور ہے کہ ہر طرح پر اپنے نور کی روشنی، کو پورا کر کے رہے اگرچہ کافروں کو یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ ہو (۳۲) اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول (محمد) کو سامان ہدایت (یعنی قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام دنیوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین کو وہ بات ناگوار ہی کیوں نہ ہو (۳۳) مسلمانوں! اہل کتاب کے، اکثر عالم اور مشائخ لوگوں کے مال ناحق رناروا، طریقے سے کھاتے ہیں اور راہِ خدا سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے اور اس کو مطلقاً خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے پیغمبر) ان کو (روز قیامت کے) عذاب دردناک کی خوش خبری سنا دو (۳۴) جب کہ اس (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں (رکھ کر) تپایا جائیگا پھر اس سے ان کے ہاتھ اور ان کے کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائیگا کہ) یہ ہے جو تم نے اپنے لئے (دنیا میں) جمع کیا تھا تو آج، اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو (۳۵)

تشریح :- فرمایا کہ دیکھو یہود کے پاس بھی الہامی کتاب ہے اور نصاریٰ کے پاس بھی۔ وہ جانتے ہیں کہ خدا کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ اس کی بیوی مگر اس کے باوجود بھی یہود کہتے ہیں کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں۔ یہ باہمی ضد نے ان کو اس درجہ شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ ان کے اعتقادات باطل اور بیہودہ ہو گئے ہیں۔ ان سے پہلے بھی گمراہ قومیں ایسی ہی لغو باتیں کیا کرتی تھیں۔ یہ لوگ محض آپس میں ریس کرتے ہیں اور اسی وجہ سے

اپنے دین و مذہب میں برباد ہوئے یہ تو ہے ان کے اعتقاد۔ اب ان کے اعمال کو دیکھو ان کے عوام خود مذہبی تعلیمات سے بالکل کورے ہوتے ہیں اور جو کچھ ان کے علماء اور مشائخ کہہ دیتے ہیں اس کو حکم الہی سمجھ کر ماننے لگتے ہیں۔ انہوں نے گویا اپنے علماء اور حضرت عیسیٰ کو خدا بنا رکھا ہے حالانکہ صاف لفظوں میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ سوائے خدا کے اور کسی کی عبادت نہ کریں۔ علماء کی قدر و تعظیم بیشک ان لوگوں کے لئے ضروری تھیں مگر محض اس وقت تک جب تک وہ علماء اور مشائخ احکام الہی کو صحیح صحیح طور پر لوگوں تک پہنچاتے رہیں۔ اب جب کہ انہوں نے اپنے منصب کا غلط استعمال شروع کر دیا تو عوام کو کبھی چاہیے تھا کہ ان کی مطلق پرواہ نہ کرتے۔ ہمارے سابقین مشائخ اور صوفیوں کا قول ہے کہ ہمارے علماء میں سے جو کوئی بگڑ گیا وہ یہودی علماء کے مانند ہو گیا اور ہمارے مشائخوں میں سے جو کوئی بگڑا وہ عیسائی راہب کے مانند ہو گیا۔

سولہواں پارہ سورہ الکہف کا بارہواں رکوع ۱۱۰ ویں آیت :-

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	اے پیغمبرِ اسلام تم، کہہ دو کہ میں بھی محض تمہاری
يُوحِي إِلَيَّ النَّوَّاءُ الْكُفْرُ إِلَهُ	طرح ایک انسان ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے
وَأَحَدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا	کہ (لوگوا) تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس جو
بِقَاءِ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا	کوئی اپنے رب کے ملنے کی آرزو رکھے تو اس کو چاہیے کہ
صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ	وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں
رَبِّهِ أَحَدًا ۝۱۱۰	(کسی کو بھی) شریک نہ کرے ۝۱۱۰

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبرِ اسلام تم بھی اپنے متعلق صاف طور پر اعلان کر دو کہ میں بھی تمہاری ہی طرح ایک انسان ہوں لیکن اُس کا برگزیدہ ہونے کے سبب میرے پاس وحی آتی ہے۔ تم لوگ کسی مغالطے میں پڑ کر مجھے شریک خدا نہ ٹھہرائینا کہ لگو میری ہی پرستش و عبادت کرنے۔ ان کو سنا دو کہ

تم اوروں کی مانند دھوکا نہ کھانا	کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
میری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا	بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا

سب انسان ہیں و اس جس طرح نرنگندہ
اسی طرح ہوں میں بھی ایک اُس کا بندہ

بنانا نہ تڑبت کو میری صنم تم نہ کرنا میری قبر پر سر کو صنم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی

کہ بندہ بھی ہوں اُس کا اور ایلی بھی (حالی)

معبود و حقیقی صرف خدائے یگانہ ہے۔ جو کوئی اُس معبود و حقیقی کے سامنے سُرخرو
ہو کر پیش ہونے کا خواہاں ہو اُس کو چاہیے کہ وہ اپنے معبود و حقیقی کے ساتھ کسی کو
خواہ اُس کی ذات سے ہو یا صفات سے شریک نہ ٹھہرائے اور اس کے احکام
پر پوری طرح عمل کرے۔

چھٹا پارہ سورہ مائدہ کا ۱۱ واں رکوع ۸۲ ویں آیت :-

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ
عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ
وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَتَجِدَنَّ
أَقْرَبَهُمْ قُرْبَةً لِلَّذِينَ
آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا
نَصَارَىٰ ذٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ
قِسِيَسِيْنَ وَرَهْبَانًا وَآلَهُمْ
لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾

۱۱۔ پیغمبر! مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کے اعتبار سے
یہود اور مشرکین کو تم اوروں سے بڑا سخت پاؤ گے
اور مسلمانوں کے ساتھ دوستی کے اعتبار سے زیادہ قریب
ان کو پاؤ گے جو اپنے کو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔
مسلمانوں کی طرف نصاریٰ کا، یہ (میلان) اس
سبب ہے کہ ان میں علماء اور مشائخ ہیں اور یہ کہ یہ
لوگ تکبر نہیں کرتے (۸۲)

اور جب (قرآن کو) سننے ہیں جو رہا رہے اس، رسول
(محمد) پر نازل ہوا ہے تو اے مخاطب تو ان کی آنکھوں
کو دیکھتا ہے کہ ان سے آنسو جاری ہیں اس لئے کہ
انہوں نے حق بات کو پہچان لیا ہے (قرآن کو سنکر)
فَوَامِنَ الْاِحْقَ ج

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! یہود و نصاریٰ اور مشرکین میں سے
تم دیکھو گے کہ نصاریٰ ہی اسلام سے زیادہ نزدیک ہیں اور دشمنی میں زیادہ

سخت یہود اور مشرکین کو پاؤں گے۔ نصاریٰ اسلام سے زیادہ قریب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نصاریٰ میں جو لوگ تارک الدنیا زاہد اور عالم ہیں ان میں نخوت و تکبر نہیں ہوتا۔ اور حضرت جعفر نے جب "نیگوش" نجاشی (عیسائی) بادشاہ حبشہ کے سامنے سورہ مریم تلاوت کی تو اس پر رقت طاری ہو گئی تھی اور اس کے دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے (تَرَیٰ اَعْيَانَهُمْ تَفِيضًا مِنَ الدَّمْعِ) کا اشارہ اسی کی طرف ہے (نیگوش یعنی نجاشی نے اسلام قبول کر لیا تھا، نجاشی کے علاوہ خود عرب میں بھی عیسائیوں کی بڑی تعداد ایمان لے آئی۔ لیکن یہود کے جمود میں جنبش نہ ہوئی۔ وہ برابر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔

ساتواں پارہ سورہ مائدہ کا سولہواں رکوع ۱۱۶ ویں آیت :-

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يُعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِنَّتَ قُلْتِ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمَّيَّ الْهَيْبِينَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِالْحَيِّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعَلَّمَ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (۱۱۶)

قیامت کے دن اللہ عیسیٰ سے پوچھے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تم نے لوگوں سے یہ بات کہی تھی کہ خدا کے علاوہ مجھ کو اور میری ماں کو (بھی) ڈو خدا مانو (عیسیٰ) عرض کرینگے کہ (اے پروردگار) تیری ذات پاک ہے۔ مجھ سے یہ کیوں کہہ سکتا ہے کہ میں (تیری شان میں) ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو میرا کہنا تجھ کو ضرور ہی معلوم ہوا ہوگا کیونکہ (تو) میرے دل (تک) کی بات جانتا ہے اور میں تیرے دل کی بات نہیں جانتا۔ غیب کی باتیں تو ہی خوب جانتا ہے (۱۱۶)

چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا دسواں رکوع ۹۶ ویں آیت :-

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ (۹۶) فِيهِ آيَاتٌ مُبَيِّنَاتٌ لِّمَقَامِ بَرَاءِهِمِةٍ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ

لوگوں کی عبادت کے لئے جو پہلا گھر بکھرا گیا وہ یہی ہے جو (شہر) مکہ میں ہے برکت والا اور دنیا جہان کے لوگوں کے لئے (موجب) ہدایت (۹۶) اس میں (فضیلت کی) بہت سی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں (ازاں جملہ) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس گھر میں داخل ہوا

حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ
سَبِيلاً طَوْماً وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ
عَزِيزٌ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يَا
هَلَّا أَكْتَبُ لِمَنْ كَفَرُوا
بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ
عَلَىٰ مَا نَعْمَلُونَ ﴿۹۸﴾

امن میں آگیا۔ اور لوگوں پر فرض ہے کہ خدا کے لئے خانہ
کعبہ کا حج کریں جس کو اس تک پہنچنے کا مقدور ہو اور
جو مقدور رکھے پیچھے نعمت کی، ناشکری کرے (اور
حج کو نہ جائے، تو اللہ دنیا جہان سے بے نیاز ہے ﴿۹۷﴾
(اے پیغمبران لوگوں سے، کہو کہ اے اہل کتاب حکام
الہی سے کیوں منکر ہوتے ہو اور جو کچھ تم کر رہے ہو
اللہ اس کا شاہد حال ہے ﴿۹۸﴾)

تشریح :- مذکورہ بالا تین آیتوں میں یہود اور نصاریٰ کو خطاب کر کے کہا گیا
ہے کہ تمہارا یہ کہنا کہ قدیمی عبادت گاہ بیت المقدس ہے سراسر غلط ہے کیونکہ حضرت
ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے یعنی بیت المقدس سے بھی پہلے انسان
کی عبادت گاہ مکہ معظمہ قائم کی تھی۔ بیت المقدس کے بانی تو حضرت سلیمان علیہ
السلام تھے اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سلیمان علیہ السلام سے قبل
اس دنیا میں تشریف لائے تھے

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
ازل میں مشیت نے تھا جس کو تا کا
اور حضرت ابراہیم نے خود بھی وہیں ایک عرصہ تک عبادت کی۔ پھر اگر تم ابراہیم کی
اتباع کا دم بھرتے ہو تو خانہ کعبہ کو اپنا مرکز ہدایت اور جائے عبادت تصور کرو۔ دیکھو
صداقت کے جو نشانات مکہ معظمہ کی عبادت گاہ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ اور کسی
جگہ نہیں ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جس جگہ خدا کی عبادت کرتے
تھے وہ جگہ آج تک اسی طرح "مقام ابراہیم" کے نام سے قائم ہے اور دنیا میں مشہور
چلی آ رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ حدود حرم کے اندر جو شخص بھی آجائے وہ دشمن کے
خوف سے ہر طرح مامون اور محفوظ رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ صرف اسی زیارت گاہ
کی نسبت خدا کی طرف سے یہ احکام صادر ہوئے کہ تم اس کی زیارت یعنی حج
کے لئے دنیا کے گوشہ گوشہ سے آؤ اگر تمہیں سفر کی استطاعت ہو۔ دیکھو دنیا میں
اور کوئی بھی جگہ ایسی نہیں جس کے متعلق خدا نے حکم دیا ہو کہ اس کی زیارت کرنا

ضروری (فرض) کیا۔ اس قدر نشانات تمہارے لئے کافی نہیں، پھر بھی تم کہتے ہو کہ بیت المقدس سب پرانی عبادت گاہ ہے۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا آیت ۱۲۵ اور آیت :-

وَلَيُنَّ الَّذِينَ الَّذِينَ آمَنُوا
وَأَنَّ كِتَابَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ الَّذِي فِيهِ
قَبْلَتُكُمْ

اور (اے پیغمبر) جن لوگوں کو کتاب (تورات اور انجیل) دی گئی ہے (یعنی یہود اور نصاریٰ)، اگر تم (دُنیا جہان کے) سارے دلیلیں اُن کے پاس لے آؤ تو بھی وہ (لوگ) تمہارے قبیلے (یعنی بیت المقدس) کی پیروی نہ کریں (حالانکہ تم نے مدینہ میں کچھ عرصہ ان کی تالیف قلب میں بیت المقدس کو قبلہ بنایا،

سورۃ الفیل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پانچ آیتیں ہیں :-

الْمُتْرَكِيْنَ فَعَلَّ رَجُوكَ
بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۱
لِيَجْعَلَ لِكَيْدِهِمْ فِي تَضْلِيلٍ ۲
وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا
أَبَابِيلَ ۳ تَرْمِيهِمْ حِجَارًا
وَمِنْ سَجِيلٍ ۴ فَجَعَلَهُمْ

(اے پیغمبر) کیا تم نے (اس بات پر) غور نہیں کیا کہ تمہارا رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا (برتاؤ) کیا ۱ کیا اُس نے اُن کے (تمام) داؤ غلط نہیں کر دئے ۲ اور اُن پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے ۳ جو اُن پر کنکر کی پتھریاں (اوپر سے) پھینکتے تھے ۴ یہاں تک کہ ان کو کھائی ہوئی بھس کی طرح (تباہ)

۱۵ تاریخ ازرقی اور تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر اترنے کے بعد باری تعالیٰ سے درخواست کی کہ بیت المعمور کی طرح دنیا میں بھی ایک عبادت گاہ ہوئی چاہیے چنانچہ حسب حکم الہی حضرت جبرئیل امین نے خانہ کعبہ کی اس جگہ کو اپنے پر سے مس کیا اور بنا رکھی۔ خلا ہی خلا ہو گیا بعد ازاں دیگر فرشتوں نے پانچ پہاڑوں - کوہ جودی، کوہ لبنان، کوہ حرا، کوہ زیتا، کوہ سینا کے پتھروں سے اس خلا کو پُر کیا۔ پھر بیت المعمور کو جو کہ خانہ کعبہ کے محاذ میں ہے اس بنا پر رکھ دیا گیا۔ طوفان نوح تک اسی طرح یہ معبد رہا۔ طوفان کے وقت بیت المعمور کو آسمان پر اٹھایا گیا تا آنکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمعیل نے مل کر اس کی بنیادوں کو اٹھایا اور تعمیر کی جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔

يَرْفَعُ رُكْنَ هَيْمًا انْفِوَاءً مِّنَ الْبَيْتِ وَاسْمُعِيلَ

کَعَصَفٍ مَّاكُولٍ ⑤ کر دیا ⑤

تشریح :- اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً پچاس روز قبل یہ عام الفیل کا واقعہ پیش آیا تھا جس میں ابرہہ الاشرم عیسائی ہاتھیوں کے قطار کے ساتھ خانہ کعبہ پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔

یہ سورہ اس واقعہ کے تقریباً پینتالیس سال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور غالباً اس وقت متعدد لوگ اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہوں گے۔ اور ایسے تو ہزاروں ہوں گے جنہوں نے دیکھنے والوں سے براہ راست اور بلا واسطہ اس واقعہ کو سنا ہوگا۔ کفار عرب ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے کے درپے رہتے تھے۔ اگر اس واقعہ کے بیان میں ذرا بھی غلطی ہوتی یا جھوٹ شامل ہوتا تو وہ اس کی علانیہ تردید کرتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے اس واقعہ کی سچائی میں کوئی شک و شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ مین میں ابرہہ الاشرم نامی ایک عیسائی گورنر تھا جس کو اپنی روز افزوں ترقی پر بڑا ناز و فخر تھا۔ اُس نے یہ سوچا کہ تمام عرب کا مرکز اجتماع بجائے مکہ معظمہ کے صنعا قرار دیا جائے جو اس کا صدر مقام تھا۔ اس مقصد کے بنا پر اُس نے صنعا میں ایک بڑا عظیم الشان گرجا بنایا اور تمام اردگرد کے ملکوں کو دعوت دی کہ وہ لوگ صنعا میں آئیں اور اگر اس جگہ خدا کی عبادت کریں مگر خانہ کعبہ کو چھوڑ کر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام بلکہ آدم علیہ السلام کے وقت سے مرکز خلق اللہ چلا آتا تھا۔ کوئی بھی صنعا کے گرجے کی طرف متوجہ نہیں ہوا بلکہ اہل عرب نے اس گرجے کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اس لئے ابرہہ نے جھنجلا کر خانہ کعبہ کو ڈھا دینے کا ہتھیہ کر لیا۔ اور اس نے ایک ایسا لشکر مرتب کیا جس میں ہاتھی بھی تھے۔ تاکہ عربوں کے دلوں پر رعب چھا جائے اور وہ مقابلے کی تاب نہ لاسکیں غرض کہ لشکر جرار بڑے آب و تاب سے مکہ معظمہ کے پہاڑیوں میں خیمہ زن ہو کر لڑائی کی تیاریاں کرنے لگے۔ لیکن خدا کو کب منظور تھا کہ یادگار ابراہیمی یعنی خانہ کعبہ برباد ہو جائے۔ بلکہ خدا کو اس گھر کا قائم رکھنا اس لئے منظور تھا کہ اپنے آنے والے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے امت کے لئے مطابق دعاء خلیلی مرکز ہدایت اور عبادت گاہ بنا رہے۔ اس لئے اپنے قدرت کاملہ سے ایک

ادنا سا پرندہ ابابیل کے ذریعہ سے اُس لشکر جرار اور ہاتھیوں کے ایک بڑے حصے کو برباد کر دیا۔ کچھ لوگ بچے کچھے صنعا کو بھاگے۔ ابرہہ بھی زخمی ہو چکا تھا وہ صنعا پہنچ کر مر گیا۔ الغرض خداوند کارساز نے تاریخی یادگار اور پرانے عبادت گاہ کو اس طرح برباد ہونے سے بچا لیا جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ اور ظاہر فرمایا کہ شعار الہی کی توہین کرنے والے کا یہ حشر ہوتا ہے۔ فاعتبروا اولی الالبصار۔ اے بصیرت والو عبرت حاصل کرو۔

گیارہواں پارہ سورہ توبہ کا تیرہواں رکوع ۱۰۷ میں آیت :-

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا
ضَرًا اَوْ كُفْرًا وَاْتَفَرُّوْنَ
بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِصْاٰدِ الْمُنِّ
حَادِيْٓبِ اللّٰهِ وَاَسْوَءِ صِنْتٍ
قَبْلُ وَاُوْلِيْخَيْفٰتٍ اِنْ اَرَدْنَا
اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۰۷ لَا تَقُمْ
فِيْهِ اَبَدًا اَلَمْ سَجِدْ اَنْتَ
عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اٰخَرٍ
اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فَيُدْرِجَ الْمُجِبُّوْنَ
اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يَجِبُ
الْمُطَهَّرِيْنَ ۝۱۰۸

(اور ایک قسم کے منافق وہ بھی ہیں، جنہوں نے اس غرض سے ایک مسجد بنا کھڑی کی کہ (مسلمانوں کو) نقصان پہنچائیں اور (خدا اور رسول کے ساتھ) کفر کریں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں اور ان لوگوں کو پناہ دیں جو اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ پہلے لڑ چکے ہیں اور (پوچھا جائے گا تو) قسمیں کھانے لگیں کہ ہم نے تو بھلائی کے سوا اور کسی قسم کا ارادہ کیا نہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ ضرور جھوٹے ہیں ۱۰۷) (سوائے پیغمبر) تم اُس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے بھی نہ ہونا۔ ہاں وہ مسجد جس کی بنیاد شروع دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی اس کا البتہ حق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو کر امامت کیا کرو کیونکہ، اُس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صاف ستھرے رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند (بھی) فرماتا ہے ۱۰۸)

تشریح :- ان آیات کا اشارہ ایک تاریخی واقعہ کی طرف ہے۔ مدینہ منورہ کے ایک مشہور قبیلہ بنو خزرج میں ایک شخص ابو عامر راہب تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے عیسائی ہو گیا تھا۔ جب حضور نے نبوت کا اعلان کیا تو ابو عامر آپ کے خلاف ہو گیا۔ اور مسلمانوں کے خلاف کئی لڑائیوں میں اُس نے حصہ لیا۔

جنگ حنین کی فیصلہ کن لڑائی کے بعد وہ ابو عامر ملک شام کی طرف بھاگا اور وہاں سے خرط و کتابت کے بذریعہ مدینہ کے چند مشہور منافقوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور ان سے کہا کہ تم لوگ اپنا ایک مرکز بنا لو تاکہ جب میں رومی سپاہ کے کچھ افراد کے ساتھ مدینہ کے محاذ جنگ کو دیکھنے کے لئے آؤں تو وہاں ٹھہر سکوں اور تم لوگ بھی ہمیں مدد دے سکو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس مشورہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسجد قبا کے قریب ہی ایک مسجد بنائی اور رسول اللہ سے درخواست کی کہ آپ اس مسجد کا افتتاح کریں۔ حضور اس وقت جنگ تبوک پر تشریف لے جا رہے تھے۔ فرمایا کہ وہاں سے واپسی پر افتتاح کروں گا۔ اس مسجد کی تعمیر سے منافقوں اور منکروں کی یہ غرض تھی کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کر کے ان کے متفقہ مرکز سے جو قبا میں قائم ہو چکا تھا تنظیم کو توڑ دیں تاکہ جب اس عظیم الشان جماعت کے اندر باہمی پھوٹ پڑ جائے تو وہ آسانی سے مسلمانوں پر چوٹ لگا سکیں۔ دوسری یہ کہ اپنے حمایتوں اور ہم خیال منافق اور منکروں کے لئے ایک ایسا اڈہ بنالیں جہاں سے دھوکا اور فریب کا جال بچھا کر صحابہ کرام کی جماعت کو برابر کے لئے کمزور اور کھوکھلا بنا سکیں۔ تیسری غرض یہ تھی کہ رسول اللہ کے قائم کئے ہوئے مرکز کی اہمیت کو نقصان پہنچایا جائے۔ پس جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ تبوک سے واپس آئیں تو انھوں نے پھر درخواست کی کہ مسجد کا افتتاح کیا جائے۔ آپ جانے والے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان کا سارا فریب کھول کر رکھ دیا۔ چنانچہ آپ نے مسجد کو فوراً گرا کر زمین کے ساتھ ملا دیے۔ کا حکم دیا جس کی فوراً تعمیل کی گئی۔ کیونکہ اس مسجد کے قیام سے مسلمانوں کو اور ان کے مرکز کو اور ان کی تنظیم کو اور خود اسلام کو سخت تکلیف اور نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ چونکہ تکلیف اور نقصان کو عربی زبان میں ضرر کہتے ہیں اس لئے یہ ”مسجد ضرار“ کے نام سے مشہور ہے۔ فرمایا کہ وہ منافق جنہوں نے مسجد ضرار تعمیر کی ہے۔ اگرچہ تمہیں کھا کھا کر تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ اس تعمیر سے ان کا مقصد محض اسلامی خدمت ہے۔ مگر اے پیغمبر تم ہرگز یقین مت کرو کیونکہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ مومنوں کے درمیان جھگڑے بنا دوں اور دشمنان اسلام کی گھات کے لئے ایک مرکز قائم ہو جائے۔ تم اس مسجد میں قدم تک نہ رکھو۔

مسجد در حقیقت وہی مسجد ہے جس کی بنیاد روز اول سے تقویٰ و طہارت کی بنا پر
 پڑی ہو۔ چنانچہ تم دیکھ لو کہ جو لوگ اس مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں وہ سب ظاہر و
 باطن کی پاکیزگی کے شیدائی ہیں اور اللہ بھی ایسے ہی لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جن کے
 دل بھی پاک ہوں اور لباس بھی۔

پہلا پارہ سورہ بقرہ کا چودہواں رکوع ۱۱۴ ویں آیت :-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسْجِدَ
 اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ
 وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ
 مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا
 إِلَّا خِافِينَ ۗ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا
 خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ
 عَظِيمٌ ﴿۱۱۴﴾

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کی مسجدوں میں
 خدا کا نام لئے جانے کو منع کرے اور ان کے بربادی کا
 درپے رہے۔ یہ لوگ خود اس لائق نہیں کہ مسجدوں
 میں آنے پائیں مگر ڈرتے ڈرتے، ان کے لئے دنیا میں
 (بھی) رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں (بھی) بڑا
 (بجاری) عذاب ہے (لفظ مساجد میں مکہ کی مسجد۔
 مدینہ کی مسجد۔ بیت المقدس کی مسجد اور دنیا کی تمام
 مسجدیں آگئیں) ﴿۱۱۴﴾

تشریح :- خداوند تعالیٰ اپنے پیغمبر کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے پیغمبر!
 اس شخص سے بڑھ کر دنیا میں اور کون بڑا ظالم ہو سکتا ہے جو لوگوں کو اللہ کا نام لینے
 اور اس کا دھیان لگانے کے مخصوص مقامات سے روکے۔ اور ایسی جگہوں کی
 بربادی میں خواہ وہ کسی صورت پر ہو کوشش کرے۔

بیت المقدس کو جب رومیوں نے فتح کیا تھا تو مسجد اقصیٰ کو بری طرح خراب و
 برباد کیا تھا حالانکہ ان کو چاہیے تھا کہ وہاں ڈرتے ڈرتے داخل ہوتے برخلاف
 اس کے کہ وہ لوگ ایک مٹمردانہ اور فاتحانہ انداز سے نعرہ لگاتے ہوئے وہاں
 داخل ہوئے اور مسجد اقصیٰ کو توڑ پھوڑ ڈالا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس جو لوگ خدا کی عبادت
 گاہوں کو ویران و برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کو صرف دنیا ہی
 میں ذلیل و خوار نہیں کیا جاتا بلکہ ان کو اپنے آخری ٹھکانے میں بھی سخت عذاب
 دوچار ہونا پڑے گا۔

پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا نوواں رکوع ۷۸ ویں آیت :-

اِقْرَأِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ
إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ
إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُورًا ﴿۷۸﴾
وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً
لَّكَ بِعَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ
رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿۷۹﴾

آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے رہے تک
نمازیں ادا کیا کرو (ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشاء، یہ چار وقتی
نمازیں آگئیں، اور فجر کی بھی نماز پڑھو۔ بیشک فجر کی نماز
کا پڑھنا فرشتوں کی، حاضری کا وقت ہے ﴿۷۸﴾ اور
کچھ رات رہے نماز تہجد بھی پڑھو کہ وہ تمہارے لئے (فرض
سے) زائد ہے۔ امید ہے کہ تمہارا رب تم کو مقام محمود
میں جگہ دے ﴿۷۹﴾

تشریح: ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر سورج ڈھلنے کے بعد سے لے کر رات
کے اندھیرے رہے تک معینہ وقتوں پر نماز ادا کیا کرو۔ ان اوقات میں ظہر عصر
مغرب اور عشاء چار نمازیں فرض ہو گئیں۔ اور پھر صبح کے وقت بھی نماز پڑھو یہ بیچگانہ
فرائض ہوئے۔ اس کے بعد فرماتا ہے کہ اے پیغمبر کچھ رات رہے تک نماز تہجد بھی
ادا کرنا چاہیے۔ بطور نفل۔ ان کی ادائیگی بہت سے اجر ثواب کا موجب ہوگی۔
اس نماز کی برکت سے تم کو مقام محمود عطا ہوگا جہاں کھڑے ہو کر تم گنہگاروں کی
شفاعت کر سکو گے۔ ان الفاظ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خداوند کریم نے نماز کو سب سے
بڑی عبادت قرار دی ہے اور اس کے وسیلے سے انسان ہر اس بلند ہی پر پہنچ سکتا
ہے جہاں تک ایک انسان کی رسائی ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کو معراج المؤمنین
کہا گیا ہے۔ نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسان کے اندر سب سے جو عمدہ بات پیدا کرنا چاہتا
ہے وہ باطن کی پاکی اور نیت کی سچائی ہے۔ مقام محمود کے لفظی معنی تو مقام پسندیدہ
کے ہیں لیکن حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مقام محمود وہ ہے جس کا وعدہ پیغمبر صلوٰۃ
والسلام سے ہے اور وہ مرتبہ شفاعت کبریٰ ہے جو بحکم خدا پیغمبر صلی اللہ علیہ و
سلم عام شفاعت کریں گے۔

۲۸ و ۱۱ پارہ سورہ جمعہ کا دوسرا رکوع ۹ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا
نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ
فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا
بِشْرَاءِ تِجَارَتِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ
أَعْيُنًا عَلَىٰ دُونِ اللَّهِ لَا تَعْلَمُونَ
مَنْ يَحْكُمُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۱۱﴾

مسلمانو! جب جمعے کے دن نماز جمعہ کے لئے اذان دی
جائے تو یاد الہی (یعنی نماز) کی طرف لپکو اور (اس وقت
بیچنا و تجارت) چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے

پہلا پارہ سورہ بقرہ کا پانچواں رکوع ۴۳ میں آیت۔
 وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا
 الزَّكَاةَ وَارْكَبُوا
 مَعَ الرَّاكِبِينَ ﴿۴۳﴾ کے ساتھ تم بھی جھکا کرو ﴿۴۳﴾

تشریح :- جھکنے والوں کے شامل جھکوں یعنی نماز باجماعت پر صبر اور نماز باجماعت کے حکم میں بہت سے فوائد ہیں۔ ازاں جملہ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بڑائی کی گھنٹہ کم ہوگی۔ زکوٰۃ سے محبت مال گھٹے گی اور نماز سے طبیعت میں انکساری آئے گی۔

پہلا پارہ سورہ بقرہ کا پانچواں رکوع ۴۵ میں آیت۔
 وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ
 وَالَّذِينَ
 يَتَّقُونَ أَنفُسَهُمْ مَلْفُوا إِلَيْهِمْ
 وَأَنفُسُهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۴۵﴾ اور مصیبت کی برداشت کے لئے صبر اور نماز کا سہارا
 پکڑو اور البتہ نماز شاق ہے مگر ان پر نہیں جو خاکسار
 ہیں ﴿۴۵﴾ اور جو یہ خیال (پیش نظر) رکھتے ہیں کہ وہ
 (آخر کار) اپنے پروردگار سے ملنے والے اور اسی کی
 طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ﴿۴۵﴾

تشریح :- اور جب مصیبت و تکلیف پیش آئے تو صبر اور نماز سے اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ صبر اور نماز دہری روحانی قوتیں ہیں جن سے اصلاح نفس اور انقلاب حال میں مدد لی جاسکتی ہے۔ یعنی خدا کی طرف رجوع ہو کر مدد لینا چاہیے مگر نماز ایک ایسا عمل ہے جو انسان کی راحت طلب طبیعت پر بہت ہی کٹھن گزرتا ہے۔ البتہ خدا ترس انسانوں کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں جو خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر اُس کے رعبے لرزتے اور ڈرتے ہیں۔ اُس کی اطاعت و فرماں برداری کے لئے ہر وقت اور ہر لمحہ خشوع اور خضوع کے ساتھ حاضر رہتے ہیں اور انہیں یہ یقین ہے کہ ایک دن اُسی کے حضور میں حاضر ہونا ہے اگر یہاں اُس سے ٹونہ لگایا اور اُس کا دل سے دم نہ بھرا تو روز جزا میں کیا منہ دکھائیں گے ایسے لوگوں پر یہ عمل کٹھن نہیں ہوتا ہے۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۱۹ واں رکوع ۴۳ میں آیت۔
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا
 بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا
 عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿۴۵﴾ مسلمانو! تم کو کسی طرح مشکل پیش آئے تو اس کے

بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ
مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۳﴾

مقابلے کے لئے، صبر اور نماز سے مدد و بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے ﴿۱۵۳﴾ نماز کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ذکر و فکر سے رُوح کو تقویت ملتی ہے جس شخص یا جس جماعت میں یہ دو قوتیں پیدا ہو جائیں گی وہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتی۔

۱۳۷
چودھواں پارہ سورہ نحل کا ۱۷۱ و ۱۷۲ رکوع ۱۲۶ و ۱۲۷ آیت :-

وَأَنْ عَاقِبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ
مَا عُوِّقْتُمْ بِهِ طَوْلِينَ صَابِرْتُمْ
لَهُمْ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿۱۲۶﴾

اور اگر تم (کسی سے) بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی لو جتنا کہ تمہارے ساتھ سلوک کیا گیا ہو۔ اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے ﴿۱۲۶﴾

۱۳۸
تیسرے پارہ سورہ رعد کا تیسرا رکوع ۲۲ و ۲۳ آیت :-

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ
رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ
أَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَ
عَلَانِيَةً وَيَذَرُونَ بِنَا
لِحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ أُولَٰئِكَ
لَهُمْ عِزِّي الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنَّاتُ
عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ
مِنْ آبَائِهِمْ وَآزْوَاجِهِمْ وَ
ذُرِّيَّتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدُ
خُلُوقَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾

اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے پروردگار کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے (دنیاوی تکلیفوں پر) صبر کیا اور نمازیں پڑھیں اور ہم نے جو ان کو رزق دیا تھا اس میں سے چپکے (چپکے) اور ظاہر (ظہور خدا کی راہ میں) خرچ کیا اور برائی کے مقابلے میں (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کی دنیا کا انجام (بخیر) ہے ﴿۲۲﴾ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ (آپ بھی) جائیں گے اور ان کے بڑوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو جو نیک کار ہوں گے (سب ان کے ساتھ جائیں گے) اور (جنت کے ہر) دروازے سے فرشتے ان کے پاس

۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷

سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ
فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (۲۳)

اگر (۲۳) اُن سے سلام علیک کریں گے (اور کہیں گے کہ
دنیا میں، جو تم صبر کرتے رہے ہو اسی کا صلہ ہے سو) ماشاء
اللہ، تمہارا (کیسا) اچھا انجام ہوا (۲۳)

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۱۹ واں رکوع ۱۵۵ ویں آیت :-

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ
وَالْجُوعِ وَالْقَصْرِ مِنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَنْفُسِ وَالْأَمْوَالِ ط
بَشِيرًا صَابِرِينَ (۱۵۵) الَّذِينَ
إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا
لَوْ أَنَّا تَلَّيْنَا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ
رَاجِعُونَ (۱۵۶) أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ
صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ
وَإِلَّا تَلَّيْنَا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ
رَاجِعُونَ (۱۵۶) أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ
صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

اور البتہ ہم تم کو تھوڑے سے خوف اور بھوک سے اور
مال اور جان اور پیداوار (ارضی) کی کمی سے آزمائیں گے
اور (اے پیغمبر، صبر کرنے والوں کو) خوشنودی خدا اور
کشائش کی، خوش خبری سنا دو (۱۵۵) لوگ جب ان پر
مصیبت آ پڑتی ہے تو بول اٹھتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے
ہیں رہم کو جس حال میں چاہے رکھے، اور ہم اسی کی طرف
لوٹ کر جانیا لے ہیں تو وہ ہم کو ہمارے صبر کا اجر دیکھا (۱۵۶)
یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی عنایت اور رحمت

ہے اور یہی راہ راست پر ہیں (۱۵۶)

تشریح :- اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ محبوب حقیقی کی راہ میں محبت کا دم بھرنے والوں
متوکل اور ثابت قدم رہنے والوں کا ہم کہہ اس طرح امتحان لیں گے کہ کھرے کھوٹے میں
انتیاز ہو جائے۔ ایمان کے دعویٰ داروں کو بھوکا پیاسا رکھیں گے اور ان کے جان و
مال کا نقصان بھی کریں گے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ان کی زندگی راہ مولا میں قربان
ہو جائے۔ تو اے لوگو! یہ نہ سمجھو کہ ان کی محنتیں اکارت گئیں۔ بلکہ وہ اپنی روحانیت
سے کام لیتے رہیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ صرف ایثار و قربانی اور تسلیم و رضا کا شیوہ
اختیار کرنے والوں کو ہی دینی و دنیوی مقاصد میں کامیاب سمجھا جاتا ہے اور یہی لوگ
الغامت الہی کے مستحق ہوا کرتے ہیں جو ہر حال میں صبر کرنے والے ہیں۔ کیونکہ اللہ صبر
کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

دسواں پارہ سورہ توبہ کا گیارہواں رکوع ۸۴ ویں آیت :-

وَلَا تَصِلْ عَلَىٰ أَحْسَنِ
مِنْهُمْ مَّاتٍ أَبَدًا وَلَا

اور (اے نبی!) ان (منافقوں) میں سے کوئی امر جائے
تو تم اس کے جنازہ پر ہرگز نماز مت پڑھو۔ اور اس کی

تَقْمُ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ
وَدَسُّوْا لَهُ وَمَا تُوُوْا وَهُمْ

قبر پر کھڑے بھی مت ہو۔ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے انکار کر دیا ہے۔ اور حالت انکار ہی میں

مرے ہیں (۸۲)

فَسِقُوْنَ (۸۳)

تشریح :- سورہ توبہ کا نوواں رکوع ۶۸ ویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافقوں اور منکروں کے بارے میں ہماری وعید ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔ یہاں اس آیت میں ارشاد فرماتا ہے کہ اے پیغمبر اگر منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو تم اس کے جنازہ کی نماز تک نہ پڑھو اور اس کے قبر پر کھڑے ہو کر اس کے لئے دعائے مغفرت بھی نہ مانگو کیونکہ میرے یہاں ان کی مغفرت اس لئے نہیں ہے کہ وہ فاسق و کافر مرے ہیں اور ان لوگوں سے دوزخ کی آگ کا قرار داد ہو چکا ہے کہ یہ لوگ اس دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے ساتھ کسی طرح کی رعایت بھی نہ کی جائے گی۔

یہاں لفظ (لَا تَقْمُ عَلَى قَبْرِهِ) اس کی قبر پر کھڑے مت ہو، سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبر پر کھڑے ہو کر کسی متوفی کے لئے مغفرت کی دعا مانگنا ناروا نہیں اگر سرے سے ناجائز یا ناروا حرکت تھی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کلیتہً قبروں پر کھڑے ہونے سے منع فرما دیا ہوتا یہاں بالخصوص منافقوں کے قبر پر کھڑے ہونے کو منع فرمایا ہے۔ اس لئے نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ مومنین کے قبروں پر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ سکتے ہیں جن بھائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی قبر گاہ پر کھڑے ہو کر متوفی کے مغفرت کے لئے دعا مانگنا یا فاتحہ پڑھنا ناروا و ناجائز ہے۔ یہاں اس آیت سے ان کے عقیدہ کا بطلان ملتا ہے۔

تیسرا پارہ سورہ آل عمران کا دوسرا رکوع ۱۹ ویں آیت :-

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ
وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوْتُوا الْكِتَابَ
إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ
بِخِيَابِ بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ
بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ
الْحِسَابِ (۱۹)

دین (حق)، تو خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے۔ اور اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) نے جو دین حق سے، مخالفت کی تو (حق بات) معلوم ہونے کے بعد (کی اور) آپس کے ضد سے (کی) اور جو شخص خدا کی آیتوں سے منکر ہو تو اللہ کو (اس سے) حساب لیتے اور اس کو

نا فرمانی کی نرا دیتے، کچھ دیر نہیں لگتی (۱۹)

تشریح :- ہماری دینی روش جس کا نام اسلام ہے اس روز سے انسان کا

دین چلا آ رہا ہے جبکہ انسان پیدا کیا گیا ہے اور تمام انبیاء کرام صرف اسی ایک ہی دین کی تعلیم دیتے چلے آئے ہیں۔ باقی رہا یہود و نصاریٰ اور دوسری امتوں کے باہمی اختلاف۔ سو یاد رکھو کہ وہ اختلافات نہ خدا کے طرف سے تھے اور نہ نبیوں کی تعلیمات تھیں اور نہ ان پر نازل کردہ کتابوں سے پیدا ہوئے۔ بلکہ وہ ان امتوں کے بعض لوگوں کی باہمی ضد اور عناد کا نتیجہ تھا جس کا اثر ان کے تمام افراد پر پڑا۔ دیکھو انے امت محمدی تم بھی کہیں بھولے سے ایسی غلطی میں پڑو بلکہ ہمیشہ یہی اعلان کرو کہ ہم اللہ کے فرماں بردار ہیں اور صرف ان لوگوں کے ساتھ ہیں جو ہماری طرح اس کے فرمانبردار بندے ہیں۔ اگر تم یہودی ہو تو کوئی ہرج نہیں۔ عیسائی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر کسی اور گروہ سے تعلق رکھتے ہو تو بھی کوئی ڈر نہیں۔ آؤ سب مل کر اللہ کے فرماں بردار بن جائیں۔ فرماں برداری کیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے انبیاء کرام کی طرح اسے روز روشن کی مانند عیاں کر دیا ہے۔ اور قرآن میں اس کا پورا پورا بیان ہے۔ لہذا آؤ سب مل کر فرماں برداری کے طریقے سیکھیں۔ اور قرآن کی تعلیم کو اپنا اصلی مقصد بنائیں۔ کیونکہ اور کوئی تعلیم زمانے کے دست برد سے بچ نہ سکی۔ مسلمانو! جو لوگ اس طریق کار پر عمل کریں گے وہی راہ ہدایت پر ہوں گے اور آخرت میں من مانی مرادیں پائیں گے اور جو لوگ اس طریق کار سے انکار کریں گے وہی لوگ عذاب الہی کے مستوجب ہوں گے۔

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا چوتیسواں رکوع ۲۵۶ ویں آیت :-

دین میں زبردستی (کا کچھ کام) نہیں۔ گمراہی سے ہدایت	لَا اِكْرَاهًا فِي الدِّينِ قَدْ
(الگ) ظاہر ہو چکی ہے تو جو جھوٹے معبودوں کو نہ مانے	تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ
اور اللہ (ہی) پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط رسی پکڑ	فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمَرْ
رکھی ہے جو ٹوٹنے والی نہیں (اور اس کا بٹیرا پار ہے)	مِنۡ اِبِلٰهٍ فَقَدْ اَسْتَمْسَكَ
اور اللہ (سب کی) سنت اور سب کچھ جانتا	بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا اِنْفِصَاٰ
	لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۵۶

تشریح :- اس آیت میں خدا کھلے لفظوں میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ دین میں زبردستی نہیں اور لوگ ہیں کہ ناحق اسلام پر تہمت لگاتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر

پھیلا یا گیا۔ اگر کسی بادشاہ نے دین کو ملک گیری کا جیلہ بنا کر ایسا کیا بھی ہو تو دین اور مذہب پر کیا الزام۔ جو کوئی خوش اعتقاد سی اور اپنی مرضی سے اللہ پر ایمان لے آئے اسی کا بیڑا پار ہے۔ کیونکہ دین کی راہ دل کے اعتقاد اور یقین کی راہ ہے اور اعتقاد دعوت و موعظت سے پیدا ہو سکتا ہے نہ کہ جبر و تشدد سے۔

۲۶ و ایاں پارہ سورہ الحجرات کا دوسرا رکوع ۱۶ و ایں آیت :-

قُلْ اَتَعْلَمُونَ اللّٰهَ بَدَّلَ لَكُمْ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
مَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يٰۤاَيُّهَا
عَلَيْكَ اَنْ اَسْمُوْا قُلُوبًا
تَمُنُّوْا عَلٰى اِسْلَامِكُمْ بَلِ
اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ
لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

داے پیغمبر، ان لوگوں سے کہو کہ کیا تم اللہ کو اپنی دین داری جتاتے ہو؟ حالانکہ جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ تو سب ہی کچھ جانتا ہے اور اللہ ہر چیز (کے حال) سے واقف ہے ﴿۱۶﴾ اے پیغمبر یہ لوگ تم پر اپنے اسلام لانے کا احسان رکھتے ہیں تم ان سے کہہ دو کہ مجھ پر اپنے اسلام (لانے) کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کا راستہ دکھایا بشرطیکہ تم دعویٰ اسلام میں سچے ہو ﴿۱۷﴾

تشریح :- وہ لوگ جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوتے ہیں ان میں سے اکثر مسلمانوں کو یہ جتاتے پھرتے ہیں کہ ہم اسلام کے دائرہ میں آئے ہیں ہم کو یہ دو اور وہ دو یا ہم سے فلاں رعایت کرو وغیرہ وغیرہ۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں سے کہہ دو کہ تم اسلام لائے ہو تو احسان کس پر کئے ہو۔ تم اس کا شکر نہیں کرتے کہ خدا نے تمہیں ایمان لانے کی توفیق دی۔ لوگوں کو جتانے سے کیا فائدہ۔ جاؤ خدا کا شکر بجا لاؤ کماؤ کھاؤ اور خدا کی راہ میں اپنی کمائی میں سے کچھ خیرات کرو۔ اور اگر مانگنا ہے تو اس سے مانگو جو زمین اور آسمان کا مالک ہے ۵

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہی کنی
بادشاہ پر یہ احسان نہ رکھو کہ تم اسکی خدمت کرتے ہو
منت شناس زد کہ بخدمت بداشتنت
بلکہ تم پر اس کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں اپنی خدمت پر رکھا،

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۳ و ایاں رکوع ۱۸۳ و ایں آیت :-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الصِّيَامُ مِمَّا كُتِبَ عَلٰى الَّذِيْنَ

مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں (یعنی اہل کتاب) پر روزہ رکھنا فرض تھا تم پر بھی فرض کیا گیا تاکہ تم بہت سے

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾
 أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ
 مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ
 فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَىٰ
 الَّذِينَ يُطِيقُونَكَ فِدْيَةٌ
 طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَرَّعَ
 خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ
 تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
 تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ
 الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
 هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ
 الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ
 شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
 وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ
 فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ
 اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ
 بِكُمُ الْعُسْرَ وَيُكَلِّمُوا الْعِدَّةَ
 وَيُكَلِّبُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ
 وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۸۵﴾

گناہوں سے، بچو ﴿۱۸۳﴾ (وہ بھی) گنتی کے چند روز (ہیں)،
 اس پر بھی جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں (ہو)، تو
 دوسرے دنوں سے گنتی (پوری کر دے)، اور جن (بیماروں
 اور مسافروں) کو کھانا دینے کا مقدر ہے ان پر (ایک
 روزے کا) بدلہ ایک محتاج کو کھانا کھلا دینا ہے اس پر
 بھی جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرنا چاہے تو یہ اس
 کے حق میں زیادہ بہتر ہے اور سمجھو تو روزہ رکھنا (بہر
 حال، تمہارے حق میں بہتر ہے ﴿۱۸۴﴾ رمضان وہ مبارک
 مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا جس میں لوگوں
 کے لئے رہنمائی اور ہدایت کی روشنی دلیلیں ہیں اور حق
 کو باطل سے، جدا کرنے والا ہے۔ پس تم میں سے جو بھی
 یہ مبارک مہینہ پائے اُس میں روزے رکھے۔ اور جو
 بیمار ہو یا سفر میں ہو (جس کے وجہ سے روزے نہ
 رکھ سکا) وہ اتنے ہی دن بعد میں روزے رکھ کر
 (گنتی) پورے کر لیں۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا
 ہے وہ تمہیں تکلیف میں ڈالنا نہیں چاہتا اور یہ
 رعایت بھی اسی لئے ہے، کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ
 کی بڑائی کرو اور ان رعایتوں پر، اس کا احسان
 مانو ﴿۱۸۵﴾

تشریح :- ان آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ جب سے دنیا قائم ہے تمام اُمتوں کو
 روزہ رکھنے کا حکم دیا جاتا رہا ہے اسی قاعدہ کلیہ کے ماتحت یہود کو بھی حکم دیا گیا تھا
 مگر وہ روزہ کے فلسفے کو بھول گئے محض رسمی طور پر دیکھا دیکھی اور شریعت کے احکام
 میں کمی بیشی کرتے ہوئے اس فریضہ کو ادا کرنے لگے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ روزے
 فرض کرنے سے اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو کھانا پینا ترک کر کے ہمہ تن پرہیزگار بننے
 اور یاد الہی میں مشغول رہنے کی مشق کرنی چاہیے کیونکہ جہاں جسم کو توانا اور تندرست

رکھنا ضروری ہے وہاں رُوح کو بھی پُرمردہ اور مُردہ ہونے سے بچانا لازمی ہے، یہاں اُمتِ محمدی کو مخاطب کرنے سے یہ عرض ہے کہ یہود اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے قابلِ التفات نہیں رہے۔ اس واسطے نہیں ان کے موجودہ دین اور ان کی موجودہ روش پر قطعاً توجہ نہ کرنا چاہیے۔ روزہ کی اصل یہ ہے کہ انسان چند روز خدا کی یاد میں غرق ہے کھانا پینا ترک کر دے۔ دن کو مطلق کچھ نہ کھائے شام و سحر صرف اس قدر غذا کا استعمال کرے جو اُس کے زندہ رہنے کے لئے کافی ہو۔ مگر جو لوگ پہلے ہی سے بیماری کی مصیبتوں میں مبتلا ہیں اور کچھ زیادہ مشقت برداشت کرنے کی تاب و طاقت نہ رکھتے ہوں انہیں زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی۔ نیز وہ لوگ جو سفر کی مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور نکان و کمزوری سے چکنا چور ہیں۔ ہر روز نیا سفر درپیش ہے اور خور و نوش و راحت و چین کی سہولت کا ان کے لئے کوئی سامان نہیں وہ بھی روزہ نہ رکھیں ہاں بعد میں قضا پوری کر لیں۔ دوسری آسانیاں یہ تھیں کہ بیمار اور مسافر کو اجازت تھی کہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں بعد کو قضا رکھ لیں اور اگر یہ مریض اور مسافر مقدور والے ہوں تو قضا بھی نہ رکھیں بلکہ روزہ پیچھے ایک محتاج کا پیٹ بھر دیں مگر بعد کو یہ حکم منسوخ ہو گیا البتہ جو شخص بہت زیادہ ناطقت ہو اور روزہ رکھنے کے قطعی نا قابل ہو تو ایسے شخص کے لئے یہ حکم اب بھی ہے۔ ہاں اگر انسان قضا روزہ رکھے اور شوق سے غریب اور مسکین کو کھانا بھی کھلائے تو وہ نوڈ علی نور ہے اور اس کے لئے بہتری کا باعث ہے کیونکہ روزے کے بدلے روزے ہوئے اور فضیلت رمضان جو فوت ہو گئی تھی اس کی تلافی کے لئے محتاج کا پیٹ بھر دیا گیا۔

پھر بتایا کہ یوں نہ سمجھو کہ انسان کے روزے سے خدا کی ذات کو کوئی نفع پہنچتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ روزہ انسان ہی کو انسان کامل بناتا ہے جب کہ حقیقی معنی میں انسان روزہ رکھے۔

یہاں ۱۸۵ آیت میں یہ بتایا کہ مختلف اُمتوں کو مختلف اوقات میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مگر مسلمانوں! تم اپنے روزے ماہ رمضان میں رکھا کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے ایک مبارک مہینہ ہے۔ دیکھو قرآن جس میں لوگوں کے لئے رہنمائی کے قوانین سیدھے سادھے احکام اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے اصول بتائے گئے ہیں وہی

ماہ مبارک میں نازل کیا گیا۔ پس اگر اس مہینے میں تم نے روزہ رکھ لیا تو برکت حاصل کر لی اور قرآن کریم کی سالگرہ بھی منالی۔ اسی طرح قرآن تاریخی پہلو سے زندہ رہے گا اور روزہ کے طفیل سے تمہاری روحانی تربیت بھی ہوگی۔ اس لئے تم اس ماہ مبارک میں روزے رکھا کرو۔ ہاں تم میں سے جو مریض ہوں وہ روزے نہ رکھیں اور اسی طرح مسافروں کو بھی تکلیف نہیں دی جاتی۔ بیمار کو تندرستی حاصل ہونے کے بعد اور مسافر اپنے قیام گاہ پر پہنچنے کے بعد اسی قدر روزے رکھ کر اس رعایت کے ملنے میں خدا کا شکر بجالائیں۔ تمہیں تنگ کرنا اور پریشانی میں ڈالنا خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔ سنو روزہ صرف کھانے پینے کو ترک کرنے کا نام نہیں بلکہ تمہیں تمام خواہشات نفسانی کو بالکل ترک کر دینا چاہیے اور ہمہ تن یاد الہی میں مشغول رہنا چاہیے۔

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۳۶ واں رکوع ۲۶۱ ویں آیت ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ
أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ
سَبْلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ وَاللَّهُ
يُضِعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ (۲۶۱)

جو لوگ اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی
خیرات کی، مثال اُس دانے کی سی ہے جس سے سات
بالیں پیدا ہوئیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ برکت
دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بڑی، گنجائش
والا (اور ہر ایک چیز کے حال سے) واقف
ہے (۲۶۱)

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يَتَّبِعُونَ
مَّا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَّهُمْ
أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ (۲۶۲)

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر
خرچ کئے بیچھے (کسی طرح کا) احسان نہیں جتاتے اور
نہ لینے والے کو کسی طرح کی، تکلیف دیتے ہیں ان کو
ان کے دئے، کا ثواب ان کے پروردگار کے ہاں ملے گا
(آخرت میں)، نہ تو ان پر کسی قسم کا، خوف (طاری) ہوگا
اور نہ وہ (کسی طرح پر) آزر دہ خاطر ہوں گے (۲۶۲)

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ
خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ تَتَّبِعُهَا

نرمی سے جواب دیدینا اور (سائل کے اصرار سے،
درگزر کرنا اُس خیرات سے بہت بہتر ہے جس کے

اَذَىٰ وَاللَّهُ غَنِيٌّ
 حَلِيمٌ ﴿۲۶۳﴾
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
 تَبْطُلُوا الصَّدَقَاتِ كَمَا بَطَلْتُمْ
 بِاللَّهِ وَالَّذِي كَالَّذِي يَنْفَعُ
 صَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ وَلَا
 يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
 فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ
 تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ
 فَتَرَكَهُ صَلْدًا إِلَّا يَقْدِرُونَ
 عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ
 لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۲۶۴﴾

(دئے، بیچھے (سائل کو کسی طرح کی، ایذا ہوا اور اللہ
 بے نیاز راہوں پر دوبار ہے ﴿۲۶۳﴾
 مسلمانوں! اپنی خیرات کو احسان جتانے اور (سائل کو)
 تکلیف دینے سے اس شخص کی طرح اکارت مت کرو
 جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے
 اور اللہ اور روز آخرت کا یقین نہیں رکھتا تو اس کی
 (خیرات کی) مثال چٹان کی سی ہے کہ اس پر کچھ تھوڑی
 سی، مٹی (ڈپڑی) ہے۔ پھر اس پر برسازور کا مینہ اور اس
 کو سپاٹ کر کے بہ بہا، گیا جو کچھ انھوں نے کمایا اس
 پر وہ کچھ اختیار نہیں رکھتے اور اللہ کافر قوم کو ہدایت
 نہیں فرماتا ﴿۲۶۴﴾)

تشریح :- یہاں سخاوت کے فضائل کو وضاحت سے بیان کرنے کے بعد کچھ
 خفیف سا اشارہ یہودیوں کی طرف ہے۔ فرمایا دیکھو تم ان کے نقش قدم پر نہ چلنا
 یہود خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے معاملے میں بڑے بخیل واقع ہوئے تھے جس
 کے سبب سے ان کی روحانیت فنا ہو چکی اور وہ انسانیت کا جوہر کھو چکے۔ تم
 ان کی طرح مال و متاع کی محبت میں نہ پھنسنا بلکہ تمہیں خوب کمانا اور دل کھول کر
 نیک کاموں میں خرچ کرنا چاہیے۔ مال و دولت کماؤ اور قوم و ملت کی بہبودی
 اور پائیداری پر خرچ کرو۔ زندگی کا یہی راز ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ خلوص دل
 سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص نے زمین میں ایک دانہ
 بویا اور سات سو دانے حاصل کئے بلکہ بعض مرتبہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ مل
 جاتا ہے۔ مگر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اسی صورت میں فائدہ ہوتا ہے جب
 اس میں کسی طرح کی ریاکاری کا شائبہ نہ ہو اور نہ بعد میں کسی طرح کا احسان بتایا
 جائے۔ وہ لوگ جو خدا کی راہ میں دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں ان کا تمام
 کیا کرایا اکارت جاتا ہے۔ خدا کو روپے پیسے کی ضرورت نہیں بلکہ تمہاری

خلوص نیت کی ضرورت ہے۔ دیکھو اگر تم صرف اللہ کو خوش کرنے اور اپنی روحوں کو دکھ درد سے بچانے کے خیال سے اپنی دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو تمہارے اعمال اس سدا باغ بہار کی طرح ہوں گے جو کبھی خشک نہ ہو۔ اس کے برعکس اگر ریاکاری ایزادہی اور نفس پرستی کے خیال سے خرچ کرو گے تو ہمیشہ گھائے میں رہو گے اور کوئی نفع نہ ہوگا۔

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۳۷ واں رکوع ۲۶۷ و ۲۶۸ آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا
مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَرِمَا
أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ
وَلَا تَيْسَمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ
تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ
إِلَّا أَنْ تَغِضُّوا فِيهِ وَاعْلَمُوا
أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾

مسلمانو! اپنی حلال کمائی اور ان حلال چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے واسطے زمین سے نکالی ہیں تو ہماری راہ میں خرچ کرو۔ ناقص چیزیں دینے کا ارادہ بھی نہ کرو (غضب ہے) کہ تم (ہماری راہ میں) ایسی رومی چیز خرچ کرو حالانکہ (وہی چیز کوئی تم کو دینی چاہے تو) تم اس کو (کبھی خوش دلی سے) نہ لو مگر یہ کہ (ویدہ وانستہ) اس کے لینے میں چشم پوشی کرو اور یہ جانے رہو کہ اللہ بے

نیاز (اور) سزاوار حمد و ثنا ہے ﴿۲۶۷﴾

الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ
وَيَا مَرْكُمُ بِالْفُحْشَاءِ وَاللَّهُ
يَعِدُّكُمْ مَغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا
وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾

شیطان تمہیں تنگدستی سے ڈراتا ہے اور برے کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اور اللہ اپنی طرف سے (گناہوں کی) معافی اور برکت کا تم سے وعدہ فرماتا ہے اور اللہ (بڑی) گنجائش والا (اور سب کے حال سے) واقف ہے ﴿۲۶۸﴾

إِنْ تَبَدُّوا وَالصَّدَقَاتِ فَنِعْمًا
وَأِنْ تَخَفَوْهَا وَتَوَلَّوْهَا الْفُقَرَاءُ
فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ
مِّن سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٦٩﴾

(لو گویا) اگر خیرات ظاہری طور سے دو تو وہ بھی اچھا کہ اس سے خیرات کے علاوہ دوسروں کو بھی ترغیب ہوتی ہے اور اگر اس کو چھپاؤ اور حاجتمندوں کو دو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے (کیونکہ اس میں شہرت اور نمود کا دخل نہیں ہوتا) اور (ایسا دینا) تمہارے گناہوں کا کفارہ ہوگا اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے

باخبر ہے ﴿۲۶۹﴾

تشریح: چھتیسواں رکوع میں صدقہ و سخاوت کی فضیلت بتا کر ان پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی تھی اور یہاں کارہی کی خیرات یا صدقہ کے بڑے نتائج سے خبردار کر کے محض خلوص دل سے غریبوں اور مسکینوں کی امداد کرنے کی تلقین کی گئی تھیں۔ اس رکوع کے ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کی راہ میں صرف عمدہ اور وہی چیز دینی چاہیے جو چیز تم خود اپنے لئے پسند کرو۔ ایسا نہ کرو کہ جو چیز نکمی اور بیکار ہو اسے خیرات کے نام سے محتاجوں کو دیدو اور سمجھو کہ اس طرح تم نے ثواب کمایا۔ اللہ کی راہ میں وہی چیز دینی چاہیے جو انسان کو خود اپنے لئے پسند ہو۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بردیگراں ہم پسند یعنی جو چیز تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے دوسروں کے لئے بھی مت پسند کرو۔ خیرات کے وقت ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھا کرو۔

قوم کی امداد میں خرچ کرنے اور غریبوں کی مدد کرنے سے انسان غریب نہیں ہو جاتا صدقہ اور خیرات کرنے سے خود اپنی ذات اور دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے نہ کہ خدا کا اس میں ذاتی فائدہ ہے اور نہ ہی رسول کا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے۔ اب اگر تم پوچھو کہ اللہ کے نام پر کیا دینا چاہیے تو اس میں تم پر کسی طرح کی خاص پابندی عائد نہیں کی جاتی۔ تمہیں اپنے حلال کمائی میں سے اور اپنی زمین کے پیداوار میں سے جو کچھ بھی میسر آئے دے سکتے ہو مگر اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ خدا کے نام پر نکلتی اور ردی چیزیں نہ دیا کرو بھلا خداوند تعالیٰ تمہاری اس قسم کی چیزوں کو کیوں قبول کرنے لگا ہے جبکہ تمہیں کوئی ایسی ردی چیز دے تو تم اس کو قبول نہیں کرتے بلکہ ناراض ہو جاتے ہو۔ خدا بھی اسی طرح نکمتی چیزوں کی سخاوت پر کوئی اجر نہیں دیتا۔ اس بات کو بھی یاد رکھو کہ اگر تم اپنی حلال کمائی میں سے ہماری راہ میں غریبوں کی امداد یا اسلامی فوج کی مدد جو صرف تحفظ اور اشاعت اسلام کی نگرانی کے لئے رکھی گئی ہو یا قومی کام کی معاونت کے واسطے خرچ کرو گے تو ہرگز یہ نہ سمجھو کہ تم غریب ہو جاؤ گے بلکہ اس طریق کار سے تمہاری کمائی میں برکت ہوگی۔ قوم کی دھاگ بندھے گی۔ اسلامی حکومت کی بنیاد مضبوط ہوگی۔ دشمنان اسلام مقابلے کی جرأت نہ کریں گے اور تمہاری افراد خوش حال اور مطمئن ہو کر بہتر سے بہتر کام کرنے کے قابل ہوں گے۔ سنو یہ ضروری نہیں کہ صدقہ پوشیدہ طور ہی سے دیا جائے اور

نہ یہ کہ لوگوں کو دکھا کر دیا جائے بلکہ مناسب حال اور جو صورت بہتر ہو اس پر عمل کرنا چاہیے ہاں اتنی بات ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ ریاکاری نہ ہو۔ زکوٰۃ صرف انہیں مسلمانوں کو دو جو تمہیں مستحق نظر آئیں اور خود کمانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور مسکین ہوں۔

چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا دسواں رکوع ۹۱ ویں آیت :-

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا
مِمَّا تَحِبُّونَ ۗ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ
شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهِ

عَلِيمٌ ﴿۹۱﴾
تشریح :- یاد رکھو کہ تم نیکی کا درجہ کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم میں یہ

بات پیدا نہ ہو جائے کہ مال و دولت میں سے جو کچھ محبوب رکھتے ہو اسے راہ حق میں خرچ کرو۔ اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو وہ اللہ کے علم سے چھپا نہیں ہے یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ وہ چیز جو تم راہ مولا میں دیتے ہو وہ تمہیں محبوب ہے یا نہیں۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۶ و ۱۱ رکوع ۲۱۵ ویں آیت :-

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۗ
قُلْ مَا أَنفَقْتُ مِنْ خَيْرٍ
فَلِلّٰهِ الدّٰنِ وَالْاٰقْرِبٰنِ
وَالْيَتٰمٰى وَالْمُسْكٰنِ وَابْنِ
السَّبِيْلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

(اے پیغمبر!) تم سے (لوگ) پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں، کیا خرچ کریں تو ان کو، سمجھا دو کہ (خیر خیرات کے طور پر، جو مال بھی خرچ کرو تو وہ تمہارے) ماں باپ کا حق ہے (ماں باپ کو زکوٰۃ اور دوسرے صدقات واجبہ دینا درست نہیں۔ یہاں اس آیت میں نفلی خیرات کا بیان ہے، اور قریبی رشتہ داروں کا، یتیموں کا مسکینوں کا اور مسافروں کا جو کچھ بھی نیک کام کرو گے سو اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے (وہ اس پر ثواب دے گا) مصارف خیرات کی تو تشریح فرمادی اور مقدار کی نسبت لوگوں کی ہمت پر چھوڑ دیا کہ جتنا گڑا لو گے اتنا ہی بیٹھا ہوگا۔

سورہ الاعراف میں تمام مشہور انبیائے کرام کے حالات اور واقعات اور ان کی تعلیمات کا پتھر پیش کیا گیا۔ اور پیغمبر اسلام کو یہ بھی بتا دیا گیا کہ جس طرح اگلے

انبیاء اور ان کے ہدایت پر چلنے والوں کو اذیتیں پہنچانی گئیں اسی طرح اے محمد تمہیں اور تمہارے اتباع کرنے والوں کو بھی پہنچائیں گے۔ اور دشمنان اسلام و مخالفین ہرگز یہ نہ چاہیں گے کہ ہر طرف تمہارے خدا کا دین پھیل جائے۔ اس لئے سورہ انفال میں ان تمام مشکلات کا حل بتایا گیا ہے جو دشمنان اسلام اور مخالفین کی طرف سے مسلمانوں کو پیش آنے والی تھیں۔ اور مسلمانوں کو ایک ایسا کارگر عمل بتایا گیا کہ جب تک وہ اس پر قائم رہیں گے دنیا کی کوئی بھی طاقت ان کے مقابلہ کا حوصلہ نہ کر سکے گی۔ اس سے قبل سورہ آل عمران میں مسلمانوں سے خطاب ہو چکا ہے۔

لِنَاسٍ تَامُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

یعنی لوگوں کی رہنمائی، کے لئے جس قدر اُمّتیں پیدا ہوئیں ان میں تم (مسلمان) سب سے بہتر ہو کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے (کاموں) سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ مگر کیا ہم مسلمان خَیْرَ اُمَّتٍ کے بنا پر اپنے اپنے فرائض کو پورا کرتے ہیں؟ افسوس ہم ایسے ایسے گندے کاموں میں مبتلا ہیں کہ خدا کی پناہ۔ ہم غیروں کو بُرائی سے کیا روکیں گے اور کیا ہدایت کریں گے جبکہ ہم خود ہی گمراہی اور سیاہ کاری میں مبتلا ہیں۔

یہ جان لو کہ قرآن نے جنگ کا قدم نہیں اٹھایا اور نہ وہ داعی امن ہو کر کبھی اٹھا سکتا تھا لیکن جب دین الہی کی اشاعت کرتے کرتے سردارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چودہ سال گزر گئے اور مخالفین کی ریشہ دوانیاں روز بروز بڑھتی چلی جا رہی تھیں کیونکہ اسلام سے دشمنوں کی مخالفت نہ کسی ملک گیر کی بنا پر تھی نہ کسی خاص فرد یا جماعت سے تھی۔ بلکہ صرف اس بنا پر تھی کہ لوگ اپنے پچھلے عقائد چھوڑ کر کیوں نئے اعتقاد قبول کر رہے ہیں یعنی محض اختلاف عقائد کی بنا پر دشمنانِ اسلامی جماعت کو نیست و نابود کر دینا چاہتی تھیں۔ اس لئے مسلمانوں کو حکم ہوا کہ دیکھو اگر بحیثیت قوم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنی مدافعت کرو اور جب دشمن مقابلے پر آئے تو ایسے ڈٹ کر لڑو کہ دشمن کی تمام طاقتیں چور چور ہو کر رہ جائیں تاکہ فتنہ و شرارت کی چنگاریاں پھر کبھی فروغ نہ پاسکیں۔ چنانچہ مسلمانوں کو سب سے پہلے بدر کی لڑائی پیش آئی۔ پس سورہ انفال میں جنگ بدر کے پورے حالات اور قوانین جنگ پر پوری بحث ہو مسلمانوں نے جب تک قرآن پاک کی تعلیم پر عمل کیا دنیا کی تمام تمدنی طاقتیں

اُن کے سامنے سرنگوں ہو گئیں۔ محمد بن قاسم سترہ سال کا ایک نوجوان لڑکا تھا مگر اپنے سینے کے اندر تعلیمات اسلام کا صحیح مرقعہ رکھتا تھا اس نے اس وقت جب کہ سوائے عرب کے تمام دُنیا۔ اسلام اور مسلمانوں کی جانی دشمن تھی۔ صرف چھ ہزار سوار اور تین ہزار پیادہ مسلمان رضا کاروں کی مدد سے ہندوستان اتنے بڑے ملک میں حملہ کر دیا اور کراچی سے لیکر ملتان تک تمام علاقہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور دین اسلام کا پرچم ملک عرب سے لیکر ہندوستان کی سرزمین پر لہرا دیا جس کی یادگار رہتی دُنیا تک روشن رہے گی۔

یہ ثمرے ہیں اُن کی جواں مردیوں کے نتیجے ہیں آپس کی ہمدردیوں کے (حالی)

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۶ واں رکوع ۲۱۶ ویں آیت :-

کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ
كُرْهُكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ
تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا
وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ
وَإِنَّكُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۲۱۶)

(مسلمانو!) تم پر جہاد فرض کیا گیا اور وہ تم کو ناگوار بھی
گزرے گا اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ
تمہارے حق میں بہتر ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی
لگے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا
ہے اور تم نہیں جانتے (۲۱۶)

تشریح :- اگرچہ خدا کی راہ میں جہاد کرنا اور تمہیں یہ مار کاٹ بُری معلوم ہوتی ہے
لیکن یہی چیز تمہاری حیات قومی کی اساس اولین ہے۔ اگر تم غور و فکر سے کام لو۔
اور اپنی ذہنیت کو مجاہدانہ بنا لو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۱۹ واں رکوع ۱۵۴ ویں آیت :-

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ط

اور جو لوگ اللہ کے راہ میں مارے جائیں اُن کو
مرا ہوا نہ کہنا (وہ مرے نہیں) بلکہ وہ زندہ ہیں مگر

۱۔ جہاد فرض ہے جبکہ اُس کے شرائط پائے جائیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ فرض دو طرح کا ہوتا ہے
ایک فرض عین اور دوسرا فرض کفایہ۔ اگر دشمنان اسلام زبردستی مسلمانوں پر چڑھ آئیں تب تو
جہاد فرض عین ہے ورنہ فرض کفایہ۔

بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿۱۵۷﴾ (ان کی زندگی کی حقیقت، تم نہیں سمجھتے ﴿۱۵۷﴾)

تشریح :- اس آیت میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ حق و صداقت کو قبول کرنے والے مومنوں کو شرارت پسند طبقہ یعنی مخالفین و مشرکین سے ہر وقت تکلیف اور اذیت پہنچا کرتی ہیں۔ فتنہ و فساد کرنے والے راہِ راست سے پھر جانے والے اور تعلیمات خداوندی سے انکار کرنے والے لوگ اکثر مسلمانوں کو اذیت پہنچاتے ہیں ان کا مقصد صرف یہ ہوا کرتا ہے کہ مسلمان اور دین اسلام دنیا میں فروغ نہ پالیں ایسے حالات میں ان خدا ترس فرماں برداروں کو چاہیے کہ وہ نہایت ثابت قدم اور مستقل مزاج رہیں اور ظاہراً و باطناً حق بندگی کو ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ اس امر کے پابند لوگ ہمیشہ روحانی قوت سے مسلح رہتے ہیں۔ اور خدا ایسے لوگوں کو ضرور مدد بھی کرتا ہے۔ خدا کے فرماں برداروں کو اگر ایسے بدکرداروں اور منکروں سے لڑنا بھی پڑے تو مضائقہ نہیں۔ اور ایسے ہی جنگ کو جہاد فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے۔ اور اگر وہ نیک لوگ اس لڑائی میں مارے جائیں تو تم یہ سمجھو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ ایسے مقتول کو شہید کہا جاتا ہے اور اس کے متعلق گو یہ کہنا کہ وہ مر گئے صحیح اور جائز ہے لیکن اس کی موت کو دوسرے مردوں کی سی موت سمجھنے کی مخالفت کی گئی ہے اس لئے کہ خدا کی راہ میں سرکٹانے والوں کو ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے اور روحانی طریقہ پر اشاعت اسلام کے لئے وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں مگر ہمارے حواس زندگی کو یہ طاقت نہیں کہ اس حیات ابدی کو سمجھ سکے۔

چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا ۱۷۱ واں رکوع ۱۶۹ ویں آیت :-

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿۱۶۹﴾
 اور (اے پیغمبر) جو لوگ اللہ کے رستے میں مارے گئے ہیں ان کو مرا ہوا خیال نہ کرو یہ مرے نہیں، بلکہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے (جاگتے موجود) ہیں (اس کے خوانِ کرم سے) ان کو روزی ملتی ہے ﴿۱۶۹﴾

دسواں پارہ سورہ انفال کا ۱۰۹ واں رکوع ۶۵ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ

اے پیغمبر مسلمانوں کو دُکافروں کے ساتھ لڑنے پر اکساؤ کہ اگر تم (مسلمانوں) میں سے ثابت قدم رہنے

عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُونَ
 مَا نَعْتَبِينَ؟ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ
 مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ
 الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ

والے نبی بھی ہوں گے (تو وہ، دو سو (کافروں) پر غالب
 رہیں گے اور تم (مسلمانوں) میں سے (ایسے) سو ہوں گے
 تو ہزار کافروں پر غالب رہیں گے کیونکہ یہ (کافر) ایسے
 لوگ ہیں جو دراجر عاقبت کو سمجھتے نہیں۔

لَا يَفْقَهُونَ ۝۶۵

تشریح :- فرمایا کہ اے پیغمبر! مسلمانوں کو سنا دو کہ اب جبکہ وہ کم تعداد میں
 ہیں اور ہر طرف دشمن ہی دشمن نظر آ رہے ہیں جو تمہاری ہستی کو فنا کر دینے پر تیلے
 ہوئے ہیں تو تمہیں بھی چاہیے کہ تم اپنی قومی عزت و وقار کو قائم رکھتے ہوئے
 بحیثیت قوم و مذہب زندہ رہو اور اپنے اندر ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کرو اور
 جہاد کے لئے تیار رہو۔ اگر تم اللہ کی راہ پر ثابت قدم رہ کر مدافعت کرو گے تو یقینی طور
 پر تمہارا ایک فرد کافروں کے دس افراد پر غلبہ حاصل کرے گا اور تم فتح مند اور کامیاب
 ہو گے۔ کیونکہ منکرین اور مشرکین لوگ اسلامی وحدت اور اجتماع ملی سے ناواقف
 اور تم اس چیز کے شیدا۔ وہ ذاتی غرض کے حاصل کرنے کی فکر میں اور تم مقصد حیات
 پر مہرٹنے والے۔ اُن کا بھروسہ دنیاوی اسباب پر اور تمہارا محض اللہ کے توکل پر۔ وہ
 صدہا معبودانِ باطل سے ڈرنے والے اور تم ایک ہی خدا کے در پر سر نیازم کرنے
 والے اور توحید کا لغزہ لگانے والے۔ تم ہو

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے

سرا حکام دیں پر جھکا دینے والے خدا کے لئے سرکٹا دینے والے

ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے

فقط ایک اللہ سے تم ڈرنے والے (حالی)

اب تم خود ہی سمجھو کہ بھلا وہ تمہارا کیا مقابلہ کریں گے۔ تم جس قدر ایمان و ایقان
 سے زیادہ بہرہ ور ہو گے اسی قدر زیادہ مضبوط و بہادر بنو گے اور وہ جس قدر
 زیادہ کفر پر اصرار کریں گے اسی قدر زیادہ بزدل اور پست ہمت ہوں گے۔ اے
 مسلمانو! جہاد و قتال کی غرض کیا ہے؟ یاد رکھو کہ اس کی غرض صرف مخالفین اور
 مشرکین کی طاقت کو پاش پاش کرنا اور کفر و الحاد کو دنیا سے مٹانا ہے۔ جہاد

کی غرض یہ نہیں کہ تم تخت و تاج حاصل کرو۔ مال و دولت لوٹو۔ قیدیوں کے عوض روپیہ پیسہ لے کر انھیں چھوڑتے جاؤ اور دولت کماؤ اور تکہ ملک گیری مقصد ہو بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ صرف اللہ اور اس کے دین کے خاطر جہاد کرنا اس کا کلمہ اُتجا کرنا اور بس!

وسواں پارہ سورہ توبہ کا چھٹا رکوع ۳۸ ویں آیت :-
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ آفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِذَا قُلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَنْ أَرْضِيْتُمْ وَالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ (۳۸) إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۗ وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۳۹)

اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) نکلو تو تم زمین پر گرے چلے جاتے ہو کیا تم آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کر بیٹھے ہو؟ دنیاوی زندگی کا مال و متاع (تو) آخرت کے مقابلہ میں بیچ ہے (۳۸) اگر تم بلائے جانے پر بھی راہِ خدا میں لڑنے کے لئے، نہ نکلو گے تو خدا تم کو بڑا سخت سزا دے گا۔ اور تمہارے بدلے کسی اور دوسری قوم کو لے آئے گا۔ اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے (۳۹)

تشریح :- ان آیات کریمہ کا تعلق اس لڑائی سے ہے جس کو غزوہ بتوک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بتوک ایک مقام ملک شام میں ہے جہاں روم کی عملداری تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کر چکے تھے۔ مشرکوں کا زور و طاقت دب چکا تھا۔ یہود اور نصاریٰ ملک عرب سے بھاگ رہے تھے کہ روم کے عیسائیوں کو مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی قوت سے بہت اندیشہ ہونے لگا۔ اسی بنا پر انھوں نے اپنے قیصر کے ماتحت چالیس ہزار شکر جبار بتوک میں جمع کیا۔ اور مسلمانوں کے مرکز یعنی مدینہ منورہ پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کی جمیعت کو توڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو اپنے ملک گیری یا لڑائی کے غرض سے نہیں بلکہ صرف رومیوں کے حوصلے پست کرنے

کے لئے صحابہ کرام کو جمع کر کے فرمایا کہ تم نے جس شجر اسلام کو اپنے خون سے سینچا ہے اُسے آج قیصر روم جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا ہے۔ دیکھو تم اپنی قومی اتفاق کو بکھرنے نہ دو اور دشمن کو یہ موقع ہی نہ دو کہ وہ یہاں تک آسکے۔ آپ کو صرف یہ منظور تھا کہ کچھ ادھر سے سبقت ہو اور رومیوں کو دھکی ہو چنانچہ آخر تک لڑائی بھڑائی ہوئی بھی نہیں۔ مگر یہاں تو ایک دنیا قیصر روم کے نام سے لڑاں تھی کسی کو اُس کے مقابلے کی تاب نہ تھی۔ مسلمان بھی گھبرائے اور بعض منافقوں نے جہاد پر جانے سے بچنے کے لئے جیلے اور بہانے تراشے شروع کر دئے۔ کسی نے کمزوری اور بیضعفی کا عذر پیش کیا تو کوئی گرمی کی شدت کی آڑ لینے لگا تو کسی نے کہا کہ میرے پاس لڑائی کا سامان نہیں ہے۔ الغرض بعضوں نے چاہا کہ کسی بہانے سے بھی جہاد پر جانے سے بچ جائیں کیونکہ قیصر روم کا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور کہا گیا کہ مسلمانو! تمہیں ہو کیا گیا ہے جو لڑائی کا نام سن کر زمین کے ساتھ پیوند ہو رہے ہو۔ تمہیں اپنے عزیز واقارب اپنا مال و اسباب اور اپنی جانیں جہاد فی سبیل اللہ سے کیوں زیادہ محبوب ہو رہی ہیں؟ دیکھو! خدا کی فرماں برداری و رسول کی پیروی اور آخرت کے انعامات کے مقابلے پر یہ ہماری دنیاوی چیزیں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اگر تم نے تلوار کو چھوڑ دیا دشمن کے مقابلے سے مٹھ موڑ لیا اور جہاد سے جی چرایا تو یاد رکھو تمہاری قومیت پاش پاش ہو جائے گی اور کسی ایسی قوم جو تلوار کی دھنی ہوگی اور لڑائی سے نہ گھبرائے گی تمہاری جگہ لاکھری کر دی جائے گی۔ اور تم ان کے ماتحت ذلیل اور رسوا کن زندگی بسر کرو گے۔ اور ان کا تم کچھ بھی بگاڑ نہ سکو گے۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۳۲ وان رکوع ۲۴۳ ویں آیت :-

اَلَمْ تَدْرٰى اَنَّ اللّٰهَ يَخْرُجُ	(اے پیغمبر! کیا تم نے ان لوگوں کے حال پر غور نہیں
مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اَلُوْفٌ	کیا جو موت سے بچنے کے لئے گھروں سے نکل بھاگیں
حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ	حالانکہ وہ لوگ ہزاروں کے تعداد میں تھے پس اللہ
اللّٰهُ مَوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَا هُمْ	نے حکم فرمادیا کہ مر جاؤ رتب مر گئے، پھر انہیں زندہ
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلٰى النَّاسِ	کر دیا کیونکہ موت و حیات کا معاملہ اللہ کے حکم پر

وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۲۳۳﴾
 موقوف ہے، بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بے حد فضل کرنے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس کے شکر گزار نہیں ہوتے ﴿۲۳۳﴾

تشریح :- اس آیت میں بنی اسرائیل کی ایک عبرت ناک مثال بیان فرمائی ہے اور واضح کر دیا کہ جب کسی قوم میں اخلاقی کمزوریاں - بزدلی اور موت کا خوف پیدا ہو جائے تو وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹ جایا کرتی ہے۔ اور اگر پھر وہ اپنی حالت کو درست کر لیں اور کمزوریوں کو دور کر دیں تو پھر کامیابی آکر ان کے قدم چومنے لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک مرتبہ اس قدر کمزور حالت ہو گئی تھی کہ ان کے مخالفین نے ان کو شہروں سے نکال دیا تھا حالانکہ تعداد کی رو سے یہ اسرائیلی اپنے مخالفین سے کہیں زیادہ تھے۔ مگر موت کا ڈر ان کے دلوں پر اس قدر طاری تھا کہ تمام ذلتیں گوارا کرتے ہوئے جہاد سے بھاگے آخر کار ان کی حالت وہی ہوئی جو ہونی تھی۔

نہ ثروت رہی ان کی قائم نہ عزت ہوئے علم و فن ان سے ایک ایک شخصت گئے چھوڑ ساتھ ان کا اقبال دولت میں خوبیاں ساری نوبت بنوبت (حالی) جہاد اگر چہ ظاہر اٹا گوار دکھائی دیتا ہے لیکن یہی چیز حیات قومی کے لئے اس اس اولین ہے۔ دیکھو مسلمانو! اگر تم نے یہود کا رویہ اختیار کیا تو بس پھر تمہارا بھی وہی حال ہوگا جیسا کہ ان کا ہوا۔ یہاں کسی کی شخصیت یا رعایت کا معاملہ تو ہے نہیں جو تمہیں چھوڑ دیا جائے۔

۱۔ جس مذہب میں سیاست نہیں وہ مذہب ناقص ہے۔ اور جس سیاست میں تلوار نہیں وہ سیاست ناقص ہے۔

اگر بدن میں فساد آجائے یا کسی عضو میں متعفن مادہ پیدا ہو جائے تو اس کی اصلاح ضروری ہے تاکہ باقی اعضاء محفوظ ہو جائیں پس اگر جسمانی مریض بدنی آپریشن کو مفید اور اس صورت میں ڈاکٹر کو اپنا محسن تصور کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر انسانیت کو بچانے کے لئے کچھ بدکردار انسانوں کا آپریشن کیا جائے تو وہ قابل اعتراض ہو۔

۲۸ واں پارہ سورہ الصفت کا پہلا رکوع دوسری آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ
تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿۲﴾
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا
مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿۳﴾ إِنَّ اللَّهَ
يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي
سَبِيلِهِ صَفًا كَالْفَهْمِ بُنْيَانًا
مَرْضُوصًا ﴿۴﴾

مسلمانو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم کر کے دکھا نہیں
سکتے ﴿۲﴾ (یہ بات) اللہ کو سخت ناپسند ہے کہ کہو
(سب کچھ) اور کرو (کچھ) نہیں ﴿۳﴾ بیشک خدا (تو)
اُن لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صفت
باندھ کر لڑتے ہیں اور جگہ سے نہیں ٹلتے اور اُس
حالت میں، وہ گویا ایک دیوار ہیں جس میں سیہ
پلا دیا گیا ہے ﴿۴﴾

تشریح ۱۔ مدینہ منورہ کا ذکر ہے کہ کچھ مسلمان آپس میں بیٹھے تذکرہ کر رہے تھے کہ اگر
ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں عمل خدا کو بہت زیادہ پسند ہے تو ہم اس کے کرنے میں
جان و مال سے بھی دریغ نہ کریں۔ اس پر یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ اٰلِھِمْ نَازِلٌ ہُوْنِ
مسلمانوں کے اس طرح کہنے میں دعویٰ اور اپنے نفس پر اعتماد پایا جاتا تھا جو شانِ بندگی
کے خلاف ہے اور آخر یہی ہوا کہ جو بڑھ چڑھ کر دعویٰ کرتے تھے جنگ اُحد میں بھاگ
کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص سے سخت بیزار ہوتا ہے جو زبان سے باتیں تو بہت
کرتا ہو مگر عملاً کچھ نہ ہو۔ فرماتا ہے کہ اگر تم یہ پوچھتے ہو کہ اللہ کو کون سا عمل سب سے زیادہ
پسند ہے تو بولنا۔ اللہ کو وہ لوگ بہت ہی پسند اور محبوب ہیں جو اللہ کی راہ میں اُس
کے دشمنوں کے مقابلے میں سیسے کی دیوار بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں اُن کی تعریف
یہ ہے کہ گولیاں یا تیر کھا کھا کر بدن چھلنی ہو جائے تو ہو جائے مگر ممکن نہیں کہ اپنی جگہ
پرٹس سے مس ہوں (فی الوقت) یہی فعل اللہ کو بہت پسند ہے۔

۲۸ واں پارہ سورہ الصفت کا پہلا رکوع چھٹویں آیت :-

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
يٰۤاِبْنِيْٓ اِسْرٰٓءِيْلُ اِنِّىْ رَسُوْلٌ
اَللّٰهِ اَلَيْكُمْ مِّمَّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيِّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا
اِبْرٰٓسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِىْ

اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے (بنی اسرائیل سے) کہا
کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا آیا
ہوں (یہ کتاب) تورات جو مجھ سے پہلے (نازل ہو چکی)
ہے (میں) اُس کی تصدیق کرتا ہوں اور (ایک اور)
پیغمبر کی (تم کو) خوش خبری سُناتا ہوں، جو میرے

اسْمُهُ أَحْمَدٌ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٦﴾

بعد آئیں گے (اور) اُن کا نام ہوگا احمد پھر جب وہ (احمد جن کا نام محمد بھی ہوگا) بنی اسرائیل کے پاس کھلے ہوئے معجزے لیکر آئے وہ لگے کہنے کہ یہ تو

صریح جادو ہے ﴿٦﴾

تشریح :- اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیرو بھی بڑی لمبی لمبی باتیں کیا کرتے تھے کہ ہم اُس رسول کی فرماں برداری میں کوئی بھی دقیقہ اٹھانا رکھیں گے جس نبی کی بشارت آپ ہمیں دے رہے ہیں۔ لیکن دیکھو اب جبکہ موقع آیا تو وہ کس طرح انکار کئے چلے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو سراسر جادو ہے۔

پانچواں پارہ سورہ النساء کا ۱۸ واں رکوع ۱۲۳ ویں آیت :-

لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْرِبُهُ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنْ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظَلَّمُونَ فِيهَا نَفْسًا وَلَا جَسَدًا ﴿١٢٤﴾

نہ تمہاری تمناؤں پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو شخص برا کام کرے گا وہ اس کی سزا پائیگا اور اسے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ملے گا اور نہ مددگار ﴿١٢٣﴾ اور جو شخص کوئی نیک کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور تل برابر بھی اُن کی حق تلفی نہ ہوگی ﴿١٢٤﴾

نقیضاً ﴿١٢٣﴾

تشریح :- آیات مذکورہ کا شان نزول یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان اس پر بحث چھڑ گئی کہ کون افضل ہے۔ یہود کہنے لگے کہ ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے پیدا ہوا ہے۔ ہماری کتاب بھی تمہاری کتاب سے پہلے آئی ہے اس لئے ہم اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ مسلمان کہنے لگے ہم تم سے بہت اچھے اس لئے ہیں کہ ہمارا نبی خاتم الانبیاء ہے اور ہماری کتاب تمام آسمانی کتاب کا پتھر اور بہترین کتاب ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو سنا دیا گیا کہ عمل اور ایمان کی جگہ باطل امیدوں میں مگن ہو جانا انتہائی درجے کی گمراہی ہے۔ یہود اور نصاریٰ اسی

گمراہی میں پڑ کر تباہ و برباد ہو گئے۔ یہود کہتے ہیں کہ ہم خدا کے چہیتے بندے ہیں۔ ہم پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ وہ اس غلط فہمی میں اچھے کاموں کو چھوڑ بیٹھے اور شکل ہو گئے۔ پھر عیسائی بھی یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے لئے کفارہ بنے اس لئے اب وہ جو کچھ بھی کریں ان کے لئے کوئی باز پرس نہیں۔ بخشے تو ضرور جائیں گے اس مقام پر مسلمانوں کو صاف صاف الفاظ میں تنبیہ کر دی گئی کہ دیکھو ان فضول باتوں سے کچھ فائدہ نہیں۔ تمناؤں کو سرمایہ دین بنانے سے نجات نہیں مل سکتی جو شخص خیالی تمناؤں پر رہتا ہے اور نیک عمل کے طرف متوجہ نہیں ہوتا اس کو اس کے عمل کی سزا دی جائیگی اور کوئی بھی ہستی اس کی مدد نہ کر سکے گی۔ جو شخص نیک عمل کرے اور ایمان بھی رکھتا ہو تو وہ ضرور جنت میں جائیگا۔ یہی دین حق ہے جو ابتدائے آفرینش سے چلا آرہا ہے اور اسی دین اور مذہب کی تعلیم حضرت ابراہیم خلیل اللہ دیتے رہے۔ ان آیات کا ظاہر ہوتا ہے کہ اصل شے ایمان اور عمل ہے اپنے طریقے یا اپنے مذہب کی بڑائی سے کچھ نہیں ملتا۔ اگر ایک مسلمان ایمان و عمل کے برکات خالی ہے تو اسکو وہی سزا دی جائیگی جو ایک بدکار یہود یا گنہگار عیسائی کو۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۶ واں رکوع ۲۱۴ ویں آیت :-

۴۴ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ
وَلَمْ يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا
مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ
وَ الضَّرَّاءُ وَ زُلْزَلُوا حَتَّى
يَقُولَ الرَّسُولُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا
مَعَهُ مَتَى نَصَرَ اللَّهُ الْكَافِرَاتِ
نَصَرَ اللَّهُ قَرِيبٌ ﴿۲۱۴﴾

مسلمانو! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم جنت میں جا داخل ہو گے۔ حالانکہ تم کو اب تک ان لوگوں کا سا کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ ان پر (مخالفین کے وجہ سے) ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور ان کو یہاں تک متزلزل کیا گیا کہ (اس زمانہ کے) پیغمبر تک اور ان کے ہمراہی ایمان والے سب بے ساختہ، بول اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب ہوگی

(فرمایا) اللہ تعالیٰ کی مدد بس قریب ہے ﴿۲۱۴﴾

(یہ اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان واقعات کی طرف ہے جن وقت آپ پکار اٹھے تھے "متی نصر اللہ" خدا کی مدد کب پہنچے گی۔ جس کا بیان سورہ آل عمران کے پانچویں رکوع میں ہے)

تشریح :- بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ محض زبان سے اللہ پر ایمان لے آنا ہی

کافی ہے۔ یاد رکھو کہ مومن کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ ایمان کا اقرار کر لے اور کلمہ شہادت پڑھ کر یہ سمجھ لے کہ بس اب جنتی ہو گئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ احکام الہی پر پوری طرح عمل کرے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اُن تمام مصیبتوں میں بھی ثابت قدم رہے جو حق پرستوں پر ہمیشہ سے آتی رہی ہیں۔ جب کہیں انہیں کامیابی کا امیدوار ہونا چاہیے۔

تیسرا پارہ سورہ آل عمران کا چوتھا رکوع ۳۱ ویں آیت :-

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ
لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
الرَّحِيمُ (۳۱)

اے پیغمبر! دنیا کو، سنا دو کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو۔ (اس صورت میں) اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے تمام گناہوں کو معاف (بھی) کر دے گا اور اللہ (بہت)

معاف کرنے والا مہربان ہے (۳۱)

تشریح :- اب سے لیکر رہتی دنیا تک جو لوگ محبوب خدا بننا چاہیں تو اُن کے لئے طریقہ محمدی اور شریعت اسلام پر چلنا بے حد ضروری ہے۔ ایسے اتباع کرنے والوں سے اگر کوئی غلطی سرزد ہوگی تو اُن سے اللہ پرستش کرے گا جو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ مگر جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہیں چلتے اور اس طرح شریعت کا احترام بھی نہیں کرتے وہ منکر ہیں اور منکر لوگ ہر لحاظ سے دنیا اور آخرت میں گھائلے میں رہیں گے۔

پانچواں پارہ سورہ النساء کا نوواں رکوع ۴۹ ویں آیت :-

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ
فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ
اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَ
الصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَ
الصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ
رَفِيقًا (۴۹)

اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے (تو) وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر خدا نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ لوگ (جنت میں) بڑے ہی اچھے رفیق ہیں (۴۹)

۱۰ قرآن مجید نے چار جماعتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین ۱۰

ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَىٰ
 بِاللَّهِ عَلِيمًا ۝۴۰ (۴۰) یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ ہی کا جاننا بس کرتا ہے
 کہ اس کے فضل میں کون کتنے کا مستحق ہے، (۴۰)
 تشریح :- اے لوگو! اگر تم چاہتے ہو کہ انبیاء کے مرتبے پاؤ۔ خدا کے دوستوں
 کی صحبت حاصل کرو۔ نیکیوں اور اُس کے راہ پر کٹ مرنے والوں کی صف میں جگہ
 پاؤ تو اُس کے لئے تمہیں خدا کے احکام پر چلنا اور رسول کی پیروی کرنی ضروری
 ہے ورنہ یہ عالی مقام و مرتبہ کسی طرح ہاتھ نہ آئے گا۔ فرماتا ہے کہ اس سے بڑھ کر
 فضل و رحمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ معزز ترین مرتبے اور بہترین زندگی صرف
 اُن کاموں کے انعامات ٹھہرائے جائیں جو خود انسان کی دُنیاوی زندگی میں اس کے
 لئے سرمایہٴ راحت و آرام اور سامان عیش ہوں۔

چودھواں پارہ سورہ نحل کا ۱۳۱ واں رکوع ۹۷ ویں آیت :-

مَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ
 أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ
 حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ
 اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا
 يَعْمَلُوْنَ ۝۹۷ (۹۷) فَاذَا قَرَأْتَ
 الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ
 جو کوئی نیکی کا کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت
 بشرطیکہ مومن ہو تو اُسے ہم (دُنیا میں) پر لطف و
 پاکیزہ زندگی دیتے ہیں اور جو کچھ وہ اچھے عمل کرتے
 رہتے ہیں ہم ان کا بدلہ (آخرت میں) بہت عمدہ
 دینگے (۹۷) جب تم قرآن پڑھنا چاہو تو شیطان
 مردود کے دوسوں سے پناہ مانگ لیا کرو (۹۸)

۴۔ نبی وہ ہے جو اپنی نظری اور عملی دونوں قوتوں میں ابنائے زمانہ سے فائق و برتر ہو اور اس کی
 نظری قوت کا منشاء وحی الہی ہو۔ صدیق وہ ہے جسکی نظری قوت نبی کی نظری قوت کے مشابہ اور قریب
 ہو جو علم نبی کو بذریعہ وحی کے معلوم ہوں۔ صدیق پر الہامی طور پر ان کا انکشاف با اتباع نبی ہو جائے
 اس لئے صدیق کا مرتبہ نبی کے بعد ہی ہے (آخر نہایات الصدیقین اول درجات الانبیاء۔ عوارف
 المعارف قول بایزید بسطامی) شہید وہ ہے کہ جس کی قوت عمل نبی کی عملی قوت کے مشابہ ہو اس لئے
 شہید جان و مال ہر چیز سے خدا کی راہ میں عملی ثبوت دیتا ہے اور تعمیل کے واسطے ہمہ وقت حاضر ہے
 صالح جو دونوں قوتوں میں صدیق اور شہید کے مشابہ ہو اس کا مرتبہ چوتھا ہے عمل و علم کے اعتبار سے ابتداءً
 دومرتبے ہیں اور پھر فاعلیت و قابلیت کے رو سے وہیں بنا بریں کل چار مرتبے ہوئے (دیکھو تحزیر الناس حجۃ الاسلام لانا محمد نام)

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۙ (۹۸)
 إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى
 الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ
 يَتَوَكَّلُونَ ۙ (۹۹) إِنَّمَا سُلْطٰنُهُ
 عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ
 هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ۙ (۱۰۰)

بیشک شیطان کا قابو ایمان والے اور اللہ پر بھروسہ
 رکھنے والوں پر نہیں چلتا (۹۹) اس کا قابو صرف ان ہی
 لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو دوسرتا رکھتے ہیں اور
 اللہ کے شامل شرک کرتے ہیں (۱۰۰)

تشریح :- فرماتا ہے کہ یہ ہمارا وعدہ ہے اور تم اس کو خوب اچھی طرح یاد رکھو
 کہ تم میں سے جو کوئی نیک کام کرے گا اور ہمارا فرماں بردار ہو گا خواہ وہ مرد ہو
 یا عورت بشرطیکہ مومن ہو اس کو ہم ایک نہایت ہی پاکیزہ زندگی عطا کریں گے
 اور آخرت میں بہترین انعامات دیں گے۔ پاکیزہ زندگی کے تمام اصول و قوانین
 ہم نے اپنے اس کتاب یعنی کلام مجید میں بیان کر دیے ہیں۔ پس تمہارا فرض ہے
 کہ تم اپنے ذہن کو تمام گندگی سے پاک و صاف کر کے قرآن پاک کی تلاوت کرو
 اور اس پر عمل کرو اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ ان لوگوں پر شیطان کا کچھ بھی
 قابو نہیں چلتا جن کے دل ایمان سے روشن ہوں اور اللہ و رسول کے فرماں بردار
 ہوں اور اپنے رب پر پورا پورا بھروسہ رکھتے ہوں۔ شیطان ان ہی لوگوں پر
 اپنا قابو رکھتا ہے جو شرک کی گندگی میں پھنسے ہوئے ہیں اور شیطانی حرکات
 کی طرف طبیعت کی رغبت ہو۔

۲۹ وَاٰیٰتِ سُوْرٰہِ الْقٰلَمِ ۙ (۳۳) وَاٰیٰتِ سُوْرٰہِ الْقٰلَمِ ۙ (۳۳)
 اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ
 جَنٰتٍ اَلْتَّعْبِيْمِ ۙ (۳۴) اَفَبَجْعَلُ
 الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۙ (۳۵)
 مَا لَكُمْ مِّنْ حٰكِمٍ مَّتَّكُمُوْنَ ۙ (۳۶)
 اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِیْهِ
 رُسُوْدٌ ۙ (۳۷) اِنَّ كُفْرًا
 لِّمَا تَخْتَارُوْنَ ۙ (۳۸) اَمْ لَكُمْ

تقلم کا دوسرا رکوع ۳۳ ویں آیت :-
 بیشک پرہیزگاروں کے لئے ان کے پروردگار
 کے ہاں (بہشت کے مزے) مزے کے باع ہونگے (۳۳)
 کیا ہم (اپنے) فرماں بردار بندوں کو گنہگاروں کے
 برابر کر دینگے (۳۵) تم لوگوں کو کیا (ہو گیا) ہے
 کیسے (بے تکے) حکم لگایا کرتے ہو (۳۶) کیا تمہارے
 پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے (اور) اُس میں
 پڑھتے ہو (۳۷) کہ جو کچھ تم پسند کرو گے وہی آخرت

اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بِاللَّغَةِ اِلَى يَوْمِ
 الْقِيَامَةِ اِنَّ لَكُمْ لِمَا
 تَحْكُمُونَ ﴿۳۹﴾ سَلِّمُوا اَيْهُمْ
 بِذَلِكَ زَعِيمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَكُمْ
 شُرَكَاءُ فَلَئَا تُوَا بِشُرَكَائِكُمْ
 اَنْ يَكْفُرُوا بِمَا كَانُوا اَصْدِقَانِ ﴿۴۱﴾
 يَوْمَ يَكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعُوْنَ
 اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا
 يَسْتَطِيعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً
 الْبَصَارُ لَمْ تُرَفِّقْهُمْ ذِلَّةً
 وَقَدْ كَانُوا يَدْعُوْنَ اِلَى
 السُّجُوْدِ وَهُمْ سَلِيمُونَ ﴿۴۳﴾

میں لے گا ﴿۳۸﴾ یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو
 روز قیامت تک چلی جائیں گی کہ تم جس چیز کی فرمائش
 کرو گے وہی تمہارے لئے (آخرت میں) موجود کر دی
 جائے گی ﴿۳۹﴾ (۱۰۰ سے پیغمبر) ان لوگوں سے پوچھو کہ ان
 میں سے کون اس کا ذمہ لیتا ہے ﴿۴۰﴾ یا انھوں نے
 (خدا کے) شریک ٹھہرا رکھے ہیں (اور وہ ذمہ دار بنتے ہیں،
 پس اگر اپنے دعوے میں) سچے ہیں تو اپنے (ان) شریکوں
 کو لا حاضر کریں ﴿۴۱﴾ جس دن پر وہ اٹھا دیا جائیگا اور
 لوگ سجدے کے لئے بلائے جائیں گے تو (سجدہ) نہ
 کر سکیں گے ﴿۴۲﴾ (شرمندگی کے مارے، ان کی آنکھیں
 جھکی ہوں گی (اور) ذلت ان (کے چہروں) پر چھائی ہوگی
 اور (دنیا میں) ان کو سجدہ کی طرف بلایا جاتا تھا اور اس
 وقت یہ لوگ اچھے بچھے بھی تھے مگر شرارت سے سجدہ
 نہیں کرتے تھے، ﴿۴۳﴾

تشریح :- فرماتا ہے کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ میرے فرماں برداروں
 اور مجھ سے ڈرنے والوں کے پاس نعمتوں سے بھرے ہوئے باغات ہوں گے اور
 یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم ایک وفادار غلام کو جو ہمیشہ اپنے آقا کی فرماں برداری میں لگا
 رہتا ہے اور ایک نافرمان اور سرکش غلام کو جو کبھی آقا کا کہنا مانتا ہی نہیں دونوں
 کو ایک ہی درجہ دیں اور دونوں کو ایک ہی آنکھ سے دیکھیں۔ تم دنیاوی مال و
 دولت اور جاہ و جلال کو فضل الہی کہتے ہو حالانکہ یہ سراسر تمہاری آزمائش کے
 سامان ہیں۔ ان کو اللہ کا فضل محض اسی صورت میں کہا جاسکتا ہے جب اس
 دولت اور ثروت کو خدا کے حکم کے مطابق صحیح مصارف میں لگایا جائے۔ ارشاد ہوتا
 ہے کہ لوگو! تمہاری ذہنیوں کو کیا ہو گیا ہے۔ تم کس طرح کی باتیں سوچتے اور کیسے
 فیصلے کرتے ہو کہ جو اس دنیا میں خوش حال ہے اگے چل کر عقبی میں بھی خوش حال
 رہیں گے۔ کیا اس صداقت کے لئے تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے جسکو

پڑھ کر تم نے ایسا سمجھ لیا ہے؟ یا کیا تم نے ہم سے اس بات پر قسمیں لے رکھی ہیں کہ قیامت کے دن پوری ہو کر رہیں گی کہ تم وہاں جو کچھ مانگو گے وہی تمہیں دیا جائیگا؟ یا کیا تم نے جن بتوں یا انسانوں کو شریک خدا ٹھہرا رکھا ہے انہوں نے ان باتوں کا ذمہ لے رکھا ہے کہ جو کچھ تم نے سوچ رکھا ہے وہ ضرور تم کو مل کر رہے گا؟ دیکھو جس دن اللہ اپنی تجلی کو ظاہر کرے گا وہ لوگ جو دنیا میں اس کے بارگاہ میں سر بسجود ہو کرتے تھے سب سجدے میں آجائیں گے۔ مگر مشرکین اور مخالفین کی کمر نہ مڑے گی وہ سجدہ میں نہ جاسکیں گے اس لئے ان کا سارا بھید حاضرین پر کھل جائے گا۔ اور شرم و ندامت سے آنکھیں جھک پڑیں گی۔ کیونکہ ان لوگوں کو دنیا میں بارگاہ الہی میں سر بسجود ہونے کو بلا یا جاتا تھا مگر وہ نہیں آتے تھے۔

پانچواں پارہ سورہ النساء کا گیارہواں رکوع ۸۵ ویں آیت :-

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً
يَكُنْ لَهُ لَصِيبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ
يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ
لَهُ كِفْلٌ مِّنْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا ﴿٨٥﴾

جو شخص نیکی اور بھلائی کے رکام کی دوسروں کو سفارش کرے اُسے بھی اُس نیکی کے نتائج سے حصہ ملے گا اور جو شخص بُرے (کاموں کی) سفارش کرے گا اس کو اُس بُرائی میں سے حصہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگہبان ہے ﴿۸۵﴾

تشریح :- اچھے کام کی سفارش یہ ہے کہ مثلاً کسی نے دو لہتمندوں سے سفارش کر کے کسی غریب کو کچھ روپیہ پیسہ دلوا دیا اور بُرے کام کی سفارش یہ ہے کہ مثلاً حاکم سے سفارش کر کے مجرم کو مرزا سے بچا دیا۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۳ و ۱۸۶ رکوع ۱۸۶ ویں آیت :-

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي
فَارِنِي قُرْبًا ۖ أَجِيبْ دَعْوَةَ
الدَّاعِ إِذَا دَعَا ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا
لِي وَلْيُؤْمِرُوا بِئِذَا يُؤْمَرُونَ ﴿١٨٦﴾

اور (اے پیغمبر) جب ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو ان کو سمجھا دو کہ ہم (ان کے) پاس ہیں۔ جب کبھی کوئی ہم سے دعا کیے تو ہم دعا کر نیوالے کی دعا کو سنتے ہیں اور اگر مناسب ہوتا ہے تو قبول (بھی) کر لیتے ہیں۔ تو ان کو چاہیے کہ ہمارا حکم مانیں اور ہم پر

ایمان لائیں تاکہ وہ سیدھے رستے پر ہو لیں ﴿۱۸۶﴾

تشریح :- فرمایا دیکھو! اگر تمہارے اندر روحانی طاقت پیدا ہو جائے گی تو جب تم ہمیں پکارو گے ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اور جب ہم سے مانگو گے تو ہم تمہاری حاجتوں کو پورا کریں گے اور ہمیشہ سیدھی راہ پر چلنے کی تمہیں طاقت بخشیں گے۔

پانچواں پارہ سورہ النساء کا گیارہواں رکوع ۷۹ ویں آیت :-

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنَ نَفْسِكَ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللَّهِ

(اے انسان!) جو کچھ تجھے بھلائی پیش آتی ہے وہ محض خدا تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کچھ بُرائی پیش آتی ہے وہ تیرا اپنا نفس کا سبب ہے اور (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں لوگوں کی طرف پیغام پہنچانے والا (بنا کر) بھیجا ہے اور تمہارے

شہیداً (۷۹) (پیغمبر ہونے کے لئے) اللہ کی گواہی کافی ہے (۷۹)

تشریح :- اس سے پہلے آیت میں فرمایا ہے کہ نفع ہو یا نقصان سب اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اس آیت میں یہ فرماتا ہے کہ فائدہ اللہ کی طرف سے اور نقصان بندے کی طرف سے ہوتا ہے۔ ان دونوں آیات میں مخالفت سی معلوم ہوتی ہے اور کلام الہی میں یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک جگہ میں کچھ اور دوسری جگہ میں کچھ۔ چنانچہ اسی رکوع کے ۸۲ ویں آیت میں فرمایا وَكُذِّبَ كَافِرًا مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوْ جَدُّ وَفِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ ترجمہ :- اگر قرآن خدا کے سوا کسی اور کے پاس سے (آیا) ہوتا تو ضرور اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔ ان دو مخالفتوں میں واقعی وجہ توفیق پوچھو تو یہ ہے کہ خدا نے دنیا کے انتظام کا ایک قاعدہ ٹھہرا دیا ہے۔ ہر چیز اور ہر واقعے کا ایک سبب ہوتا ہے اور ہر سبب کا ایک نتیجہ اور اسی سے یہ جہان عالم اسباب کہلاتا ہے۔ جیسے مثلاً حاکم ظاہر نے ایک قانون بنا دیا اور اس قانون میں چور کی سزا ایک سال قید بامشقت مقرر کر دی۔ اب زید نے چوری کی اور قانون کے مطابق جیل خانے بھیجا گیا۔ کہنے میں تو یوں آتا ہے کہ حاکم نے زید کو قید کیا مگر حقیقت میں زید نے خود اپنے کو قید کیا کیونکہ نہ وہ چوری کرتا نہ جیل خانے جاتا۔ پس حاکم کا زید کو قید کرنا اور زید خود اپنے تئیں قید کرنا اپنی اپنی جگہ دونوں باتیں ٹھیک ہیں۔ اب جو کچھ بُرائیاں یا مصیبتیں انسانی گناہ کے سبب دنیا میں پیش آتی ہیں تو وہ خود میرا اپنی کرتوت کا سبب ہے اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ بُرائیاں اور مصیبتیں جو کچھ تمہیں پیش آتی ہیں وہ تمہارا اپنا کیا ہوا ہے۔ اور اے محمد

تمہارے پیغمبر ہونے کے لئے صرف ہماری گواہی کافی ہے اور وہ گواہی ہم نے اپنی کتاب یعنی قرآن میں بیسویں جگہ صاف لفظوں میں سنا دیا ہے (سورہ اخزاب کا پانچواں رکوع ۳۰ ویں آیت - مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ - محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ چوتھا پارہ سورہ آل عمران کا پندرہواں رکوع ۱۲۴ ویں آیت - وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ وَأُوْحِدَ مُحَمَّدٌ نَزَرَ رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی رسول گذر چکے ہیں،

۲۵ واں پارہ سورہ شوریٰ کا چوتھا رکوع ۳۰ ویں آیت :-

وَمَا أَصَابَكُمْ مَّرْءٌ مَّصِيبٌ
فِي مَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا
اور لوگوا، تم پر جو مصیبت پڑتی ہے تو تمہارے اپنے
ہی کرتوت سے اور خدا (تمہارے) بہت سے

عَنْ كَثِيرٍ ۖ (۳۰) قصوروں سے درگزر کرتا ہے (۳۰)

تشریح :- یہ یقینی طور پر جان لو کہ انسان کو جو کچھ رنج و مصیبت پیش آتی ہے وہ انسان کے اپنے ہی کرتوت کا نتیجہ ہے۔ اس پر بھی خداوند تعالیٰ انسان کے بہت سے قصور اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔ کیونکہ وہ غفور الرحیم ہے۔ اگر وہ پاک پروردگار انسان کے ہر گناہ پر مواخذہ کرے تو پھر انسان کا دنیا میں گھنٹہ بھر بھی زندہ رہنا محال ہے۔

پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا دوسرا رکوع ۱۱ ویں آیت :-

وَيَدْعُ الْإِنْسَانَ بِالشَّرِّ
دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ
الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۖ (۱۱) باز ہے (۱۱)

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کا علم ناقص ہے کیونکہ آدمی کو علم غیب تو دیا نہیں گیا۔ بسا اوقات وہ ایک مطلب کو نا فہمی سے اپنے حق میں مفید سمجھ کر خدا سے اس کا خواستگار ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ اس کے حق میں مضر ہے۔ اور جب ان دعاؤں کے مقبولیت کی وجہ سے مصیبت میں پڑ جاتا ہے تو اپنی قسمت کو روتا ہے اور برا کہنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے میری قسمت میں یہ لکھ رکھا

تھا اور وہ لکھ رکھا تھا۔ یہ نہیں جانتا کہ مصیبت خود اُس کے اپنی دُعا کی مقبولیت کی وجہ سے ہوئی ہے۔

تیسواں پارہ سورہ عصر:-

وَالْعَصْرِ ۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِۦٓ لَكٰفِرٌ ۲ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوۡا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَّصَّوۡا بِالصَّبْرِ ۳

قسم ہے عصر کی ۱ کہ انسان گھائے میں ہے ۲ مگر وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل (بھی) کئے اور دوسرے کو (دین، حق کی پیروی کی، ہدایت کرتے رہے اور دین، ایک دوسرے کو (مصیبت میں) صبر کرنے کی ہدایت کرتے رہے وہ البتہ گھائے میں نہیں ہے) ۳

میں نہیں ہے) ۳

تشریح :- عصر کے معنی زمانہ اور وقت کے بھی ہیں۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں

کہ فلاں وقت کیسا منحوس تھا اور فلاں گھڑی کیسی نحس تھی۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر بتا دیا کہ دیکھو وقت میں نحوست نہیں ہوتی۔ ہاں تمہارے افعال اور کرتوت میں ضرور نحوست ہوتی ہے۔ سو وقت اسی طرح اس المال یعنی تجارت کی پونجی ہے۔ جیسے تاجر کے پاس ایک رقم پونجی کی ہوتی ہے۔ پس جو تاجر سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے اُس کی پونجی محفوظ رہتی ہے اور نفع بھی اٹھاتا ہے۔ لیکن جو تاجر اپنی تجارت میں فضول خرچی کرتا رہتا ہے وہ اپنی پونجی کھو بیٹھتا ہے اور گھائے میں پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو وقت کی قدر و قیمت سے نا آشنا ہیں اور وقت کو فضول برباد کرتے ہیں اور اپنی زندگی کو فضول لہو لعب میں برباد کرتے ہیں وہ آخر تک سخت خسارہ میں رہتے ہیں۔ فرمایا وقت اُن لوگوں کا برباد نہیں

۱۔ دراصل انسان کی حقیقت عدم ہے۔ یہ خدا کا فضل و کرم ہے کہ عدم کو وجود کا لباس پہنا یا گیا۔ بنا بریں انسان جو بھی نیکی کرے گا تو اُس کی نسبت وجود کی طرف ہوگی کیونکہ وہ اسی کا فیضان ہے۔ اس کے خلاف گناہ چونکہ وہ عدم سے متعلق ہے اور انسان بالاصل عدم ہے لہذا اس کو انسانی نفس کی طرف منسوب کیا جائیگا۔ آیت کریمہ - مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

ہوتا جن کے دلوں میں ایمان ہے اور جن کے عمل نیک ہیں اور جو ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے اور اللہ کی راہ میں محنت و مشقت برداشت کرنے کی نصیحت کرتے رہتے ہیں فی الحقیقت یہی لوگ دنیاوی زندگی کے سودے میں فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۲۴ واں پارہ سورہ زمر کا پانچواں رکوع ۴۹ ویں آیت :-

فَاذْأَمَسَّ الْإِنْسَانَ خُمُودًا
 وَمَا نَأْتُهُمْ إِذْ أَخْوَلْنَاهُ نِعْمَةً
 مِنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى
 عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِن
 أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۹﴾

تو انسان (کی عادت ہے کہ اُس) کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے پھر جب ہم اُس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ تو مجھ کو بس (میرے) لیاقت کی وجہ سے ملی ہے (انسان کا ایسا سمجھنا غلط ہے) بلکہ یہ (نعمت) آزمائش ہے مگر اکثر لوگ اس بات سے واقف نہیں ﴿۴۹﴾

تشریح :- اس آیت میں پروردگار نے انسانی نفسیات کی کیفیت کو بیان فرمایا ہے کہ جب انسان کو کوئی تنگی یا تکلیف پہنچتی ہے تو اُس وقت اس کی طبیعت کا رجحان ہماری طرف ہوتا ہے۔ مگر جو نہی اس کی حالت درست ہوئی وہ اپنے پر گھنڈ کرنے لگتا ہے اور خدا سے ایسا بے پرواہ ہو جاتا ہے کہ گویا میں اسکی حاجات کو پورا کرنے والا ہی نہیں اور اس صورت میں جو کچھ نعمت آزمائش کے خاطر ہم اس کو دیتے ہیں تو وہ ناشکر گزار یہ کہنے لگتا ہے کہ یہ تو مجھے میری فلاں فلاں تدبیر سے ملی ہے۔

۲۵ واں پارہ سورہ الشوریٰ کا پانچواں رکوع ۴۸ ویں آیت :-

اس مختصر سورہ میں قومی عروج و زوال کے اسباب بڑی خوبی سے بیان فرما دئے گئے ہیں۔ بلاشبہ زمانہ کی تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے ان اصول اربعہ پر عمل کیا وہ کامیاب اور جنہوں نے اعراض برتا دیے وہ ناکامیاب ہوئے (۱) علوم صحیحہ و ایمانیات کا حامل ہونا (۲) پھر اعمال صالحہ یعنی علوم صحیحہ پر عمل ہونا۔ (۳) پھر انہیں علوم صحیحہ کی دوسروں کو تبلیغ کرنا (۴) اور اس راہ میں جو تکالیف و شدائد ہوں انکو برداشت کرنا۔ یہی وہ اصول ہیں کہ جن کو اختیار کرنے کے بعد قومی و ملی عروج نصیب ہوتا ہے۔

راے پیغمبر، اگر اتنے سمجھانے پر بھی یہ لوگ، روگردانی کرتے رہیں تو ہم نے تم کو ان پر کچھ داروغہ بنا کر تو بھیجا نہیں تمہارا ذمے تو رحمت الہی کا، پہنچا دینا ہے اور بس۔ اور جب ہم آدمی کو اپنی رحمت کی لذت، چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے۔ اور اگر لوگوں کو ان کے اپنے ہی کرتوت کے بدلے میں کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے تو خدا کی شکرگاہ کرنے لگتے ہیں اور انسان بڑا ہی احسان فراموش ہے (۴۸)

آسمان اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے (صرف) بیٹیاں عنایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے (صرف) بیٹے عنایت کرتا ہے (۴۹) یا بیٹے اور بیٹیاں (ملا کر) ان کو دونوں قسم کی اولاد دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ایسا (بے نام و نشان) کر دیتا ہے کہ اُس کے اولاد ہی نہیں ہوتی (اور) وہ (اولاد کی مصلحت سے) واقف (اور مردوزن بنانے پر)

قادر ہے (۵۰)

۲۵ واں پارہ سورہ حم السجدہ کا چھٹا رکوع ۴۹ ویں آیت :-

آدمی بہتری کی دعا مانگے، سے رکبھی، نہیں اکتا تا اور اگر اس کو تکلیف پہنچی ہے تو دل شکستہ (اور) بالکل ناامید (ہو جاتا ہے) (۴۹) اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے اور تکلیف کے بعد ہم اس کو اپنی مہربانی کی لذت، چکھا دیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ میرا ہویا اور میں نہیں سمجھتا کہ (کبھی) قیامت برپا ہو۔ اور اگر مجھ کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہو (بھی) تو اُس کے ہاں (بھی) میرے لئے اچھا ہی (اچھا) ہے تو جو لوگ (قیامت کے) منکر ہیں جیسے جیسے عمل یہ

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۖ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَزَحَّ بِهَا ۖ وَإِنْ تَصَبَّهُمْ سَيْئَةٌ ۖ إِنَّا بِمَا قَدَّمْتُمْ آيْدٍ بِهُمْ ۚ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ (۴۸) بِاللهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۖ وَإِنَّا لَيَهْبُ لِسِنَ يَشَاءُ ۖ إِنَّا نَأْتِيهِمْ لِسِنَ يَشَاءُ ۖ أَلَمْ نَكُورُ (۴۹) أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرًا نَرًا وَإِنَّا نَأْتِيهِمْ مَن يَشَاءُ ۖ عَقِيمًا ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ (۵۰)

لَا يَسْتَمُ الْإِنْسَانَ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَؤُسُ قَنُوطٌ (۴۹) وَلَئِنْ أَدْنَيْتَهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ حَسْرَةٍ ۖ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَذَا إِلَىٰ وَ مَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً ۖ وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحَسَنَىٰ ۖ فَلَنَبِيْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ إِنَّمَا عَمِلُوا

وَلَنْذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابِ
 غَلِيظٍ ۝۵۰ وَإِذَا الْكُفُوفُ
 عَلَى الْإِنْسَانِ أَخْرَجَتْ
 نَابِجَانِيهِ ۚ وَإِذَا مَسَّهُ
 الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ
 عَرِيضٍ ۝۵۱

لوگ کرتے رہے ہیں (قیامت کے دن ہم اُن کا بُرا
 بھلا، اُن کو ضرور بتا دیں گے اور اُن کو عذاب سخت
 (کامزہ) چکھائیں گے (سوالگ) ۵۰ اور جب ہم
 انسان پر (اپنا فضل) کرم کرتے ہیں تو وہ ہماری نظر
 سے، مُنہ پھیر لیتا ہے اور (ہم سے) کنارہ کش ہو جاتا
 ہے اور جب اُس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی
 دُعائیں کرنے لگتا ہے ۵۱

تشریح:۔ فرمایا انسان کے شرک و کفر میں پڑنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ
 طمع اور لالچ کا پتلا ہے۔ تکلیف کا منہ تک نہیں دیکھنا چاہتا اور مال و دولت کے
 چاہنے اور جمع کرنے اور بھلائی کے طلب کرنے میں کبھی بھی تھکتا نہیں۔ پھر اگر مال
 و دولت مل جائے یا راحت و آرام حاصل ہو جائے یا دلی مقاصد پورے ہو جائیں
 تو وہ اس میں اس طرح غرق ہو جاتا ہے کہ خدا تک کو بھول جاتا ہے اور نیکی کے
 کاموں سے بالکل غافل ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ جو فرشتوں سے بہتر ہونے کا
 دعویٰ دار تھا مال و دولت کے ملنے سے بدتر ہو کر رہ جاتا ہے۔ برعکس اس کے
 کہ اگر اُس کو مال و دولت نہ ملے اور دنیاوی مقاصد پورے نہ ہوں۔ تکلیف اور
 مصیبت کا مقابلہ کرنا پڑے تو ہمت ہار دیتا ہے۔ اور اللہ سے ناامید ہو کر در
 بدر پیشانی رگڑنے پر اُتر آتا ہے۔ بعض دفعہ اپنی مُشرکانہ عادت کے ماتحت خدا کو
 چھوڑ کر اوروں کے در پر سوالی بن کر چلا جاتا ہے۔ اس کی یہ حالت حالتِ شرک سے
 مشابہ ہے۔ الغرض یہ دونوں حالتیں اُس کے لئے خدا کی ناراضی اور اُس کے عتاب
 کا سبب بنتی ہیں۔ اس کے برعکس جو شخص راحت و آرام اور تکلیف و مصیبت اور
 تو نگر می و افلاس پر حال میں خدا کو یاد رکھے اور اُس کے سامنے سرِ عبودیت کو جھکائے
 وہی خدا کی نگاہ میں قابلِ عزت اور اثرن المخلوقات کہلانے کا مستحق ہے۔

بارہواں پارہ سورہ ہود کا دوسرا کوع ۹ ویں آیت :-

وَلَئِن آذَقْنَا الْإِنْسَانَ
 مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا
 مِنْهُ لَئِن رَّجَعْنَا الْإِنْسَانَ
 إِلَى الْفِتْنِ لَأَعْرِضْهُ
 ۝۵۱

اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی (کی لذت) چکھائیں پھر
 اُس (رحمت) کو اُس سے چھین لیں تو (ہماری شکرانہ

مِنْهُ إِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْكُمْ مَقْتُولٌ ۙ (۹)
 وَلَئِنْ أَذَقْتَهُ لَنَعْمَاءَ بَعْدَ
 صَدَاءِ مَسْئِهِ لَيَقُولَنَّ
 ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي وَإِنَّهُ
 لَفَرِحَ فَخُورٌ ۙ (۱۰) إِلَّا الَّذِينَ
 صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ
 أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ
 كَبِيرٌ ۙ (۱۱)

کرنے لگتا ہے کیونکہ وہ (قرآسی بات میں) نا امید
 ہو جانے والا (اور) ناشکر ہے (۹) اور اگر اُس کو
 کوئی تکلیف پہنچی ہو اور اُس کے بعد ہم اُس کو آرام
 (کی لذت) چکھائیں تو کہنے لگتا ہے کہ (اب) مجھ پر،
 سے سب سختیاں دور ہو گئیں کیونکہ وہ بہت ہی
 (جلد) خوش ہو جانے والا (اور) شیخی بگھارنے
 والا ہے (۱۰) مگر جو لوگ صبر (کے خوگر ہیں) اور نیک عمل
 کرتے ہیں (اُن کا یہ حال نہیں) یہی ہیں جن کے لئے

(خدا کے ہاں) بخشش اور بڑا اجر ہے (۱۱)

تشریح :- ان آیات میں انسان کی خوشی اور اُس کے غم کی حالتوں کی تصویر کھینچ
 کر دکھائی گئی ہے اور انسانی فطرت کے نکتہ کو قرآنی الفاظ کی باریک بینی سے صاف ظاہر
 کر دیا ہے۔ فرماتا ہے کہ انسان کو دیکھو کہ راحت و آرام کی زندگی گزارتے گزارتے اگر
 کسی وقت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے تو جھٹ مایوس و ناشکر گزار بن جاتا ہے۔ تمام
 اُمیدیں چھوڑ کر موت کو بلانے لگتا ہے مگر اس رنج و کلفت کے اسباب پر غور نہیں
 کرتا کہ کن اعمال کے بدلے یہ بات پیش آئی ہے اور اُلٹا خدا کو بدنام کرنا شروع کر دیتا
 ہے کہ اُس نے ہماری قسمت میں یہ تکلیف و رنج لکھ رکھا تھا۔ پھر دیکھو کہ جب تکلیف
 و رنج اٹھانے کے بعد اچھے دن آتے ہیں تو یہ نہیں کہتا کہ خدائے کارساز نے رحم فرما کر
 میرا کام بنا دیا ہے۔ بلکہ اپنی تغیر و تبدل حالات کو اپنی کارساز کی سبب بناتا ہے اور
 مدد الہی کو بالکل بھول جاتا ہے۔ اگر عالم رنج میں وہ مایوس و ناشکر گزار تھا تو آج
 عالم راحت میں بھی وہ مغرور اور تکبر کے مارے اپنے سے باہر ہو رہا ہے۔ مگر کم ہیں
 وہ باہمت افراد جو خدا و خداوند پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں جب اُن کو کوئی تکلیف پیش
 آتی ہے تو صبر و شکر کرتے ہیں یہی ہے وہ طبقہ جو مغفرت خداوندی اور اجر ثواب
 کا مستحق ہے۔ غرض کہ انسان ہر حالت میں ناشکر گزار ہے۔

گیارہواں پارہ سورہ یونس کا دوسرا رکوع گیارہویں آیت :-

وَلَوْ يَعْجَلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ

اور جس طرح لوگ فائدوں کے لئے جلدی کیا کرتے ہیں

اَسْتَجِبْ لَهُمْ بِالْخَيْرِ لِقَاضِي
اِيْتِهِمْ اَجَلَهُمْ

اگر اسی طرح، خدا بھی (ان کی بد اعمالیوں کی سزایں) ان کو جلدی سے نقصان پہنچا دیا کرتا تو ان کی موت (کبھی کی، آچکی ہوتی) ط

تشریح :- جس طرح انسان دنیاوی فائدے حاصل کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور اس جلد بازی کی وجہ سے جن جن گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں ٹھیک خدا بھی اسی طرح ان بد اعمالیوں کے بدلہ دینے میں جلدی کرے اور ہر گناہ کے ساتھ ساتھ نقصان بھی پیش آتے رہیں تو پھر دنیا میں انسان کا ایک منٹ بھی زندہ رہنا ممکن نہیں گیا۔ ہواں پارہ سورہ یونس کا گیارہواں رکوع ۱۰۷ میں آیت :-

وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللهُ بِضُرٍّ
فَلَا كَاشِفَ لَهُ اِلَّا هُوَ وَاِنْ
يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ
يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ
عِبَادِهٖ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ

اور اگر خدا تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس (تکلیف) کا دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھ کو کسی قسم کا فائدہ پہنچائے تو کوئی اس کے فضل کا روکنے والا نہیں (وہ) اپنے بندوں میں سے جس (کسی) کو چاہے فائدہ پہنچائے اور وہ بخشنے والا

مہربان ہے (۱۰۷)

الدَّحِيْمُ (۱۰۷)

سورہ یونس کے بعد سورہ ہود ہے ان دونوں صورتوں کا مضمون تقریباً ایک ہی ہے۔ مگر سورہ ہود میں اگلی امتوں کی نافرمانیوں کی سزاؤں کا ذکر کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ اس سورہ شریف میں توحید کی تعلیم ہے اور پرستار توحید کہ جس کا دوسرا نام مومن بھی ہے اور منکر توحید کہ جس کا دوسرا نام کافر ہے دونوں میں مقابلہ کر کے دکھایا گیا ہے۔ فرماتا ہے کہ دونوں فریقوں کی مثال یوں سمجھو کہ ایک اندھا اور بہرا ہو۔ اور دوسرا فریق آنکھوں اور کانوں والا۔ پھر پوچھتا ہے کہ کیا یہ دونوں فریق برابر ہوں گے؟ جواب یہی ہو گا کہ نہیں۔ یہ دونوں فریق برابر نہیں ہو سکتے۔ فرماتا ہے کہ بس سمجھ لو کہ اسی طرح پرستار ان توحید اور منکرین بھی برابر نہیں ہو سکتے۔

سورہ مائدہ کا پہلا رکوع اور پہلی آیت میں مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ تم جو نیک

و پیمان کروا سے ضرور پورا کرو خواہ وہ معاہدہ تمہارا خدا کے ساتھ ہو خواہ رسول سے
یا کسی نوع انسانی سے ہو۔ بہر حال معاہدہ جو بھی ہو اور جس کسی سے بھی ہو اس کو
پورا کرنا ایک مسلمان کا فرض ہے۔ خدا کا عہد و پیمان کا پورا کرنا یہ ہے کہ احکام الہی کی
اطاعت کی جائے۔ جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہا جائے اور جن کاموں
کا حکم دیا گیا ہے انہیں سرانجام دیا جائے۔ اس کے بعد کھانے پینے کی چیزوں کی
حلت و حرمت کا ذکر آیا ہے اور ایک اصولی بات بتا دی گئی ہے کہ جانوروں میں
سے کس طرح کے جانور کھانا حرام ہیں۔ اگر تم اس کی تفصیل معلوم کرنا چاہو اور ایک ایک
چیز کا نام لے لے کر پوچھو کہ فلاں چیز یا فلاں جانور حلال ہے یا حرام تو واضح رہے کہ رسول
نے اس کے متعلق حدیث صحیحہ کے ذریعہ تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔ اس لئے تمہارا
دین آج ہر طرح مکمل اور کامل ہے۔ جو چیزیں تفصیلی طور پر پیغمبر خدا نے تم پر حلال کیں
وہ حلال ہیں اور جن چیزوں کو حرام ٹھہرا دیں وہ سب حرام ہیں چنانچہ اس اعلان تکمیل
دین کے تین ماہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے رحلت فرما گئے
پس اے مسلمانو! (فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنَ) تم غیر مسلم سے نہ ڈرو۔ تمہارے دلوں
میں اگر ہمارا ڈر ہے تو تمام دنیا تم سے مرعوب رہے گی۔ رَأْيُكُمْ أَكْمَلْتُ لَكُمْ
(دِينَكُمْ) اور تمہارا دین آج ہر طرح مکمل ہے۔ تمہیں ہر طرح کی آسانیاں دی گئیں
(وَأَتَمَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي) اور ہر طرح کی نعمتیں تمہیں بخش دی گئیں (وَرَضَيْتُ
لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا) اور میں نے دین اسلام کو تمہارے لئے منتخب کیا اور اسلام
تمہیں تمام کاموں میں ہمارا فرماں بردار اور عبادت گزار بنا دے گا۔ اگر تم میں فرماں
بردار می اور عبادت گزار می نہیں تو تم مسلمان بھی نہیں۔ پھر سلسلہ بیان کو جاری
رکھتے ہوئے فرمایا کہ قرآن اور پیغمبر اسلام کے ذریعے تمہیں حلال اور حرام تو معلوم
ہو گیا۔ ہے لیکن پچھلی امتوں کی طرح تم پر پابندیاں عائد نہیں کی گئیں۔ (فَمَنْ اضْطُرَّ
فِي نَحْمَصَةٍ) سو کسی جگہ بھوک و پیاس کے مارے تمہاری جان جانے کا اندیشہ ہو تو تمہیں
اجازت ہے کہ حرام چیز اس قدر کھا سکتے ہو کہ موت سے بچ جاؤ۔ خدا تمہارے حال
کو دیکھتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی ایسی تکلیف ڈالی جائے جو تمہاری برداشت
سے باہر ہو۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو وہ تمام یہود اور نصاریٰ جو اسلام قبول

کر چکے تھے سخت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ "ہیں اسلام میں اس قدر آزادی!!
تم پر وہ چیزیں حلال ہیں جو تمہارے لئے نقصان دہ یا نفرت انگیز نہیں۔ فرمایا اگر
تمہیں شکاری کتوں کے ذریعہ شکار کا شوق ہو تو (مَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ
کتوں کو اس طرح سدھا کر شکار میں لے جاؤ کہ وہ شکار پکڑ کر خود نہ کھائیں بلکہ تمہارے
پاس لے کر آئیں۔ اور اگر تمدن و معاشرت کی نسبت پوچھو تو تمہیں جاننا چاہیے
کہ یہ بھی حرام ہے کہ کوئی مرد اور عورت آپس میں (وَلَا تُتَخَذُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءَ
پوشیدہ طور پر دوستانہ تعلقات قائم کرے۔ مرد اور عورت کے درمیان وہی تعلق
جائز ہے جو بذریعہ نکاح قائم ہو

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا اکیسواں رکوع ۱۶۸ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ
حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا
خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِينٌ (۱۶۸) إِنَّمَا
يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ
وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى
اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۱۶۹) وَإِذْ
أَقِيلَ لَهُمْ اتَّبِعُوا مَا
أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ
مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا
أَوَّلُؤُ كَانُوا آبَاءَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ
شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ (۱۷۰)

لوگو! جو چیزیں زمین میں ہیں ان میں سے شرعی حلال
اور پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کی اور سرکش طاقت
کے قدم بہ قدم مت چلو کیونکہ (شیطان) تمہارا کھلا
دشمن ہے (۱۶۸) وہ تو تمہیں بدی اور بے حیائی
(کے کام کرنے) کو کہے گا اور اللہ کی بابت (تم سے)
وہ باتیں کہلوائے (گا) جس کا تمہیں علم تک نہیں (۱۶۹)
اور جب ان (مخالفوں) سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے
جو کچھ حکم بھیجا ہے اس پر چلو تو کہتے ہیں نہیں جی ہم تو
اُس (طریقے) پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ
دادا کو (چلتے ہوئے) پایا ہے۔ بھلا اگر ان کے باپ
دادا کسی بات کو نہیں سمجھتے تھے اور راہِ راست پر
بھی نہ تھے تو بھی یہ انہیں کی تقلید کرینگے (۱۷۰)

تشریح :- ان آیتوں میں انسان کو یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ اور اُس کے
رسول کے حکم کے مطابق پاک و صاف اور حلال چیزوں کا استعمال کرنا چاہئے۔ نہ
وہ چیز کھائے جو انسان کی صحت اور اخلاق کے لئے نقصان دہ ہو۔ اور نہ ہی
راہِ راست سے گمراہ ہو کر احکام خداوندی کے خلاف شیطان کے قدم بہ قدم

چلے۔ جس طرح بعض مشرکین بتوں کے نام پر جانور چھوڑا کرتے تھے بلکہ اب بھی چھوڑتے ہیں اور اس جانور کو کھانا یا اس سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا حرام سمجھتے تھے مشرکین عرب سائنڈ وغیرہ کو بھی کھانا حرام سمجھتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام کا اٹھارواں رکوع ۱۵۰ ویں آیت میں فرمایا: قُلْ هَلْ مَسَّهْدًا كَمَا الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ اپنے گواہوں کو لا حاضر کرو جو اس بات کی گواہی دیں کہ (یہ چیزیں جن کو تم حرام بتاتے ہو) اللہ نے حرام کیا ہے، پھر جن بتوں کے نام پر جانور چھوڑا کرتے تھے تو وہ یہ سمجھتے تھے کہ میری (مکتی) شفاعت ان بتوں کے ذریعہ ہوگی۔ یہاں اس آیت میں اس کی لغت کی گئی ہے اور فرمایا کہ یہ شیطانی انجوا ہے۔ شیطان کا صرف یہی کام ہے کہ وہ انسان کو بے حیائی بے شرمی اور گناہ کے رستے پر لگائے اور اس کے منہ سے ایسے ایسے کلمات کہلوائے جن سے وہ عذاب کا سزاوار ہو۔ شیطان انسان کو آمادہ کرتا ہے کہ جس طریق پر تمہارے باپ دادا یا اگلے بزرگان چلا گئے تم بھی اسی طریق کو اختیار کرو۔ کیونکہ یہی سیدھی راہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کھانے پینے کے بابت وہم پرستی کی بنا پر خواہ مخواہ اپنے پر فضول پابندیاں لگا لینا کوئی دینداری نہیں اور اس سے ترقی یا نجات عقبی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ جس قدر اچھی پاک و صاف اور حلال چیزیں تمہارے لئے پیدا کر دی گئی اور مباح کر دی گئی ہیں انھیں شوق سے کھاؤ اور ایمان کی راہ پر چلو۔ اللہ اور رسول کے حکموں کی تعمیل کرو اور توہم پرستی کو چھوڑ دو۔

چھٹا پارہ سورہ مائدہ کا پہلا رکوع پہلی آیت :-

اے ایمان والو (اپنے) اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا
لئے تمام چوپائے (جو بمشابہ) مویشی جانور (یعنی گائے	بِالْعُقُوْدِ ۙ اٰجَلَتْ لَكُمْ بِهَيْمَةٍ
بکری بھیر اور اونٹ وغیرہ) حلال کر دے گئے ہیں مگر وہ	اِلَّا نَعَامَ الْاَمَانِئِطِ عَلَيَكُمْ
جو تم کو (آگے) پڑھ کر سنائے جائیں گے۔ لیکن جب تم	غَيْرِ مَحَلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ
احرام کی حالت میں ہو تو شکار کرنا حلال نہ سمجھ لینا۔ بیشک	حَرَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا

خدا جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے ①

يُرِيْدُ ①

چھٹا پارہ سورہ مائدہ کا پہلا رکوع تیسری آیت :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ وَ
 الدَّمُ وَالْحَمَّ الْخَنِزِيرِ وَمَا
 أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْتَفِقَةُ
 وَالْمُؤْتَوَذَّةُ وَالْمُتَرَدِّبَةُ
 وَالنَّطِيجَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ
 إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ فَمَا ذَبَحَ عَلَى
 النَّصَبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِهَا
 لَا زَكَاةَ عَلَيْكُمْ فَسِقَاطُ الْيَوْمِ
 لَيْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ
 فَلَا تَحْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنَ ط
 الْيَوْمَ أَكَلْتُمْ لَكُمْ دِينَكُمْ
 وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ
 وَرَضِيتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا
 فَمَنْ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرِ
 مُتَجَانِفٍ لِآيَاتِهِ فَإِنَّ اللَّهَ
 غَفُورٌ رَحِيمٌ (۳)

تم پر حرام کر دی گئی ہیں مردار (جانور) خون - سور کا
 گوشت (وہ جانور) جو خدا کے سوا کسی اور کے نامزد کیا
 گیا ہو۔ گلا گھونٹ کر مارا ہوا۔ چوٹ لگا کر مارا ہوا۔ وہ جو
 کسی بلندی سے گر کر مر جائے۔ وہ جو کسی جانور کا سینگ
 لگ کر مر جائے۔ اور وہ جسے درندوں نے (پھاڑ) کھایا
 ہو مگر جس کے مرنے سے پہلے تم اس کو ذبح کر لو (تو وہ
 حرام نہیں) اور (حرام ہے) تم پر (وہ جانور) جو کسی تھان
 پر چڑھا کر ذبح کیا جائے۔ (تھان کے معنی وہ مقامات
 جن کو لوگ متبرک سمجھ کر خدا کے سوا دوسروں کی نذر و نیا
 چڑھاتے ہیں جیسے دیوتاؤں کے تھان یا کوئی ایسی
 دوسری جگہ جسے متبرک سمجھتے ہیں) اور یہ (بھی منع
 ہے) کہ (ساجھ کے جانور کا گوشت جوئے کے طور پر
 تیروں کے پاسوں) سے آپس میں تقسیم کر ویہ گناہ کی
 بات ہے (مسلمانوں) اب نا امید ہو گئے مخالفین تمہارے
 دین کے طرف سے (اور وہ اب تمہاری سخت مخالفت
 کریں گے) تو تم ان سے ہرگز مت ڈرو مجھ سے ڈرو۔
 اب ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا

۱۔ عربی زبان میں کمال اور تمام دونوں لفظ نقصان کے مقابل ہیں۔ ان میں فرق یہ ہے کہ
 کمال اوصاف و صفات خارجیہ کے نقصان کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے اور تمام اجزاء کے لحاظ
 سے مثلاً انسان کا اگر ایک ہاتھ نہ ہو وہ ناقص ہے یعنی اسے نا تمام انسان کہا جائیگا خواہ وہ کتنا
 ہی حسین کیوں نہ ہو۔ اور اگر اس کے اعضاء پورے ہیں مگر صورت اچھی نہیں۔ اخلاق نادرست
 ہیں۔ خصائل درشت و ناہموار ہیں تو اس کو بجائے نا تمام کے نامکمل انسان کہا جائے گا۔ آیت بالا
 مذکورہ میں دونوں لفظوں کو جمع کر کے یہ بتا دیا گیا ہے کہ دین اسلام اب ہر پہلو سے مکمل ہو چکا

طَيِّبًا صَوًّا اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ
بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ جس پر تم ایمان لائے ہو ﴿۸۸﴾

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں چاہیے کہ نہ عیسائیوں کی طرح تارک
دُنیا ہو کر دُنیاوی نعمتوں کو اپنے پر حرام کر لو اور نہ ہی یہودیوں کی طرح سے آگے
بڑھو۔ بیشک حدود سے آگے یا پیچھے ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ تم
نہ عیسائیوں کی طرح تارک دنیا بنو اور نہ یہود کی طرح بالکل بے خوف و نافرمان دکھایا
تمہیں چاہیے کہ جو حلال چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو۔

چودھواں پارہ سورہ کحل کا پندرہواں رکوع ۱۱۶ ویں آیت :-

وَلَا تَقْوُوا إِلِمًا تَصِفُ أَلْسِنَتَكُمُ
الْكُذِبَ هَذَا جَلَلٌ وَهَذَا
حَدًا مٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ
الْكُذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ
عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ لَا يَفْلِحُونَ ﴿۱۱۶﴾ اور (اے مسلمانو! کافروں کی طرح) جو کچھ تمہاری زبان
پر آئے (بے سوچے سمجھے) جھوٹ نہ بک دیا کرو کہ یہ
حلال ہے اور یہ حرام جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ
تعالیٰ پر جھوٹی ثمت لگانا ہے۔ بیشک جو لوگ اللہ
پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے ﴿۱۱۶﴾

آٹھواں پارہ سورہ النعام کا ۱۹واں رکوع ۱۵۱ ویں آیت :-

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّي
عَلَيْكُمْ أَتَى شُرْكُؤُا بِهِ شَيْئًا
وَبِأَلْوَالِدَيْنِ إِحْسَابًا ۖ وَ
لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِمَّنْ
إِصْلَاقٍ طَحْنٌ تَرْزُقِكُمْ وَ
إِيَّاهُمْ جَوًّا وَلَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ
مَّا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا
بَطْنٌ ۖ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ ۖ إِنَّكُمْ
بِأَلْحَنِ مَذَابِكُمْ وَصَلْتُمْ بِهِ
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۵۱﴾ (اے پیغمبر!) ان سے کہو کہ اُو میں تمہیں وہ چیزیں
پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے
وہ یہ کہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں
باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اور اپنی اولاد کو
سفلی (کے ڈر) سے مار نہ ڈالو ہم ان کو اور تم کو رزق
دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے بھی طریقے ہیں
ان کے قریب تک مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہو خواہ
پوشیدہ اور جس چیز کا مار ڈالنا اللہ نے حرام ٹھہرا
دیا ہے اُس کو قتل مت کرو مگر ہاں کسی حق کی بنا پر
ہو (قصاص) یہ وہ باتیں ہیں جن کا تاکید حکم خدا
نے تمہیں دیا ہے۔ تاکہ تم لوگ عقل سے کام لو ﴿۱۵۱﴾

تَقَرَّبُوا إِلَى اللَّهِ إِذَا
 بِاللَّيْلِ هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ
 أَشَدَّ لَءٍ وَأَوْفُوا بِالْكَفْلِ وَ
 الْمُنْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا تَكْلِفُ
 نَفْسًا لَّا وُسْعَهَا ۚ وَإِذَا قُلْتُمْ
 فَاعْدُوا ۗ وَكَانَ ذَا قُرْبَىٰ
 لِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۗ ذَٰلِكُمْ
 وَصَّكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ
 تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۲﴾ وَآتَىٰ
 هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَآ
 تَّبِعُوهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
 فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۗ
 ذَٰلِكُمْ وَصَّكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ
 تَتَّقُونَ ﴿۱۵۳﴾

اور یتیم کے مال کے نزدیک تک مت جاؤ مگر ہاں ایسے
 طریقے سے جو اس کے حق میں، بہتر ہو۔ یہاں تک کہ
 وہ سن بلوغ کو پہنچ جائیں۔ اور انصاف کے ساتھ
 ماپ اور تول کو پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی شخص کو اس
 کے امکان سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب کبھی
 بات کیا کرو تو حق و انصاف کی کرو۔ اگرچہ معاملہ قرابت
 داری کا ہی کیوں نہ ہو اور اللہ کے ساتھ جو عہد و پیمان
 کہہ دیا ہے پورا کیا کرو۔ اے لوگو! یہ باتیں ہیں جن کا خدا
 نے تمہیں تاکید کی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو (اور عمل
 کرو) ﴿۱۵۲﴾ اور (اس نے) یہ بھی ارشاد فرمایا ہے
 کہ یہی ہمارا سیدھا راستہ ہے اسی پر چلے جاؤ (دوسرے،
 راستوں پر نہ ہو لینا کہ یہ تم کو خدا کے رستے سے (بھٹکا کر)
 تتر بتر کر دیں گے (غرضیکہ) یہ سب وہ باتیں، ہیں جن کا
 خدا نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ ﴿۱۵۳﴾

تشریح: انسان کے لئے سب سے بڑی چیز جو حرام قرار دی گئی ہے اور جس کے
 مباح کر لینے پر اسے سخت سے سخت سزا دی جائیں گی وہ یہ ہے کہ انسان خدا کے
 ساتھ خواہ اس کی ذات سے ہو یا صفات سے کسی دوسری چیز یا انسان کو شریک
 ٹھہرائیں۔ اللہ کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں کیونکہ اس گناہ کی
 بخشائش نہیں ہے اور کسی صورت سے اللہ تعالیٰ اس گناہ کو معاف نہیں فرمائے گا
 قرآن اس کو "ظلم" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ اگر مسلمان "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا
 اعلان کرنے کے بعد بھی شرک کا شیوہ اختیار کریں تو ہرگز مسلمان نہیں ہیں۔ آج کل
 مسلمان پر جو دنیاوی مصائب و آفات نازل ہو رہے ہیں اس کی محض یہی وجہ ہے کہ
 ان کے عقیدے اب مومنوں کے سے نہیں رہے ہیں۔ ان کے دلوں میں شرک کا
 روگ بھر گیا ہے۔ وہ سب سے بڑے ظلم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وہ خدا کو فراموش
 کر بیٹھے ہیں اور دوسرے کے دروازوں پر سر رگڑتے ہیں۔ انھوں نے خدا کو چھوڑا

خدا نے بھی انہیں چھوڑا " فَأَعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ - اے بصیرت والو عبرت حاصل کرو " کس قدر عبرت ناک منظر ہے کیا توحید کی یہی تعلیم ہے اور یہی ایمان ہے۔

بزرگوں کی توقیر کھوئی ہے ہم نے عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہم نے (حالی، خداوند کریم کا یہ فرمان ہے کہ اے مسلمانو کسی اور کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ ماں باپ کے شامل بدسلوکی نہ کرو اپنے اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے مت مار ڈالو اور بے حیائی کے کام چوری چھپے یا علانیہ نہ کرو یہ ساری چیزیں تم پر حرام کر دی گئی ہیں نیز یتیم کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ تاپ و تول میں کمی نہ کرو بے انصافی نہ کرو۔ اقرار اور وعدہ کو پورا کرو۔ مگر افسوس آج کل زیادہ تر مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ اب وہ حرام کو حرام اور حلال کو حلال نہیں سمجھتے۔ ماں باپ کے شامل بدسلوکی کی مثال جس قدر مسلمانوں میں ملتی ہے شاید ہی اور کہیں ملے۔ بے ادبی۔ بے پرواہی۔ نافرمانی ایذا رسانی اور بدسلوکی آج کل کے اولاد میں بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ظاہر و پوشیدہ بے حیائی کو تو کچھ نہ پوچھئے۔ دغا بازی اور یتیموں کے مال کھانے والے بھی بکثرت نظر آئینگے عدالتوں میں جھوٹی گواہی دینے والوں اور تاپ تول میں کمی کرنے والوں ڈنڈی ماننے والوں کی بھی کچھ کمی نہیں۔ وعدہ خلاف اقرار و قول کو توڑنے والے بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ کیا آج مسلمانوں کی وہی حالت نہیں جو نزول وحی کے زمانہ میں یہود کی تھی؟ جس کے وجہ سے اُن پر بلائے آسمانی نازل ہوئی تھیں افسوس

ہماری ہر اک بات میں سفلہ پن ہے کینیوں سے بدتر ہمارا چلن ہے (حالی)

آٹھواں پارہ سورہ اعراف کا دسواں رکوع ۸۰ ویں آیت :-

وَلَوْ طَآرِدُ قَالَ لِقَوْمِهِ آتَا
تُونِ الْفَاحِشَةَ مَا
سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ
مِّنَ الْعَالَمِينَ (۸۰) إِنَّكُمْ
لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً
مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ
أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ (۸۱)

اور (اے پیغمبر حالات، لوط کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسا بے حیائی کا کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا (۸۰) تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو بلکہ تم حد (انسانی سے) گزر گئے ہو (۸۱) تب اُس کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنے گاؤں سے نکال دو یہ بڑے پاک و

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا
 أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِّنْ
 قَرْيَتِكُمْ مَّحْجِرًا نَّهْمُ أَنْاسٍ يَّتَطَهَّرُونَ
 فَالْحَيَّةُ وَآهْلُهَا إِلَّا امْرَأَاتُ رِبِّي
 كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
 مَطَرًا فَأَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ

صاف بنتے ہیں (۸۲) پس ہم نے لوط کو اور ان کے
 متعلقین کو (عذاب سے) بچالیا بجز اُس کی بیوی کے
 کہ پیچھے رہ جانے والوں میں رہی جو لوگ عذاب میں
 رہ گئے تھے (۸۳) اور ہم نے ان پر ایک طرح (پتھروں)
 کا مینہ برسایا (اے انسان!) دیکھو گنہگاروں کا کیا
 انجام ہوا (۸۴)

تشریح :- اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں ان کی قوم
 کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ اُس زمانے میں فحش و بے حیائی کی حد ہو چکی تھی۔ لوگ
 عورتوں کو چھوڑ چھوڑ کر لڑکوں سے شہوت بازی کیا کرتے تھے۔ حضرت لوط نے اسکے
 خلاف جہاد کیا مگر ان لوگوں نے ایک بات نہ مانی بلکہ اٹے پھپتیاں اڑاتے اور تمسخر
 کیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ میاں پاک بازو اگر ہمارے حرکات ناشائستہ اور
 گندہ ہیں تو ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ ہم تو اس بات کو بُرا نہیں سمجھتے۔ نتیجہ وہی ہوا
 جو ہونا تھا یعنی غضب الہی نازل ہوا اور پتھروں کی بارش ہوئی اور آج بھی ساری
 دنیا اُس قوم لوط پر لعنت بھیجا کرتی ہے۔ اے کاش اس زمانے کے لوگ خدا سے
 ڈریں اور اللہ کے غضب سے بے خوف نہ ہوں اور اپنے ان نازیبا حرکت سے باز
 آجائیں جس کی وجہ سے قوم لوط غارت ہوئی تھے

آٹھواں پارہ سورہ اعراف کا گیارہواں رکوع۔ ۸۵ ویں آیت :-

وَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ مَدْيَنَ
 وَتَوَلَّوْا الْبُرْجَانَ
 وَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ لُوطَ
 وَأُولَئِكَ جُزُءٌ مِّمَّنْ
 أَلْهَمْنَا لَكُمْ الْقُرْآنَ
 لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اور (ہم نے) مدین (دو لوگوں) کی طرف ان کے بھائی
 شعیب کو (پیغمبر بنا کر بھیجا) اُس نے کہا کہ اے میری
 قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی

اے قرآن مجید میں دوسری جگہ قوم لوط کے واسطے تحمل الخبائث کا بھی لفظ آیا ہے۔ تفسیر
 درمنثور میں علامہ جلال الدین سیوطی نے اس کی تشریح میں فرمایا ہے کہ قوم لوط اعلان بازی
 کے علاوہ اور جرم بھی غنڈوں کے سے کرتی تھی جس میں ڈرھی کا منڈانا اور مونچھوں کا بڑھانا
 بھی شامل تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی دلیلیں آچکی ہیں پس (تم) ناپ تول میں (چیزیں) پوری (پوری) دیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں (جو خریدتے ہیں) کم نہ دیا کرو اور ملک میں امن ہونے کے بعد فساد مت پھیلاؤ تمہارے لئے یہی بہتر ہے اگر تم اپنے دلوں میں ایمان رکھتے ہو (۸۵) اور قوم شعیب کے جو لوگ سردار (اور ان کی رسالت سے) منکر تھے انہوں نے (آپس میں) کہا کہ اگر شعیب کے کہے پر چلے تو اس میں شک نہیں کہ تم برباد ہو کر رہو گے (۹۰) غرض کہ ان لوگوں کو زلزلے نے آیا اور اپنے گھروں میں (جیسے بیٹھے تھے) بیٹھے رکے بیٹھے رہ گئے (۹۱)

تشریح :- پھر لوط علیہ السلام کے بعد شہر مدین کے رہنے والوں کی طرف ان کے بھائی حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ اُس زمانے میں وہی مرض تھا جو آج بھی عام ہے یعنی بیوپار اور روزمرہ کے معاملات میں دھوکا اور فریب عام تھا کم تولنا۔ کم ناپنا، ناقص چیزوں کا دے کر اچھی چیزوں کی قیمت لینا یہ تمام عیوب تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ دیکھو یہ سب گناہ عظیم ہیں ان سے پرہیز کرو۔ اور حکم خداوندی پر چلو اور چلنے والوں کی مدد کرو۔ دیکھو تم سے پہلے جن لوگوں نے خدا کی نافرمانی کی انہیں سزائیں مل چکی ہیں تم ان سے سبق سیکھو اور اللہ پر ایمان لے آؤ۔ مگر انہوں نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہدایات پر عمل نہ کئے اور آخر کار ان لوگوں کو زلزلے نے تباہ و برباد کر دیا۔

۳۰ واں پارہ سورہ التطفیف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں

۴ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ (۱) الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ

کم دینے والوں کے لئے (بڑی) خرابی ہے (۱) کہ لوگوں سے ناپ کر (خود) لیں تو پورا لیں (۲) اور

يَسْتَكْفِرُونَ ﴿٢﴾ وَإِذَا كَانُوا لَكُمْ
 أَوْ ذُرِّيَّتَهُمْ يَجْزِيُونَ ﴿٣﴾ أَلَا
 يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ أَيُّهُمْ
 مَبْعُوثُونَ ﴿٤﴾ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾
 يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾

جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں ﴿۳﴾ کیا
 یہ لوگ اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ ان کو قبروں
 سے اٹھایا جائیگا قیامت کے دن ﴿۵﴾ جس دن
 تمام لوگ پروردگار کے سامنے رجواب دہی کے
 لئے کھڑے ہوں گے ﴿۶﴾

تشریح:۔ لوگوں کا طریقہ یہ تھا جیسا کہ آج بھی اکثر بیوپاریوں کا ہے کہ خود
 جب کسی سے کوئی چیز ناپ یا تول کر لیں تو پوری پوری اور ٹھیک ٹھیک ناپ
 اور تول کر لیتے ہیں۔ مگر جب دوسروں کو تول یا ناپ کر کوئی چیز دیتے ہیں تو ضرور
 ناپ اور تول میں کم دیتے ہیں اور اس وقت نہایت بے شرمی سے دوسروں
 کے حقوق بھلا دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ناپ اور تول میں لوگوں کو نقصان اور خسارے
 میں رکھنا کچھ کم بُرائی نہیں جس گناہ کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کی امت
 کو خدا نے تباہ و غارت کر دیا تھا۔ کم ناپنے اور کم تولنے والوں کو سخت تباہی کا سامنا
 ہوگا۔ اس لئے کہ وہ کم ناپ و تول سے لوگوں کا مال ناجائز طریقے پر کھاتے ہیں۔
 صرف یہی نہیں بلکہ یہ کام انھیں لوگوں سے ہو سکتا ہے جن کو اس بات پر
 یقین کامل نہیں کہ ان کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کھڑا کیا جائے گا۔ اور ان اعمال
 بد کے لئے سزا دی جائے گی۔ اگر انھیں دوبارہ زندہ ہونے اور اپنے اعمال کا حساب
 کتاب دینے کا خوف ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ وہ ناپ اور تول میں کمی کرتے۔ اسی لئے
 کم تولنے اور کم ناپنے والوں کو بھی ان ہی منکروں میں شمار کیا گیا ہے جو ربعت
 بعد الموت، یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔ اگرچہ ان کا اپنا
 عقیدہ ہی کیوں نہ ہو کہ مرنے کے بعد زندہ ہو کر خدا کے روبرو حاضر ہونا ہے اور
 اپنے اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہے۔ کیونکہ عقیدے کا رکھنا محض اسی وقت
 مفید اور قابل تعریف ہوگا جب اس کے لوازمات پر عمل بھی ہو۔ اور سچ پوچھتے تو
 وہ عقیدہ دراصل عقیدہ ہی نہیں جو مقرون بالعلم نہ ہو۔

۹ اواں پارہ سورہ نمل کا پہلا رکوع چوتھا آیت ۱۰

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

جو لوگ روزِ آخرت کا یقین نہیں رکھتے ہم نے ان کے

زَيْنًا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ
يَجْمَهُونَ ﴿٢٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي
الْآخِرَةِ هُمْ الْآخِسُونَ ﴿٥﴾

تشریح :- جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بعد مرنے کے نہ زندہ ہونا ہے اور نہ
کوئی حساب کتاب ہے مر گئے قصہ ختم ہو گیا۔ ایسے ہی طبقہ کے لوگوں کے اعمال
تخلیقاً ہم عمدہ کر کے دکھاتے ہیں اور یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں یہی
ٹھیک اور بہتر ہے۔ انہی لوگوں کو آخرت میں بڑا عذاب ہو گا اور یہ لوگ بہت
زیادہ نقصان میں ہوں گے۔

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۳۵ واں کو ع ۲۵۸ و ۲۵۹ آیت :-

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ
فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ
إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّي
الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ لَا
قَالَ أَنَا أَحْيِي وَأُمِيتُ ط
قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ
يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ
 فَأُتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ
 فَأَبْهَتَ الَّذِينَ كَفَرُوا ط
 وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظَّالِمِينَ ﴿٢٥٨﴾

لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ﴿٢٥٨﴾

تشریح :- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد تم اور تمہارے پیرو اپنی موجودہ
گمراہی اور بے بسی سے گھبرا کر کہیں تبلیغ حق اور جہاد فی سبیل اللہ کو نہ چھوڑ
بیٹھنا۔ دشمن اور دشمنان دین کی آن گنت فوج اور اُس کے بے انتہا خزانے

تم سب کو مرعوب نہ کریں۔ تمہیں چاہیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے زمانہ کے ظالم و مغرور اور خدائی و عویدار بادشاہ کا واقعہ اپنے سامنے رکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کو خدا کا فرماں بردار بننے اور اس کی عبادت کرنے کے لئے دعوت دی تھی۔ تم بھی منکروں اور مشرکوں کو ایمان لانے کی دعوت دو۔ کیا ہم نے ابراہیم کو اپنی حفاظت میں نہ لیا؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ دشمن اس کا بال تک بیگانہ کر سکا اور کیا اس کی آواز پر تمام دنیا کی قوموں نے لبیک نہ کہا تھا؟ تم بھی اے محمد اسی طرح بے پرواہ ہو کر دعوت تبلیغ حق کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ خدا کا دین پھیلاؤ اور مظالم سے نہ ڈرو میں تمہارا اور تمہاری تقلید کرنے والوں کا محافظ ہوں۔

آٹھواں پارہ سورہ اعراف کا ساتواں رکوع ۵۸ ویں آیت :-

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرِجُ
نَبَاتَهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي
خَبثَ لَا يَخْرِجُ إِلَّا نَجَسًا
كَذَلِكَ نَهَرَفُ
الْأَيَّاتِ لِقَوْمٍ
يَشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾

اور جو بستی (ایسی ہے کہ اس کی زمین) عمدہ ہے اس کے پروردگار کے حکم سے اس کی پیداوار (بھی عمدہ ہی) نکلتی ہے اور جو رستی ایسی ہے کہ اس کی زمین ناقص ہے اس کی پیداوار (بھی) ناقص ہی ہوتی ہے اسی طرح ہم (اپنی قدرت کے) دلیلیں طرح طرح سے ان لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں جن کا شیوہ شکر گزاری

ہے ﴿٥٨﴾

تشریح :- جو زمین جو ہر دار ہوتی ہے اور پیداوار کی صلاحیت رکھتی ہے اس میں پھل پھول خوب اُگتے ہیں اور نکلی اور رتیلی زمین پر اگر سالہا سال بارش ہوتی رہے تب بھی ایسی زمین سے کچھ بھی پیداوار نہیں ہوتی ہے۔ یہی حال انسانی طبیعت کا ہے جس طبیعت و دل میں پسند و نصیحت کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اس پر تبلیغ کا اثر جلد ہوتا ہے اور خوب اثر انداز ہوتا ہے اور وہ طبیعت ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جاتی ہے۔ اور جس طبیعت میں پسند و نصیحت قبول کرنے کی صلاحیت نہیں وہ رتیلی زمین کے مانند ہے۔ اگر سالہا سال بھی اس زمین پر بارش ہوتی رہے تو اس زمین میں پیداوار کی کچھ بھی امید نہیں۔ اسی طرح جو دل سیاہ اور مرد ہے

اس پر بند و نصیحت کا کچھ بھی اثر زندگی بھر نہیں ہوتا۔

۲۷ واں پارہ سورہ القم کا پہلا رکوع پہلی آیت :-

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالشَّقَّ
الْقَمَرِ ① وَلَا يَسْرُدُوا
اَيَةً يُعْرَضُونَ وَيَقُولُوا سِحْرٌ
مُسْتَمِرٌّ ② وَكَانَ بَدَأُ
وَاتَّبَعُوا اَهْوَاءَهُمْ
وَكَانَ امْرُؤٌ مُّسْتَقِرٌّ ③
وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ
الْاَنْبَاءِ مَا فِيهِ
مُزْدَجَرٌ ④

قیامت پاس آگئی اور پیغمبر کے معجزے سے، چاند
دو ٹکڑا ہو گیا کہ قرب قیامت کی یہ بھی ایک نشانی ہے،
اور یہ لوگ، اگر کوئی معجزہ رکھی، دیکھیں (تاہم حق
سے، روگردانی کریں اور کہیں کہ یہ بھی ایک قسم کا،
جادو ہے جو سدا سے ہوتا چلا آیا ہے ② اور ان
لوگوں نے (پیغمبر کو، جھٹلایا اور اپنی (نفسانی، خواہشوں
کی پیروی کی اور ہر ایک کام (کا ایک وقت، ٹھہرا ہوا
ہے (ازاں جملہ ان کی سزا کا بھی، ③ اور ان کو تو راگلی
امتوں کے، اتنے حالات پہنچ چکے ہیں کہ جن میں

(کافی، تہنہ بھی ④)

تشریح: ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں
تشریف فرما تھے رات کا وقت تھا اور آپ کے بعض مخالفین بھی وہاں منیٰ میں جمع تھے
انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی فوق العادت نشانی کا مطالبہ کیا آپ
نے فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ انہوں نے نگاہ جو اٹھائی تو دیکھا کہ چاند پھٹ کر
دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ ایک ٹکڑا ان میں کا مغرب کی طرف اور دوسرا مشرق کی طرف چلا
گیا ہے۔ جب لوگوں نے خوب اچھی طرح اس نظارہ کو دیکھ لیا تو پھر دونوں ٹکڑے
اپس میں جٹ گئے۔ مگر اس پر بھی وہ منکرین ایمان نہ لائے اور کہنے لگے کہ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند پر یا ہم پر جادو کر دیا ہے۔ (حالانکہ آسمانیات پر جادو
نہیں چلتا) اس واقعہ کو معجزہ "شق القمر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بعض
مسلمانوں کے نزدیک یہ واقعہ قیامت کے روز ظہور میں آئیگا لیکن جمہور علماء کرام
کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ قیامت کے روز چاند کی کیا خصوصیت ہے تمام نظام شمسی
و قمری ہی درہم برہم ہو جائیگا۔ اگر شق القمر کے معجزہ کا واقع ہونا اسی طرح تسلیم
کر لیا جائے جس طرح روایت کی گئی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ایک

نبی سے ایسی بات کا ظہور میں آنا کچھ مجال نہیں۔ پس اس روایت کو صحیح تسلیم کرنے کے بعد ان آیات کا مفہوم یہ ہو گا کہ اے منکران حق تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ چاند کس طرح پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ حالانکہ تمہارے نزدیک ایسا ہونا مجال کیا بلکہ ناممکن تھا۔ پس جان لو کہ جس طرح آج چاند پھٹ گیا اسی طرح جب قیامت آئے گی تو ہر چیز پھٹ کر اور اپنی اپنی جگہ چھوڑ کر برباد ہو جائے گی اور جس طرح ہمارے لئے آج تمہیں یہ معجزہ اپنے پیغمبر کے ذریعہ دکھانے میں کوئی وقت نہ ہوئی اور نہ کچھ وقت لگا اسی طرح قیامت کے روز تمام نظام شمسی و قمری کے ٹوڑنے یا درہم برہم کرنے میں بھی ہمیں نہ کوئی وقت ہوگی اور نہ ہی کچھ وقت لگے گا مگر تم لوگ ایسے نافرمان بندے ہو کہ معجزہ دیکھنے کے بعد بھی تم یہی کہتے ہو کہ یہ تو ایک جادو تھا۔ سو چو کیا آسمان پر بھی جادو چلتا ہے؟ جادو کا تعلق تو سفلیات سے ہے۔

۱۹ واں پارہ سورہ شعراء کا پہلا رکوع تیسری آیت :-

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسًا
 أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۳﴾
 اِنْ تَسْأَلُنَا نَزْلَ عَلَيْهِمْ
 مِنَ السَّمَاءِ آيَةً
 فَظَلَّتْ أَعْيُنُهُمْ لَهَا
 خَاضِعِينَ ﴿۴﴾

اے پیغمبر تم کچھ ایسے منقبض ہو رہے ہو کہ (شاید تم خود کشتی کر بیٹھو کہ یہ لوگ ایمان رکھیں، نہیں لاتے۔ ہم چاہیں تو ان (لوگوں) پر آسمان سے ایک (زبردستی) نشانی اتاریں اور ان کی گردنیں ان کے آگے جھک کر رہ جائیں) ﴿۳﴾ (نشانی سے مراد ہے عذاب یا معجزہ غرض کہ کوئی ایسا واقعہ جو منکروں کو ایمان لانے پر مجبور کرے۔ لیکن ہم زبردستی کرنا نہیں چاہتے۔ دنیا میں ہم نے ہر ایک انسان کو آزاد خیال چھوڑ رکھا ہے کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جاتا،

اٹھواں پارہ سورہ انعام کا چودھواں رکوع ۱۱۱ ویں آیت :-
 وَلَوْ اَنَّآنَا نَزَّلْنَا لِيَهُمُ
 الْمَلَكَةَ وَكَلَّمَهُم
 الْمَوْتَى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ
 اَوْرَاقِ الشَّجَرِ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۱۱﴾
 اور اگر ہم ان (منکروں) کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے اور مردے بھی ان سے باتیں کرنے لگتے۔ اور ہم تمام موجودات (غیبیہ) کو لا کر ان کے سامنے کھڑے کر دیتے

شَيْءٌ مُّبَلَّغًا كَمَا تَوَالِيَوْمُونَا إِلَّا
 أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَلَكِنْ
 أَكْثَرُهُمْ يَجْهَلُونَ ۝۱۱۱

تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں۔ ہاں اگر اللہ (زبردستی) چاہے (تو وہ اور بات ہے، لیکن ان میں اکثر لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں) ۱۱۱

تشریح :- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے پیغمبر جو لوگ ایمان لانے والے نہیں ان کو اگر فرشتے دکھا دئے جائیں۔ مردے بھی اپنے قبروں سے اٹھ کر ان کے شامل باتیں کرنے لگیں۔ اور جو کچھ طلب کریں وہی ان کے سامنے لاکھڑی کر دی جائیں تب بھی وہ لوگ ایمان لانے والے نہیں کیونکہ ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ ہاں اگر خدا زبردستی کرنا چاہے تو وہ اور بات ہے۔ لیکن خدا کسی پر زبردستی نہیں کرتا۔

تیسرے ہواں پارہ سورہ رعد کا چوتھا رکوع اس میں آیت :-

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ
 بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ
 بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُفِيَ
 بِهِ الْمَوْتَىٰ ط بَلَّ اللَّهُ
 الْأَمْرَ جَمِيعًا

اور اگر کوئی قرآن (ایسا بھی نازل ہوا) ہوتا جس کی برکت سے پہاڑ چلنے لگتے یا اس کی برکت سے زمین کی مسافت بہ آسانی اٹے کی جاسکتی یا اس کی برکت سے مردوں کے ساتھ گفتگو ہو سکتی (تو بھی یہ منکر لوگ ایمان لانے والے نہیں) حالیکہ یہ تمام باتیں اللہ کے بس میں ہیں کہ وہ قرآن کے بذریعہ کر سکتا تھا،

تشریح :- ایمان نہ لانے والوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اگر اس قرآن کے پڑھنے سے پہاڑ اپنی جگہ سے چل کھڑے ہوتے یا زمین کے مسافات اٹے ہو سکتے یا ان سے مردے باتیں کرنے لگتے تب بھی یہ منکر لوگ ایمان نہ لاتے اور کچھ نہ کچھ اعتراض کھڑا کر ہی دیتے حالانکہ یہ تمام قدرت اللہ کو ہے جو قرآن کے بذریعہ خداوند تعالیٰ اگر چاہتا تو کر سکتا تھا لیکن خدا کسی قوم یا کسی انسان کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کرتا اگر وہ مجبور کرتا تو آج اس روئے زمین پر ایک بھی مشرک یا منکر دکھائی نہیں دیتا اور نہ ہی اسلام کی خوبیوں سے اچھی طرح کوئی بھی واقف کار ہوتا کیونکہ اسلام کی خوبی کفر کے مقابلہ سے واضح ہو جاتی ہے۔

چودھواں پارہ سورہ الحج کا پہلا رکوع چودھویں آیت :-

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا
مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ
يَعْرَجُونَ ﴿١٢﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا
سُكُوتُ أَبْصَارِنَا بَلْ نَحْنُ
قَوْمٌ مُّشْكِرُونَ ﴿١٥﴾

اور اگر ہم ان لوگوں پر آسمان کا ایک دروازہ بھی
کھول دیں اور یہ (منکر، لوگ دن دھاڑے اُس دروازے
سے (آسمان پر) چڑھ بھی جائیں ﴿۱۲﴾ تاہم یہ کہیں کہ
ہونہ ہو ہماری نظر بند ہی کر دی گئی کھٹی ریا، یہ نہیں تو ہم
پر کسی نے جادو کر دیا ہے ﴿۱۵﴾

چودھواں پارہ سورہ الحج کا پہلا رکوع دوسری آیت:-

رَبَّنَا يُودِ الَّذِينَ كَفَرُوا
لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٢﴾
ذَرَّهُمْ يَا كَلْبُوا وَيَتَمَتَّعُوا
وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ
يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾

راہک دن ہوگا کہ، کافر بہتر سے ہی ارمان کرینگے کہ
(اے، کاش) ہم بھی مسلمان ہوتے ﴿۲﴾ تو (اے
پیغمبر) ان کو ان ہی کے حال پر رہنے دو کہ کھائیں
(پئیں) اور دنیا کے چند روزہ، فائدے اٹھائیں
اور توقعات (بے جا) ان کو غافل کئے رہیں پھر آخر
قیامت میں، تو ان کو معلوم ہو ہی جائیگا ﴿۳﴾

تشریح :- جب ان منکروں اور مشرکوں کا اس دنیا سے کوچ ہوگا اور عالم آخرت

میں جا کر ہر ایک چیز کی کیفیت سے واقف ہوں گے اور اپنے ضمیر کی ملامت
سے تنگ آکر افسوس کرینگے کہ وہ دنیا میں کیوں خدا کے فرماں بردار نہ بنے
ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام! تم اس طبقے کے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ
دو۔ ان کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ دنیا میں عیش و عشرت اور راحت
و آرام کی زندگی بسر کریں۔ اور دن رات لہو و لعب اور خوش طبعی میں اپنا دن
گزاریں۔ اسی طبقے کے لوگوں کی بستیاں قہر آسمانی سے تباہ و برباد کی جاتی ہیں
افسوس اس زمانہ کے اکثر مسلمان بھی اسی طرح کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور بہانہ
عیش و عشرت کی زندگی کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے۔ بے ایمانی۔ بددیانتی۔ حیا
دغا۔ فریب۔ رشوت خوری غرضکہ اسی طرح کی دوسری حرکتوں کے مرتکب ہو رہے
ہیں۔ چھوٹے سے لیکر بڑے تک اور جاہل سے لیکر عالم تک سب کے دلوں میں یہی
سہمائی ہے کہ دنیاوی عیش و عشرت کا سامان کیونکر اور کس طرح حاصل کریں۔ ہر
شخص مبداء و معاد کو بھولا ہوا ہے۔ نہ پیدائش یاد ہے اور نہ موت کی فکر نہ خدا

کی نافرمانی کا ڈرنہ رسول کی اطاعت کا شوق - نہ بد اعمالیوں سے نفرت اور نہ نیک کرداروں کی رغبت -

عرض عیب کیجئے بیاں اپنے کیا کیا کہ بگڑا ہوا یاں ہے آوے کا آوا
فقہ اور جاہل ضعیف اور توانا تاسف کے قابل ہے احوال سب کا

مرض ایسے مایوس دنیا میں کم ہیں
بگڑ کر کبھی جو نہ سنبھلیں وہ ہم ہیں (حالی)

یہی وجہ ہے کہ ہم پر بلائے آسمانی نازل ہو رہی ہیں اور عبرت ناک واقعات ہمارے سامنے آرہے ہیں۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا گیارہواں رکوع ۸۶ ویں آیت :-

وَإِذَا أَحْسَبْتُمْ أَنْ تَحْيَا
فَحَيُّوا بِأَحْسَنِ مِنْهَا أَوْ
رُدُّوْهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا
اور جب تمہیں کوئی دشمنی شروع کرے تو
تم اس سے بھی بہتر الفاظ میں سلام دیا کرو
(یا کم از کم) ویسے ہی الفاظ لوٹا دیا کرو۔ بیشک اللہ

شئی حسیباً (۸۶) چیز کا حساب لینے والا ہے (۸۶)

تشریح :- اگر کوئی مسلمان تمہیں شرعی طور پر سلام کرے تو تم اس کے جواب میں بہتر الفاظ استعمال کرو۔ یعنی اگر کہے السلام علیکم تو تم جواب میں کہو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ یا کم از کم اتنا ہی کہو یعنی وعلیکم السلام۔ خاموش رہنا اور جواب نہ دینا گناہ ہے اور خداوند کریم اس کا حساب ضرور لے گا۔

اٹھارواں پارہ سورہ نور کا آٹھواں رکوع ۶۱ ویں آیت :-

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّطُوا
عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ
عِنْدِ اللَّهِ مُبْرَكَةً طَيِّبَةً
کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمْ
تم جب گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے (لوگوں) کو
سلام کر لیا کرو (سلام ایک) دعائے خیر ہے جو تم
مسلمانوں کو، خدا کی طرف سے (تعلیم کی گئی ہے) برکت
والی عمدہ۔ یوں اللہ (اپنے) احکام تم سے کھول کھول کر

الآیۃ لعلکم تعقلون (۶۱) بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو (۶۱)

تشریح :- جب تم کسی کے مکان وغیرہ میں داخل ہونے لگو تو پہلے مکان والوں میں سے اپنے دینی بھائیوں کو سلام کر لیا کرو۔ سلام کیا ہے؟ یہ ایک بہترین

بابرکت دعا ہے جس کی تعلیم تمہیں خداوند تعالیٰ قرآن پاک کے بذریعے کھول کھول کر سمجھاتا ہے کہ دیکھو یہ کتنی اچھی چیز ہے۔

اکیسواں پارہ سورہ احزاب کا پہلا رکوع چوتھی آیت :-

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِۦٓ وَفَا جَعَلَ اٰذْوَاجَكُمْ اِلَيْهِ تَضَاهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهَاتِكُمْ وَفَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝۴۱ اَدْعُوْهُمْ اِذَا بَاٰهُمْ هُمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اَبَاءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيكُمْ وَاَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَا اَخْطَاكُمْ بِهِۦٓ وَلٰكِنْ فَاْتَحَدَّتْ قُلُوْبُكُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۴۲

اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں رکھے ہے اور نہ تم لوگوں کی بیویوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا تمہارے اپنے منہ کی کہن ہے اور اللہ تو حق بات فرماتا ہے اور وہی لوگوں کو سیدھا، رشتہ دکھاتا ہے ۴۱ لے پالکوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کے نام سے بلایا کرو یہی بات اللہ کے نزدیک زیادہ ترقین انصاف ہے۔ پس اگر تم کو ان کے باپ معلوم نہ ہو تو تمہارے دینی بھائی اور دینیز، تمہارے (دینی) دوست ہیں تو ان ہی کے مناسب حال لفظوں سے ان کو بلایا کرو، اور تم سے اس میں بھول چوک ہو جائے تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔ مگر ہاں دل سے ارادہ کر کے ایسا کرو (تو البتہ گناہ کی بات ہے)، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۴۲

تشریح :- اسلام سے پہلے عرب میں ایک طرح کی طلاق کا رواج تھا جس کو ظہار کہتے ہیں۔ وہ اس قسم کے الفاظ سے واقع ہوتی تھی کہ مرد نے عورت کو کہہ دیا کہ تو میری ماں ہے۔ اتنا کہہ دینے سے عورت مرد سے چھوٹ جاتی تھی اب بھی لوگوں سے اس قسم کی نادانیاں سرزور ہوتی ہیں۔ مگر اسلام نے اس کو طلاق نہیں

لے مناسب حال لفظوں کا یہ مطلب ہے مثلاً صاحب زاوے یا میاں لڑکے یا اسی طرح کا کوئی اور لفظ کہہ کر بلانا چاہیے نہ کہ فرزند یا بیٹا جس طرح اپنے حقیقی اولاد کو پکارا کرتے ہیں۔

مانا بلکہ اس کا ایک کفارہ ٹھہرا دیا ہے جس کی صراحت اٹھائیسواں پارہ کے سورہ مجادلہ (۱۲۸) پر ہے۔ دوسری بدرسم لے پالک کی تھی اور اب بھی ہے کہ متبنی کو تمام باتوں میں اصلی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ان دونوں رسموں کو یہ فرما کر اٹھا دیا کہ کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے تو جو میلان آدمی کو اپنی ماں کی طرف ہوتا ہے اُس قسم کا میلان بیوی کی طرف کیوں ہونے لگا پس اگر آدمی اپنی بیوی کو کہہ دے کہ تو میری ماں کی جگہ ہے اس کہنے سے بیوی ماں کی جگہ نہیں ہو جاتی۔ ماں ماں ہی کی جگہ ہے اور بیوی بیوی کی جگہ۔ اسی طرح غیر کے فرزند کو بیٹا بنا لینے سے وہ اصلی بیٹا نہیں ہوتا۔ پس اس قسم کی باتیں خدا کے نزدیک معتبر نہیں

ہم معتقدِ دعویٰ باطل نہیں ہوتے سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے
سورہ کہف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ کہف پہاڑ کی کھوہ یا غار کو کہتے ہیں کسی زمانہ میں چند ایک پاک باطن نوجوان اپنے زمانہ کے فسق و فجور اور شرک و بت پرستی سے تنگ آکر پہاڑ کی ایک کھوہ میں جا رہے تھے اور حکمت الہی سے وہیں کوئی تین سو نو سال تک سوئے رہیں اس کے بعد قادر مطلق نے اُن کو پھر خواب راحت سے جگایا اور دنیا کو دکھا دیا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور اسی طرح مرنے کے بعد سب کو چلائے گا اس لئے اس سورہ شریف کا نام سورہ کہف رکھا گیا۔ اس سورہ کا شان نزول کا واقعہ یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھتے تھے اور قوم یہود و نصاریٰ اور اہل قریش کو یہ معلوم تھا کہ اصحاب کہف کا صحیح طور پر قصہ صرف پرانی کتابوں یعنی توریت اور انجیل میں مذکور ہے جن تک حضور کی رسائی نہیں۔ اس لئے اہل قریش نے بعض یہود و نصاریٰ کے ساتھ مل کر یہ تجویز کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معلومات کا جائزہ لیا جائے چنانچہ آپ سے آکر پوچھا کہ آپ اصحاب کہف کے بابت ہمیں صحیح صحیح حالات سے مطلع فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ بہتر کل بتا دوں گا۔ حضور کا خیال تھا کہ کل تک وحی نازل ہو جائے گی اور تمام باتیں کھل جائیں گی۔ لیکن آپ بتقاضائے بشریت انشاء اللہ کہنا بھول گئے اور کئی دنوں تک جب وحی نازل نہ ہوئی تو حضور گہرائے اور مخالفین نے باتیں بنانی شروع کیں۔ الغرض عجب بیچینی کے دن

گزرے۔ چند روز بعد وحی نازل ہوئی اور حضور کو ارشاد ہوا (پندرہواں پارہ سورہ کہف کا چوتھا رکوع ۲۳ میں آیت :-

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ
ذَلِكَ غَدًا (۲۳) إِلَّا أَنْ
كُنْتُ لَشَاءِ اللَّهِ أَذْكَرٌ بَكَ إِذَا
نَسِيتَ وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنِي
رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَذَا

اور کسی کام کی نسبت دیکھ، نہ کہا کرو کہ میں اس (کام) کو
کل کر دوں گا (۲۳) مگر (ہاں یوں کہا کرو کہ) خدا چاہے
تو اس کام کو کل کر دوں گا، اور اگر (انشاء اللہ کہنا،
کبھی بھول جایا کرو تو جب یاد آجائے، اپنے رب
کو یاد کر لیا کرو اور کہہ دو کہ امید ہے کہ میرا رب اس سے

زیادہ مجھے رہنمائی کی بات بتا دے (۲۴)

تشریح :- جب کسی شخص سے کچھ وعدہ کرو یا کسی چیز کی ملنے کی توقع ہو تو "انشاء اللہ" کہہ کر وعدہ کرنا چاہیے اور اگر کبھی "انشاء اللہ" کہنا بھول جاؤ تو یاد آنے پر ذکر الہی میں مشغول ہو جاؤ اور اپنی غلطی پر افسوس کا اظہار کرو ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہاری توبہ قبول کر لے اور تم سے کسی طرح کی پریشانی نہ ہو۔ نیکوں کی حسنت مقربین کی سیئات ہوتی ہے۔ بنا بریں انبیاء سے خلاف اولیٰ چیزوں پر بھی گرفت ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اصحاب کہف کا قصہ بیان فرمایا۔ اللہ اللہ! ذرا غور تو کیجئے کہ اتنے بڑے پیغمبر صرف غلطی سے لفظ "انشاء اللہ" اپنے وعدے میں کہنا بھول گئے تو خداوند کریم نے نزول وحی روک دی اور جب تک اپنی لغزش کی معافی نہ چاہی اس وقت تک وحی نازل نہیں ہوئی۔ اب ذرا غور تو کیجئے کہ ہم اپنے آئندہ توقعات اور وعدے کے لئے کتنی دفعہ "انشاء اللہ" کہتے ہیں۔ آج کل اگر کسی توقعات یا وعدے پر ہم "انشاء اللہ" کہتے بھی ہیں تو اکثر مغرب زدہ اور اپنے مذہب سے ناواقف لوگ کہتے ہیں کہ انشاء اللہ شک کئے ہے یعنی تم کر بھی سکتے ہو اور نہیں بھی۔ دیکھئے یہ کتنی بری جہالت اور لاعلمی ہے اور یہ لاعلمی صرف اس لئے ہے کہ ہم نے قرآن کی تعلیم سے اپنے کو آزاد کر لیا ہے اور سرسراگناہ کے مرتکب ہوتے جاتے ہیں۔ ہمیں اپنے وعدوں اور توقعات کے پورے کرنے یا ہونے میں ہمیشہ "انشاء اللہ" کہنا چاہیے اس لئے کہ اگر خدا کو منظور نہیں تو وہ کون سی ہستی ہے جو اس وعدے کو پورا کر دے۔

تیسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۳۹ و ۱۱ رکوع ۲۸۲ میں آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُتِلَ
بَيْنَكُمْ بِدِينٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى
فَاكْتُبُوا ۚ وَاسْتَشْهِدُوا
شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ
فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ
فَرَجُلٌ وَامْرَأَتٌ

اے ایمان والو! جب کبھی تم ایک دوسرے کے ساتھ
ایک میعاد کے لئے ادھار لین دین کا معاملہ کرو تو اسے
لکھ لیا کرو اور یہ بھی حکم ہے کہ اس دست آویز پر گواہ
بھی کرو، اور اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ کر لیا
کرو۔ پھر اگر دو مرد گواہ کے لئے نہ ملیں تو ایک مرد

اور دو عورتوں کو گواہ، بنا لو (۲۸۲)

(۲۸۲)

تشریح :- اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرض کا لین دین منع نہیں ہے بشرطیکہ
سووی قرض نہ ہو۔ پھر بد معاملگی اور بُرے نتائج سے بچنے کے لئے ایک اصولی بات
بھی بتادی گئی ہے کہ اس طریق کار سے نقصان اور جھگڑے فساد کا احتمال کم رہتا ہے
وہ یہ کہ جب کبھی قرض کے لین دین کا معاملہ پیش آئے تو اسے لکھ پڑھ لیا کرو اور اس
دست آویز پر مردوں میں سے دو شخصوں کو گواہ بھی کر لیا کرو۔ اگر دو مرد نہ ملیں تو
ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ میں لے لو دو عورتوں کا حکم اس لئے ہے کہ مردوں
کے مقابلے میں عورتیں جہاں عموماً جسمانی توانائی میں گھٹی ہوتی ہیں ان کی یادداشت
بھی مردوں جیسی نہیں ہوتی اس لئے ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتیں ہیں، غرض کہ
اس رکوع اور آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو کہاں تک ہمارے باطنی فسادات
کی روک تھام منظور ہے۔ کاش بندے خدا کی مرضی کو سمجھیں اور اس کے حکموں پر
کار بند ہوں کہ خدا کی خوشنودی اور ہمارا فائدہ اسی میں ہے۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا آٹھواں رکوع ۵۸ ویں آیت :-

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ
أَنْ تُوَدُّوا الْأَوْلِيَاءَ إِلَىٰ
أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ
النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ
إِنَّ اللَّهَ لِعَلِيمٌ
بِهِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ
بَصِيرٌ (۵۸)

(مسلمانو!) اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت (رکھنے والوں
کی امانتیں) جب مانگیں، ان کے حوالے کر دیا کرو
اور جب لوگوں کے باہمی جھگڑے فیصلہ کرنے لگو تو
انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اللہ جو تم کو نصیحت کرتا
ہے (تمہارے حق میں) بہت اچھی ہے اس میں
شک نہیں کہ اللہ (سب کی) سنتا (اور سب کچھ)
دیکھتا ہے (۵۸) مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول

کا حکم مانو اور جو تم میں صاحب حکومت ہیں (اُن کا بھی) تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ ایمان والو تمہارے لئے یہ لازمی امر ہے کہ تم ہمیشہ حق و صداقت کا ساتھ دو اور لوگوں کی امانتیں خواہ وہ مالی ہوں یا اخلاقی کمال دیانت داری اُن کے حقداروں کو پہنچاؤ اور جو بات بھی کہو عدل و انصاف کو پیش نظر رکھ کر کہو تمہیں طرفداری کے تعصبات اندھانہ کرنے پائیں۔ اور خدا کی نافرمانی کی جرأت تمہارے اندر پیدا نہ ہو سکے جب کبھی تمہیں دو مخالف فرق کے درمیان تصفیہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو تمہارا فیصلہ خدا کی کتاب اور رسول کے ارشادات کے مطابق ہونا چاہیے۔ اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور روزِ آخرت سے ڈرتے ہو تو تمہارے فیصلے کی بنیاد انہیں باتوں پر ہوگی۔ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور جو تمہارے اندر صاحب حکومت ہیں اُن کا بھی حکم مانو بشرطیکہ وہ حکم خلاف پیغمبر نہ ہو۔

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزلِ نوحا ہد رسید
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جس نے بھی راہ اختیار کی وہ منزل مقصد تک
ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا بیسواں رکوع ۱۳۵ ویں آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ
بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَكُونُوا عَلَى
أَنْفُسِكُمْ وَأَوَالِدَيْكُمْ
وَالْأَقْرَبِينَ إِذَا تَكُنْ غَنِيًّا
أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلىٰ بِهِمَا
فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا
وَإِنْ تَلَوْا أَوْ لَعَنْتُمْ أَوْ فَاَن
اللَّهُ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ

اے ایمان والو! انصاف پر پوری طرح قائم رہو اور
خدا لگتی گواہی دو اگرچہ یہ (گواہی) تمہارے اپنے یا
تمہارے ماں باپ یا قریبی رشتہ داروں ہی کے خلاف
(کیوں نہ) ہو اگر کوئی مالدار ہے یا نادار تو اللہ تمہاری
نسبتاً، اُن پر زیادہ مہربان ہے تم (اُن کی خاطر اپنی)
خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ کہیں لگو تم حق سے ہٹنے
اور اگر کج بیانی کرو گے یا گواہی دینے سے پہلو تھی
کرو گے تو بلاشبہ اللہ کو اُن باتوں کی پوری پوری

خبر ہے جو تم کرتے ہو (۱۳۵)

خبیراً (۱۳۵)

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! تم سچائی اور حق گوئی کو اپنا شیوہ بناؤ اور ہمیشہ سچی گواہی دیا کرو اور اس بات کا خیال رکھو کہ کوئی بھی چیز تمہیں سچائی

سے نہ روک سکے۔ اگر تم دیکھتے ہو کہ حق کوئی تمہارے ہی خلاف پڑتی ہے یا اس سے تمہارے ماں باپ یا قریبی رشتہ داروں پر کوئی حرف آتا ہے تو بھی بیچ کہنے سے دریغ نہ کرو۔ دیکھو کہیں تمہیں سچائی سے نہ دولت مندوں کی دولت باز رکھے اور نہ ناداروں کے بسوں کی غریبی غرض کہ سچائی اور راستی پر ہمیشہ ثابت قدم رہنا چاہیے۔ اگر دینی زبان سے گواہی دو گے یا سرے سے گواہی دینے میں پہلو تہی کرو گے یا حقیقت کو چھپانے کی کوشش کرو گے تو یاد رکھو کہ خدا تمہارے فعل سے بے خبر نہیں جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔

چودھواں پارہ سورہ نحل کا تیسرا ہواں رکوع ۹۰ ویں آیت :-

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ
وَالْحُسْنِ وَإِنَّا لَذِي
الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ
وَالْمُنْكَرِ وَابْنَعِي يَعِظُكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾

(مسلمانو!) اللہ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور (لوگوں کے ساتھ) احسان کرنے کا اور قرابت والوں کو (مالی مدد) دینے کا اور بے حیائی (کے کاموں) اور ناشائستہ حرکتوں اور (ایک دوسرے پر) زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے تم لوگوں کو (ایسی ایسی) نصیحتیں کرتا ہے

کہ تم (ان باتوں کا) خیال رکھو ﴿۹۰﴾

تشریح :- اگر مسلمان صرف اسی ایک آیت کے حکم پر عمل کریں تو دینی اور دنیاوی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ فرمایا کہ تین باتوں پر تمہارا عمل ہونا چاہیے یعنی عدل و انصاف احسان اور لوگوں سے اچھے سلوک۔ رشتہ داروں کی مدد اور اعانت اور تین باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ فحش و بے حیائی۔ ناپسندیدہ حرکات اور دوسروں پر ظلم و زیادتی۔ ان باتوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھو اور ان پر عمل کرو۔ افسوس کہ ہر جمعہ کے خطبے میں ہمارے مسجدوں کے ائمہ اس آیت کریمہ کو لازمی طور پر بلند آواز سے پڑھ کر سنا تو دیتے ہیں مگر اکثر نہ وہ خود سمجھتے ہیں اور نہ ہی ان کے مقتدی۔ اگر ہمارے مسجدوں کے امام صاحب ہر جمعہ میں صرف اسی ایک آیت کریمہ کا ترجمہ تشریح کے ساتھ بیان کریں اور مصلیوں کو سمجھا دیا کریں تو ہماری اصلاح کیلئے بڑی حد تک کافی ہو سکتی ہے۔

سورۃ الحجرات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں دو رکوع اور اٹھارہ آیتیں ہیں۔ یہ سورہ بارہ ایسے حکموں پر مشتمل ہے جو اسلامی تہذیب کے اصول ہیں مگر

افسوس صد ہزار افسوس کہ وہ قوم جس کے پاس ایسے زریں اصول ہوں اور اس کے چھوٹے بڑے تمام افراد مرد اور عورتیں۔ امیر و غریب لازمی طور پر قرآن پاک کے ذریعے سے ان اصولوں کی تلاوت بھی کرتے ہوں۔ مگر افسوس کہ وہ قوم آج اس قدر غیر مہذب اتنی ناشائستہ اور اس قدر غیر منظم ہو۔ اس کی وجہ کیا ہے صرف یہی کہ ہم نے قرآنی تعلیمات کے اخلاقی پہلو کو عملاً ترک کر رکھا ہے۔ اور صرف ظاہری صورت کو اور وہ بھی بہت کم قائم رکھا ہے۔ اگر ہم قرآن پاک کی تعلیم کے اخلاقی پہلو پر عمل پیرا ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ زمانہ اول کے مسلمانوں کی تمام وہ برکات اور خوبیاں ہم کو بھی حاصل نہ ہوتیں جن کی بدولت وہ لوگ تمام دنیا پر چھا گئے تھے۔

۲۶ واں پارہ سورہ حجراتہ کا پہلا رکوع اور پہلی آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے بڑھ کر

باتیں نہ بنایا کرو اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو

(کیونکہ، اللہ سب کی، سنتا سب کچھ) جانتا ہے ①

مسلمانو! اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے اونچا نہ ہونے

دو۔ اور نہ ان کے ساتھ بہت زور سے بات کرو،

جیسے تم ایک دوسرے سے (آپس میں) زور زور سے

بولا کرتے ہو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارا کیا کرایا سب کا

ہو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو ②

تشریح :- ان بارہ حکموں میں سے پہلا حکم یہ ہے کہ مسلمانو! تم اللہ اور اس کے

رسول کے احکام پر اپنے حکموں کو مقدم نہ رکھو۔ اس حکم کے ذریعے مومنوں کو پہلے

اللہ کے فرماں بردار ہونے اُس کے بعد رسول اکرم کی اطاعت کا سبق پڑھایا اور

اس کے بعد قیامت تک نبی کے جانشینوں کی اطاعت اُن کا ادب و احترام اور

اُن سے وفاداری کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ دیکھو رسول کے سامنے گستاخی کرنا اللہ

کے سامنے گستاخی کرنے کے برابر ہے اور رسول کی تعظیم فی الحقیقت اللہ کی تعظیم ہے

اسی طرح حضور کے جانشینوں کی تعظیم و تکریم کو بھی ضروری قرار دیا۔ حضور اکرم کے

جانشین وہی علماء دین ہیں جو پابند شریعت یعنی پابند قرآن و حدیث ہوں زمانہ سابق

کے مسلمانوں نے اس حکم کو مانا اور اس سے فائدہ اٹھایا۔ آج ہم لوگ نبی کے جانشینوں کی درگت بناتے ہیں اور بُرے عالموں کے ساتھ علماءِ حق کو بھی جس طرح بُرا بھلا کہتے ہیں اور اُن کے ادب و احترام کو پارہ پارہ کرتے ہیں۔ اس کی سزا ہمیں موجودہ بد نظمی اور فرقہ بندی کی صورت میں مل رہی ہے۔ آج کل کے مسلمان حکمِ ربّانی سے اتنا نا آشنا ہیں کہ وہ اور تو اور ان کی تعظیم و تکریم بھی نہیں جانتے۔ جو انھیں قرآن پڑھائے اور اس پر عمل درآمد کرنے کا سبق دے۔ اسی سے بدتمیزی ناشائستگی اور بد اخلاقی سے پیش آئیں۔

اُن بارہ حکموں میں سے دوسرا حکم یہ ہے کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز کو پست رکھا کرو۔ ثابت بن قیسؓ ایک صحابی تھے۔ آپ کی آواز قدرتی طور پر بلند اور کراخت تھی۔ اس آیت کو سُننے کے بعد وہ دروازہ بند کر کے گھر میں بیٹھ رہے۔ کئی دنوں کے بعد حضور کو جب معلوم ہوا کہ ثابت نظر نہیں آتا تو یہ دیکھنے کے لئے کہ ماجرا کیا ہے آپ ان کے گھر پر تشریف لے گئے اور اُن سے پوچھا کہ بات کیا ہے گھر پر کیوں بیٹھے ہو۔ انھوں نے عرض کی کہ حضور میں ہمیشہ آپ کے ساتھ بلند آواز اور کراختگی کے ساتھ باتیں کرتا رہا اس لئے میرے تمام اعمال ضبط ہو گئے ہوں گے۔ حضور نے فرمایا یہ بات نہیں۔ تمہارے اعمال ضبط نہیں ہوئے تم جنتی ہو کیونکہ تم نے گستاخی کی بنا پر میرے سامنے بلند اور کراختگی سے گفتگو نہیں کی۔ جو چیز تمہارے بس کی نہیں اللہ اُس پر مواخذہ نہیں کرتا۔ سبحان اللہ یہ تھی صحابہ کرام کی شانِ علیٰ ہذا القیاس انسان کو چاہیے کہ اپنے بڑوں اور بزرگوں سے باتیں کرتے وقت بلند اور کراختگی آواز سے نہ کیا کریں۔

۱۷۱۔ پیغمبر، جو لوگ تم کو (تمہارے رہنے کے حجروں کے باہر سے) پکارتے ہیں ان میں سے اکثر تو ایسے ہیں
 رَانَ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝۴

جن کو (مطلق) عقل نہیں ۴

قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ پیغمبر خدا سے ملنے کو آئے حضور پُر نور کو مسجد میں نہ دیکھا تو لگے نام لے لے کر باواز بلند پکارتے۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو پیغمبر صاحب کا ادب تعلیم فرمادیا کہ باواز بلند پکارنا کیا پیغمبر صاحب کے روبرو پکار کر بولنا بھی بے ادبی

ہے۔ اس لئے تیسرا حکم یہ دیا کہ نبی کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ مِّن بَنِي فَتَنَتِكُمْ فَلَا تَكُونُوا عَلَيْهِ مَوْلَانَا إِن تَصِيبُوا قَوْمًا بِالْجِمَالِ فَتُصِيبُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ بِنُدْمِنٍ ﴿٦﴾

مسلما نو! اگر کوئی بد اطوار، تمہارے پاس کوئی خیر لائے تو اچھی طرح (اُس کو) تحقیق کر لیا کرو (ایسا نہ ہو کہ نادانی سے تم کسی قوم پر جا پڑو پھر اپنے کئے سے پشیمان ہو) ﴿٦﴾

تشریح: چوتھا حکم یہ دیا کہ اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی ایسی خیر لائے جس سے دو یا دو سے زیادہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ فساد کی آگ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو پہلے جب تک اُس کی جانچ پرتال یا تحقیق نہ کرو اس کو ہرگز صحیح نہ مانو حدیث شریف میں آیا ہے "کفی بالمدکذبان یحدث بکل ماسع کہ انسان کی ہلاکت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اُسے دوسروں سے کہہ دیا کرے" آج ہم مسلمانوں کی یہ کیفیت ہے کہ اگر ان کے پاس مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی کوئی خیر لے کر آئے تو وہ اُسے تحقیق کئے بغیر یقین کر لیتے ہیں اور مشتہر کرنے لگ جاتے ہیں خواہ وہ سرتاسر لغو اور جھوٹ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ اس سے مسلمانوں کو کتنا ہی نقصان کیوں نہ پہنچے۔

وَإِن طَآءِفَتَيْنِ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ آفْتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا إِن بَغْتًا أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِي فَقَاتِلُوا إِلَيَّ تَبِعِي حَتَّى تَقِيَّ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٩﴾

اور اگر مسلمانوں کے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان میں صلح کرو پھر اگر ان میں کا ایک (فریق) دوسرے پر زیادتی کرے تو جو زیادتی کرتا ہے (تم بھی) اُس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم خدا کی طرف رجوع لائے۔ پھر جب رجوع لے آئے تو فریقین میں برابری کے ساتھ صلح کرو اور انصاف کو ملحوظ رکھو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ﴿٩﴾

تشریح: پانچواں حکم یہ دیا ہے کہ اگر دو یا دو سے زیادہ مسلمانوں میں کچھ لڑائی یا فساد ہو جائے تو تم ان میں صلح کرو۔ امام بخاری نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ عبداللہ ابن ابی مشہور منافق کو کچھ سمجھانے کی غرض سے اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ اُس نے آپ سے کہا کہ آپ دور ہی

رہیں۔ کیونکہ آپ کے گدھے کی بوسے مجھے تکلیف ہوتی ہے اس پر ایک صحابی کو طیش آگیا ادھر عبداللہ ابن ابی کے ہمراہی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور مار پیٹ کی نوبت پہنچی۔ حضور نے طرفین میں صلح کروادی اور پھر جس مقصد کے لئے آپ تشریف لے گئے تھے اُسے بیان فرمایا۔ غرض کہ اس طرح کے سیکڑوں واقعات حدیث اور تواریخ سے ثابت ہیں کہ آپ نے لوگوں میں صلح صفائی کرائی صحابہ کرام کا بھی یہی دستور العمل رہا۔ مگر افسوس کہ آج ہمارے اندر یہ بات نہیں۔ اگر دو شخصوں میں بد قسمتی سے کوئی رنجش ہو جاتی ہے اور رنجش کا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں تو جن کو بیچ میں پر کر مصالحت کرائی جائے وہی خود لگائی بچھائی کر کے دونوں طرف سے یا کم از کم ایک ہی طرف سے اپنا مقصد پورا کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں کہ قرآن پاک اس باب میں کیا کہتا ہے اور ان پر کیا عذاب ہونے والا ہے۔ اگر صلح صفائی کراتے وقت معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص یا فلاں گروہ کی زیادتی ہے۔ اور وہ صلح کی طرف بھی رجوع نہیں کرتا تو اس صورت میں خداوند کریم کا حکم ہے کہ ظالم کو چھوڑ کر مظلوم کا ساتھ دیں مگر ہمارے ہاں گزگا الٹی ہتی ہے۔ یہاں تو ظالم و مظلوم کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ یہاں زبردست اور زبردست کو دیکھا جاتا ہے اور شامل شامل اس بات کو بھی دیکھا جاتا ہے کہ اپنا فائدہ کس فریق کے ساتھ وابستہ ہے (اللہ پاک ہم پر رحم فرمائے)

مسلمان تو بس داپس میں بھائی، بھائی ہیں۔ تم اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرادیا کرو اور خدا (کے غضب) سے ڈرتے رہو تا کہ خدا کی (طرف سے) تم پر رحم کیا جائے (۱۰)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۱۰)

مسلمانو! مردوں پر مرد نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے کو طے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کا نام بگاڑو ایمان لائے پیچھے۔ بد تہذیبی کا نام برا ہے۔ اور جو ان حرکت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمًا مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا

بِالْأَنْقَابِ وَيُنْسِي أَلِي سُمِّ
الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ وَمَنْ
لَّمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ
الظَّالِمُونَ ۝۱۱

تشریح: چھٹا حکم یہ ہے کہ آدمی دوسرے آدمی پر یا ایک جماعت دوسری جماعت پر نہ ہنسے کیونکہ کسی کی ہنسی اڑانا ہی فتنہ و فساد کی جڑ ہو کر تھی ہے۔ فرمایا ممکن ہے کہ جن کی تم ہنسی اڑاتے ہو وہ تم سے اچھے ہوں اور اچھوں کا مسخر اڑانا عذاب الہی کا سبب ہوتا ہے۔ ساتھ اس حکم یہ ہے کہ کوئی کسی کو طعنہ زنی نہ کرے۔ کیونکہ طعنہ زنی دل دکھانے والی چیز ہے جس سے محبت اور اتفاق میں فرق آتا ہے۔ اٹھواں حکم یہ ہے کہ لوگوں کو چڑانے والے ناموں سے نہ پکارو یعنی اگر کوئی کسی بات یا الفاظ سے چڑتا ہو تو ایسی چڑانے والی بات یا الفاظ اس سے نہ کہو۔ فرمایا ایمان لانے کے بعد اگر کوئی ایسے بُرے کام کا مرتکب ہو اور توبہ کرنے سے پہلے ہی مر جائے تو اس کا شمار ظالموں میں ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا
كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ
الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا
وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا
أَلَيْسَ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ
لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ
وَتَقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ
رَّحِيمٌ ۝۱۲

مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچو کیونکہ بعض شک (داخل) گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور نہ تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے بُرا کہے۔ بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو یقیناً، تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو کہ یہ بھی ایک قسم کا مردار کھانا ہے) اور اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا

مہربان ہے ۝۱۲

تشریح: نواں حکم یہ ہے کہ ایک دوسرے کے متعلق بدگمانی کرنے سے بچو کیونکہ بعض بدگمانی انسان کو گناہ کے درجے میں پہنچا دیتی ہے۔ اور بعض دفعہ ان سے بُرے بُرے نتیجے ظاہر ہوتے ہیں۔ دسواں حکم یہ دیا کہ کوئی شخص کسی کی

عیب جوئی نہ کرے بلکہ اگر کسی کو کسی دوسرے کی کوئی بُری بات معلوم ہو جائے تو اُس کی پردہ پوشی کرے۔ اس لئے کہ جو کوئی دوسروں کے عیب پوشی کرتا ہے تو خدا اس کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے۔ گیارہواں حکم یہ دیا ہے کہ کوئی کسی کی چغلی نہ کھائے کیونکہ چغلی کھانا ایسا ہے جیسے اپنے مُردے بھائی کا گوشت کھانا۔ ہاں اگر کوئی اپنے مُردے بھائی کا گوشت کھانا چاہے یا کھانا پسند کرتا ہو تو وہ کسی کی چغلی بھی کھائے۔

یَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَىٰكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حواء) سے پیدا کیا اور (پھر) تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا

باخبر ہے (۱۳)

خَبِيرٌ (۱۳)

تشریح :- بارہواں حکم یہ فرمایا کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے کیونکہ تم سبھوں کا باپ ماں ایک ہی ہیں۔ تمہارے قبیلے اور گروہ اس لئے بنائے گئے ہیں کہ ایک دوسرے کی آسانی سے پہچان ہو سکے۔ فرمایا عزت کی رو سے اسی کو فضیلت ہے جس کے اندر سب سے زیادہ اللہ کا ڈر ہو۔ خدا کے ہاں اُس شخص سے بڑھ کر کوئی قابل عزت نہیں جو تقویٰ و طہارت کا مالک ہو اسی بات کو جامی نے اپنے ایک شعر میں ادا کیا ہے

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست
جب تم عشق کے غلام ہو چکے تو پھر حسب نسب کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے اندر یعنی عشق کے اندر فلاں کا بیٹا فلاں کوئی چیز نہیں۔

پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا بیسرا رکوع ۲۳ ویں آیت :-

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا آيَاتَهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا

اور تمہارے پروردگار نے حکم قطعی دے دیا ہے کہ (لوگو!) اُس (خدا) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ حُسن سلوک سے پیش آنا اگر والدین میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھا چلے کو پہنچیں

تَوَّانَ كُوهُوْنَ بَهِیْئَةً كَرْنًا اَوْرَنَ اُنْ كُوْجَهْرُكْنًا اَوْرَانُ سَے
 رَکْجَه (کَہْنا رُسْنَا ہُو تُو) اَدْبِکَ سَاثَمَ کَہْنا سُنْنا (۲۳)
 اَوْر شَفَقَتِ سَے اَنکَسَارِی کَا پَہْلُو اُنْ کَے اَگَے جُھکائے
 رَکھنا اَوْر دَان کَے حَقِّ مِیْن (دُعا کَرتے رَہنا کہ اے
 مِیرے پَرور دِگَار جِس طَرَح اَنھُوں نَے مَجھ جھوٹے سَے
 رَحْم کَے سَاثَمَ) پَالَا اُسی طَرَح تُو بَہی اِن پَر اِپْنا (رَحْم
 کِجھو (۲۴) دِلوگو! تَمہارے دِل کِی بَات کُو تَمہار اَرَب
 خُوب جَانتا ہِے اَگر تَم (حَقِیْقَت مِیْن) سَعَادَت مَنَد
 ہُو اَوْر تَم سَے مَاں بَاپ کَے حَقِّ مِیْن بھولے سَے کُوئی
 فَرُوگَز اَسْت بَہی ہُوگی) تُو رُوہ تَم کُو مَعاف کَر دے گا کِیونکہ
 وِہ تُو بَہ کَر نَے وَالوں (کِی خَطَاؤں) کَا بَنخْشے وَا لا ہِے (۲۵)
 اَوْر رَشْتہ دَار عَرِیْب اَوْر مَسکِیْن اَوْر مَسَا فِر اِہْر اِیک (کُو
 اِس کَا حَقِّ پَہُو نَچا تے رَہو اَوْر رِدولت کُو) بے جَامَت
 اُڑاؤ (۲۶) دِکِیونکہ دُولت کَے) بے جَا اُڑانے وَا لے
 شَیْطَانوں کَے بھائی ہِیں۔ اَوْر شَیْطَان اِپنے پَرور دِگَار
 کَا بُر اِہی نَا شُکْر اِہِے (۲۷) اَوْر اِپْنا ہَا تھَنہ تُو اَتْنَا سَکِیْر و
 کَہ (گُویا) گَر دِن مِیْن بَنَد صَا ہِے اَوْر نَہ بَا لَکْل اُس کُو پھیلا
 ہِی وُو (اِیسا کَر و گے) تُو تَم اِیسے بیٹھے رَہ جَاؤ گے کَر لوگ
 تَم کُو مَلَامَت بَہی کَر سِنگے (اَوْر) تَم خَالِی ہَا تھ بَہی ہُو گے (۲۸)
 (اے سَغِیْر) تَمہارا پَرور دِگَار جِس کِی رُوْزِی چاہتا ہِے فَرَاخ
 کَر دِیتا ہِے (اَوْر جِس کَسی کِی رُوْزِی چاہتا ہِے) تَنگ کَر دِیتا
 ہِے (اَوْر) وِہ اِپنے بَنَدوں (کَے حَال) سَے بَاخْبَر اَوْر
 اِن کِی ضَرور تُوں کَا) دِکھنے وَا لا ہِے (۳۰)

تشریح: اس رکوع میں انسان کے نام ایک پیغام ہے جس میں اُسے بتایا گیا ہے کہ تجھے ان لوگوں سے جن کے ساتھ تیرا دنیاوی تعلق ہے کس طرح پیش آنا چاہیے

اور اس لحاظ سے تجھ پر کیا کیا فرض عائد ہوتے ہیں۔ فرمایا اول یہ کہ اللہ کے سوا اور کسی کی ہرگز ہرگز عبادت نہ کی جائے۔ دوسری یہ کہ ہر شخص اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کا برتاؤ کرے۔ اگر ماں یا باپ یا دونوں بہت زیادہ بوڑھے ہو جائیں تو اولاد کا فرض ہے کہ ان سے تنگ نہ آئے اور نہ ناک بھوں چڑھائے بلکہ چاہیے کہ ان سے شفقت اور محبت سے بات کرے اور ان سے ہر وقت عاجزی اور انکساری سے پیش آئے اور اللہ سے دعا مانگے کہ خدایا جس طرح انھوں نے شفقت اور پیار سے میرے بچپن کے زمانہ میں میری تربیت اور پرورش کی تھی اسی طرح تو بھی ان پر مہربان ہو جا۔ فرمایا کہ اے انسان والدین کے معاملہ میں تجھے دل سے مخلص اور نیک بخت ہونا چاہیے۔ اگر تو میرے احکام پر چلے گا تو یقیناً میں تیری لغزشوں کو معاف کر دوں گا اور تجھے آخرت کی خوشگوار زندگی عطا کروں گا۔ تیسری یہ کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھے اور ان کے حقوق کو اچھی طرح ادا کرے۔ چوتھا حکم یہ دیا کہ تو مسکین اور مسافروں کی نگہداشت کرے اور ہر ممکن طریقہ سے ان کی خبر گیری کرے۔ چونکہ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا حکم دیا اور اس کے لئے روپے پیسے کی ضرورت ہے اس واسطے پانچواں حکم یہ دیا ہے کہ فضول خرچی اور لغویات سے اپنے کو باز رکھ۔ اگر تو نے فضول خرچی کا برا طریقہ اختیار کیا تو گویا شیطان کا بھائی بن گیا پھر نہ تو کسی حقدار کا حق ادا کر سکے گا اور نہ کسی کے ساتھ نیک سلوک کرنا بھی تیرے لئے ممکن ہوگا۔ یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ آج مسلمان جس طرح قرآن پاک کے دوسرے حکموں کو بھولے ہوئے ہیں اسی طرح اس حکم کو بھی جو کل انسانی کائنات کے نام اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے معرفت بھیجا تھا سرے سے بھلا رکھا ہے۔ آج ایسے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو اپنے والدین سے برے سلوک کرتے ہیں اور بڑھاپے میں بجائے آرام دینے کے انھیں تکلیف دیتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں۔ افسوس کہ اگر باپ کسی معاملے میں بیٹے کے ہم رائے یا ہم خیال نہ ہوئے یا ذرا بھی مخالفت کی تو پھر ایسے باپ کی خیریت نہیں۔ دیکھو جہاں حقوق کی ادائیگی کا ذکر کیا وہاں مالیت اور اقتصادیات کو بھی ہر ممکن طریقے سے

مرضیوٹ کرنے کے لئے ہدایت کر دی۔ اب مال کے خرچ کے سلسلے میں اس آیت میں اعتدال اور میانہ روی کی ہدایت ہے کہ آدمی خیر خیرات میں نہ اتنی داود و ہش کرے کہ آپ تکلیف اٹھائے اور لوگ اٹے ملامت کریں اور نہ ایسا بخل کرے کہ مٹھی کھلے ہی نہیں جس پر یہ شعر صادق آئے۔

بخیل اربو ذرا ہد بجر و بر بہشتی نباشد حکم خیر
چھٹا حکم سورہ بنی اسرائیل کے چوتھا رکوع ۳۱ ویں آیت شروع ہوتا ہے:
وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ
خَشِيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ
كَانَ خِطَاً كَبِيراً (۳۱) وَلَا
تَقْرَبُوا الزَّوْجِيَّ إِنَّهُ كَانَ
فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (۳۲)
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي
حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَ
مَنْ قَتَلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا
لِرَبِّهِ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرَفْ
فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ
مَنْصُورًا (۳۳) وَلَا تَقْرَبُوا
مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ
أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُمْ
وَآؤفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ
الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (۳۴)
وَآؤفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ
وَزِنُوا بِالْقِسْطِ أَسْتَقِيمَ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ

اور (لوگو!) افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اولاد کا جان سے مارنا بڑا بھاری گناہ ہے (۳۱) اور زنا کے پاس (ہو کر بھی) نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بے حیائی ہے اور (بہت ہی) برا چلن ہے (۳۲) اور (کسی کی) جان کو مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ناحق قتل کرنا۔ اور جو شخص ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اس کے والی (وارث) کو (قتل قصاص لینے کا) اختیار دیا ہے تو اس کو چاہیے کہ خون (کا بدلہ لینے) میں زیادتی نہ کرے کیونکہ (واجبی بدلہ لینے میں بھی) اُس کی جیت ہے (۳۳) اور جب تک یتیم اپنی جوانی کو نہ پہنچ لے اُس کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ مگر ہاں ایسی طریق پر کہ یتیم کے حق میں بہتر ہو اور عہد کو پورا کیا کرو کیونکہ (قیامت میں) عہد کی باز پرس ہوگی (۳۴) اور جب باپ کر دو تو پیمانے کو بھر کر دیا کرو۔ اور (تول کر دینا ہو تو) ڈنڈی سیدھی رکھ کر (تولا کرو) (معاملے کا) یہ بہتر (طریق) ہے اور (اس کا) انجام بھی اچھا ہے (۳۵) اور (اے مخاطب) جس بات کا تجھ کو علم (یقینی) نہیں (اٹکل بچو) اس کے پیچھے نہ ہو لیا کرو۔ کیونکہ، آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے

تَاوِيلًا ۳۵ وَلَا تَقْفُ مَا
 لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ
 السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
 كُلُّهُ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ
 مَسْئُولًا ۳۶ وَلَا تَمْشِ
 فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ
 لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ
 تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۳۷ كُلُّ
 ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ
 مَكْرُوهًا ۳۸ ذَلِكَ مِمَّا
 أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ
 وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ
 فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا
 مَدْحُورًا ۳۹

تشریح :- اور چھٹا حکم یہ صادر فرمایا کہ اولاد کو تنگدستی کے خوف سے مت
 مار ڈالو کیونکہ انسان انسان کا رازق نہیں ہے۔ فرماتا ہے اولاد کا قتل ایک بہت
 بڑا جرم ہے اس سے بچو۔ ساتواں حکم یہ ہے کہ سب سے بڑی بے حیائی زنا ہے اس
 سے بچو۔ اے ایمان والے اس بُرائی کے قریب تک نہ جاؤ۔ زنا کے قریب نہ جاؤ
 سے مراد یہ ہے کہ ان اسباب اور علل کو پیدا نہ ہونے دو جس سے اس فعل کے
 ہونے کا امکان ہو۔ مثلاً بے پردگی۔ آزادی۔ لاپرواہی۔ بن سٹور کر بازاروں میں
 پھرنا وغیرہ وغیرہ کیونکہ زنا کے اسباب اور واقع ہونے کا ان ہی باتوں میں زیادہ
 خطرہ ہے۔ اس کے بعد آٹھواں حکم یہ ارشاد ہوا کہ انسان کے لئے حرام ہے کہ وہ
 کسی دوسرے انسان کو مار ڈالے ہاں کسی نے کسی دوسرے شخص کو مار ڈالا ہو
 تو پھر قصاص میں اس قاتل کو قتل کرنا بالکل روا اور جائز ہے۔ نواں حکم یہ دیا ہے
 کہ یتیم کے مال میں بالکل تصرف نہ کیا جائے۔ ہاں اگر کسی شخص کو یتیم کے مال

کی حفاظت کے لئے مقرر کیا جائے بشرطیکہ وہ شخص نادار ہو تو اس پر جائز ہے کہ بہت تھوڑا سا معاوضہ لے کر یتیم کی جائداد یا مال اسباب وغیرہ کی نگہداشت کرے وہ بھی جب تک وہ اپنی جوانی تک نہ پہنچے۔ سو اس حکم یہ ہے کہ جب کسی سے کوئی عہد و اقرار کر دو تو اس کو ضرور پورا کیا کرو۔ کیونکہ عہد و پیمان کے متعلق ضرور قیامت میں باز پرس ہوگی۔ گیارہواں حکم یہ ہے کہ جب کسی کو ناپ تول کر حیریں دیا کرو تو پورا پورا ناپ تول کر دو کسی کو کم مت دیا کرو۔ بارہواں حکم یہ دیا ہے کہ جس بات کا تمہیں یقینی علم نہ ہو اس میں اپنی قیاس آرائیاں نہ کیا کرو کیونکہ انکل پچورگا کر جو بے تکی باتیں کہہ دیتے ہو اس کے لئے تمہارے کان، آنکھیں اور دل سب کسی کو آخرت میں جواب دہ ہونا ہوگا تیرہواں حکم یہ بتائی گئی ہے کہ تم کبھی مغرور و متکبر نہ بنو تمہاری بساط ہی کیا ہے جو اپنی بڑائی جتانے لگو۔ متکبرانہ روش ہم کو سخت ناپسند ہے۔ ان تیرہ احکام کے خاتمہ پر فرمایا کہ اگر تم ان میں سے کسی ایک حکم کا بھی خلاف ورزی کرو گے یا اپنے معبود حقیقی کے ساتھ کسی کو بھی شریک کر دے خواہ وہ شرکت اس کی ذات سے ہو یا صفات سے۔ یا اگر اللہ کی شان میں گستاخی یا گستاخانہ کلمات کہو گے تو جہنم کی آتش سوزاں کی نذر کئے جاؤ گے۔ اگر آج دنیا کے تمام مسلمان اللہ کے صرف ان تیرہ احکام پر عمل درآمد ہو جائیں تو یقینی طور پر گمراہی کے گڑھے سے نکل کر اپنی دین و دنیا سنوار لیں۔ ماشاء اللہ اب بھی قرآن پاک کی روزانہ تلاوت کرنے والے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں مگر افسوس کہ اس پر عمل کرنے والے بہت ہی کم رہ گئے ہیں ورنہ قرآن پاک کی خوبیاں اس قدر جلد دنیا اور دنیا والوں کو کیوں بھول جاتیں۔

ساتواں پارہ سورہ مائدہ کا بارہواں رکوع ۹۰ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا
الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَلْطَابُ
وَالذَّالِمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ
الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا
لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ (۹۰) إِنَّمَا

اے ایمان والو! شراب پینا، جو اکھیلنا، بتوں کے
تھانوں پر جانا اور پانسے کے بذریعہ فال نکالنا
یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں۔ تم ان
سے پرہیز کرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو (۹۰) شیطان
تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ

یَدِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوَقِّعَ
بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبُغْضَاءَ
فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصِدَّ
كُمْ عَنِ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ
الصَّلَاةِ ۗ فَهَلْ أَنْتُمْ
مُنْتَهَوْنَ ﴿٩١﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا
فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا
إِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَّغُ

الْمُبِينُ ﴿٩٢﴾

تشریح:۔ شراب و ہوتا ہے کہ شراب پینا، جو ا کھیلنا، بت پرستی کرنا (قبر پرستی
بھی) اور پانسے سے فال نکالنا یہ سب کے سب گندگی اور شیطانی افعال ہیں جو ہمیں
سخت ناپسند ہیں۔ تم اے انسان ان کاموں سے پرہیز کرو تاکہ تمہیں فلاح نصیب
ہو۔ شراب اور جو اوہ کام ہیں جن کے ذریعے شیطان لوگوں کے درمیان عداوت
اور بغض کا بیج بوتا ہے اور انسان کو اللہ کے ذکر و اذکار اور نماز سے روکتا ہے۔ اگر
ان باتوں کو معلوم کرنے کے بعد بھی تم ان سے باز نہ آئے تو پھر تم بھی اسی طرح ہمارا
عذاب کا منتظر ہو جس طرح یہود و نصاریٰ تھے اور ہیں مسلمانو! یہاں تک نوبت نہ
آنے دو اور ہماری اور ہمارے رسول کی فرماں برداری کرو۔ اور عذاب آخرت سے
بچو۔ دیکھو تمہیں وہ باتیں بتا دی گئیں جن سے اگر تمہیں ایک طرف دنیاوی فائدے
حاصل ہوں گے تو دوسری طرف ہم بھی تم سے خوش ہوں گے مسلمانو! اگر اب بھی تم
نے بری باتیں نہ چھوڑیں تو یاد رکھو کہ ہم اور ہمارے رسول نے اپنا فرض ادا کر دیا۔
اب جو کچھ ہے تمہارے ذمہ ہے۔ مسلمانو! اگر ان احکام کے پہنچنے سے قبل تم سے
نافرمانیاں صادر ہو چکی ہیں تو تم ابھی اور اسی وقت توبہ کر لو۔ اور آئندہ یہ کام نہ کرو اس
صورت میں ہم تمہارے پچھلے تمام گناہوں کو معاف کر دیں گے۔ اللہ سے ڈرو اور
ایمان کامل رکھو۔ اور نیک کام کرو تاکہ تمہارا عقبیٰ بہتر ہو۔

تم لوگوں میں عداوت اور بغض پیدا کرے اور اللہ
کے ذکر اور نماز سے تم کو باز رکھے۔ (شیطان کے
مکر و فریب پر اطلاع پانے کے بعد بھی ان برائیوں
سے) باز آؤ گے (یا نہیں) ﴿٩١﴾ اور اللہ اور اس
کے رسول کی اطاعت کرو نیز نافرمانی سے بچو۔ اب
بھی اگر تم حکم خدا سے، پھر بیٹھو گے تو یہ جان لو کہ
ہمارے رسول کے ذمہ صرف کھلا ہوا پیغام کا
پہنچا دینا ہے ﴿٩٢﴾

۲۷ اور پارہ سورہ حدید کا تیسرا رکوع ۲۳ ویں آیت :-

لَكَيْلَاتًا سَوَاعِلِي مَا فَاتَكُمْ
وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ
لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ
الَّذِينَ يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ
النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ
هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (۲۳)

(اور یہ ہم نے تم کو) اس لئے (جتا دیا) کہ کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اس کا رنج نہ کرو اور کوئی نعمت خدا تم کو عطا کرے تو اس پر اتر اؤ مت اور اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا (۲۳) جو ایسے ہیں کہ خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہیں۔ اور جو شخص پھر جائے (دین حق سے) تو اللہ بے نیاز ہے ان کے پھرنے سے اور)

سزاوار ہے حمد کے (۲۳)

تشریح :- فرمایا کہ اگر کوئی چیز تمہارے پاس سے چلی جائے تو اس کا کچھ غم نہ کرو کیونکہ وہ چیز تمہارے پاس کسی طرح بھی نہیں رہ سکتا تھا۔ اور اگر کوئی نعمت تمہیں مل جائے تو اس پر حد سے زیادہ خوشی نہ مناؤ اور فخر نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ شیخی خورے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا اور خدا کی ناپسندی باعث تباہی ہے۔ فرمایا کہ نجالت کے طریقے کو ہرگز ہرگز نہ اختیار کرو اور نہ ہی کسی دوسرے کو اسکی تعلیم دو۔

چھٹا پارہ سورہ نساء کا اکیسواں رکوع ۱۴۸ ویں آیت :-

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوۡءِ
مِنَ الْقَوْلِ اَلَا مَنۡ ظَلَمَ وَا
كَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا (۱۴۸)

اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ کوئی شخص کسی کی بُرائی مشہور کرتا پھرے بجز اس کے کہ کسی پر ظلم ہوا ہو اور اللہ تعالیٰ (مظلوم کی فریاد) سنتا (اور ظالم کو) جانتا ہے (۱۴۸) یعنی مظلوم اگر اپنی حکایت شکایت کسی سے کرے تو وہ گناہ نہیں)

مجالس میں غیبت کا زور اس قدر ہے کہ آلودہ اسخوں میں ہر ایک بشر ہے نہ بھائی کو بھائی سے یاں درگذ ہے نہ ملا نہ صوفی کو اس سے حد ہے (حالی) تیسواں پارہ سورہ المیزہ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں نو آیتیں ہیں و نِلَّ لِكُلِّ هَمَزَةٍ لُّزَّةٌ (۱) ہر اس شخص کے لئے خرابی ہے جو لوگوں کی عیب جوئی کرتا ہے اور (ان پر) آوازیں کستا ہے (۱) جس نے

عَدَدَةٌ ۲) يَحْسَبُ أَنْ مَالَهُ
 أَخْلَدَهُ ۳) كَلَّا لَيُنْذِرَنَّ
 فِي الْحُطَمَةِ ۴) وَمَا أَدْرَاكَ
 مَا الْحُطَمَةُ ۵) نَارُ اللَّهِ
 الْمَوْقَدَةُ ۶) الَّتِي تَطَّلِعُ
 عَلَى الْآفِنْدَةِ ۷) إِنَّهَا
 عَلَيْهِمْ مُّؤَصَّدَةٌ ۸) فِي
 عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۹)

مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا ۲) کیونکہ وہ خیال کرتا ہے
 کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا ۳) (ایسا)
 ہرگز نہیں (ہو سکتا) وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائیگا ۴)
 اور (اے پیغمبر) تمہیں کیا معلوم کہ حطمہ کیا ہے ۵)
 وہ اللہ کی بھڑکانی ہوئی ایک آگ ہے ۶) جو دلوں
 تک جا پہنچے گی ۷) وہ اُن کو (چاروں طرف سے)
 گھیرے ہوئے ہوگی ۸) بڑے بڑے لمبے ستونوں
 کی شکل میں ۹)

تشریح :- بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ اپنے اعمال اور افعال کو تو دیکھتے نہیں
 بلکہ دوسروں کی عیب جوئی کرتے پھرتے اور غیروں پر آوازیں کتے رہتے ہیں۔ وہ
 اس حیات فانی کو حیات جاودانی سمجھ کر گن گن کر مال جمع کرتے رہتے ہیں اور موت
 کا خوف اُن کے دلوں سے بالکل نکل جاتا ہے حالانکہ موت ہی کا خوف ایک ایسا
 خوف ہے جو انسان کو بدکرداری سے روک سکتی ہے۔ جب انسان موت ہی کو بھلا
 دے تو پھر کوئی چیز فعل بد سے روکنے والا نہیں۔ اسی سورہ شریف میں اسی قسم کے
 لوگوں کی مذمت آئی ہے۔ اور اُن کو مستنبہ کیا گیا ہے کہ اُن کا انجام نہایت بُرا ہوگا۔
 اور وہ اُس آگ میں ڈالا جائیگا جس کا نام حطمہ ہے۔ اُس آگ کی تعریف یہ ہے
 کہ اس کے شعلے ستونوں کی سی لمبی لمبی ہوگی اور تپش اس کی ایسی ہوگی کہ دل
 تک کو جا پہنچے گی الامان الحفیظ۔

سورہ نساء میں اسلام کے تمدنی اور معاشرتی قوانین کے کھلے ہوئے بیانات
 ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے عزیز و اقارب یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ کیا سلوک
 کرنے چاہئیں۔ اُن کے حقوق اور عصمت کی کس طرح اور کیوں کر نگہداشت کرنی
 چاہیے؟ متوفی کی جائداد کو کس تناسب سے اُن کے رشتہ داروں میں تقسیم ہونا
 چاہیے؟ اسی طرح اور دوسرے قوانین کو جو حق و انصاف کا صحیح نمونہ اور دنیا
 امن قائم رکھنے کا بہترین اُسوہ ہیں بیان فرمایا گیا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور دنیا کی
 دوسرے اقوام جو ہمیشہ سے عورت کی حق تلفی کرتے چلے آئے ہیں اور برابر اسو

صنف کو ذلیل اور ناقابل التفات قرار دیا ہے۔ عورت کا کوئی بھی حق اپنے ذمہ تسلیم نہیں کیا بلکہ اپنے تمام جائز و ناجائز حقوق کی پابندیوں میں اسے نہایت بُری طرح جکڑ رکھا تھا۔ ظاہر ہے کہ اسلام اس ناگوار چیز کو کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ دنیا کو اس ظلم و ستم سے باز رکھنے کے لئے اس سورہ شریف کا اکثر و بیشتر حصہ اس بارے میں نازل فرمایا ہے اور سورہ نساء یعنی عورت کے نام ہی سے اس کا عنوان رکھا ہے۔ یہ سورہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو اسی آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں۔

چوتھا پارہ سورہ نساء کا پہلا رکوع دوسری آیت :-

وَالَّذِي يَتَّبِعُكُمْ فِي غَابَاتِكُم مِّنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَيُسَمِّيَنَّكُمْ كُفْرًا إِنَّ كُفْرًا عَظِيمٌ
اور یتیموں کو ان کا مال دید و اور (ان کی) اچھی چیزوں سے (اپنی) بُری چیزوں کو مت بدلو اور نہ ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر کھاؤ۔ ایسی کارروائی کرنا بڑا گناہ ہے (۲)

کِبْرًا (۲)

چوتھا پارہ سورہ نساء کا تیسرا رکوع ۱۹ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا
اے ایمان والو تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ تم عورتوں کا مالک جبراً بن بیٹھو اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ حصہ وصول کر لو مگر یہ کہ وہ عورتیں علانیہ کوئی ناشائستہ حرکت کریں۔ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے رہو سو۔

تشریح :- اسلام سے پہلے عرب کے لوگوں کا سلوک عورتوں کے ساتھ ظالمانہ اور بعض صورتوں میں ظالمانہ ہونے کے علاوہ شرم و حیا کے بھی بالکل خلاف تھا۔ مثلاً جب کوئی مر جاتا تو اس کے وارث اس کی بیوی کو میراث میت سمجھ کر اس پر قبضہ کر لیتے۔ اگر چاہتے بغیر مہر خود نکاح کر لیتے یا چاہتے تو کسی اور سے نکاح کر دیتے اور مہر خود لے لیتے یا اگر چاہتے روکے رکھتے۔ وارثوں کے علاوہ میت کا کوئی

دوست اُس کی بیوی پر کپڑا ڈال دیتا تو وہی اس کا حق دار سمجھا جاتا۔ اگر عورت خوبصورت ہوتی اُس سے خود نکاح کر لیتا اور اگر بدصورت ہوتی یا اس میں اور کسی طرح کا نقص ہوتا تو اس کو نکاح کرنے سے روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ کچھ تاوان بھرتی یا وہ وہیں اُس کے ہاں مرجاتی اور خود اس کا وارث بن بیٹھتا۔ غرضکہ عورتوں کو مال مویشی اور اپنی جائیداد منقولہ سمجھ کر میراث میں لے لیا کرتے تھے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وہ عورتیں بھی تمہاری طرح انسان اور خود مختار ہیں اسلئے ان کا مال و دولت نہ لوٹو اور نہ ان کو ستاؤ۔ ہاں اگر وہ بے حیائی کا بازار گرم کریں تو ان سے تعاون نہ کرو۔ اور تم جبراً ان کے مال کا مالک نہ بنو۔ مال کا جبراً مالک بننا تین طرح سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ عورت کو شرعی طور سے میراث میں جو کچھ مال و دولت آئے وہ اس کو نہ دیا جائے بلکہ خود لے لیا جائے۔ دوسری یہ کہ اس عورت کو نکاح نہ کرنے دیا جائے اس عرض سے کہ وہ وہیں مرجائے اور اُس کے مال کا مالک بن جائے۔ تیسری یہ کہ خاوند اس کو بلا وجہ مجبور کرے کہ عورت اُس کو کچھ مال و دولت دے تب یہ اُس کو چھوڑے۔ ان طریقوں سے مال و دولت کا حاصل کرنا مسلمانوں کے لئے حرام ٹھہرایا گیا ہے۔

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا اسو اوں رکوع ۲۴۰ ویں آیت :-

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ
وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا
وَوَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا
إِلَى الْخَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ
فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ فِي مَآ فَعَلْنَ فِي
أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوفٍ
وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ
وَلَمَّا طَلَّقْتِ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ

اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں
چھوڑ جائیں انھیں چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے حق
میں کچھ ایسی وصیت کر جائیں کہ سال بھر اُسی گھر
میں اسی طرح رہیں سہیں جس طرح پہلے رہتی تھیں،
ہاں اگر اپنے لئے مناسب سمجھیں اور خود تمہارے گھر
سے چلی جائیں تو تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں۔ کیونکہ
انھوں نے جو بھی جائز فعل کیا ہے اپنی بھلائی کے لئے
کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے (۲۴۰)
اور مطلقہ عورتوں کے شارل اچھے سلوک کرنا
نیک کاروں پر فرض کر دیا گیا ہے (۲۴۱)

تشریح :- فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنانیک کاروں پر فرض کر دیا گیا ہے اور اس میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہو۔ قبل از اسلام دنیا میں کبھی بھی کسی قوم نے حقوق نسواں، یعنی عورتوں کا حق ادا نہیں کیا اور نہ ہی عورت کو مرد کے برابر کا حق دیا۔ اور نہ مرد کی دنیا نے عورت پر آفات و ظلم ڈھانے میں کوئی کسر اٹھا رکھی۔ روما کے قانون کو پرکھئے۔ یونان کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے۔ ہندوستان کی حالت کو یاد کیجئے۔ چین کو دیکھئے غرضکہ دنیا کا کوئی بھی گوشہ یا آبادی کا کوئی بھی خطہ ایسا نہ ملے گا جہاں مردوں نے عورت پر مظالم نہ توڑے ہوں۔ یہ ان دنوں اور راتوں کا ذکر ہے جب اسلام کا سایہ عورت کے سر پر نہ پڑا تھا۔ کیا رومن قانون کے آشنا لیبان کے اُس فیصلہ پر آنسو نہ بہائیں گے کہ عورت کنواری ہے تو باپ کی اور جب بیاہی گئی تو شوہر کی قطعی ملکیت ہوگی۔ کیا دنیا یونان کے اس قیامت خیز ظلم کو فراموش کر سکتی ہے جب عورتوں کے ایک گروہ کو بھڑکتے ہوئے شعلوں میں خاک سیاہ کر دیا گیا تھا۔ کیا دنیا ہندوستان کی سستی کے ظالمانہ رسم کو بھول سکتی ہے کہ جب عورت کو اپنے مردہ شوہر کے چتا پر زندہ جل کر خاک سیاہ ہونا پڑتا تھا دنیا میں ایک وقت عورت پر ایسا بھی گزر چکا ہے جب مردوں نے روپے پیسے کی طرح عورت کا لین دین کیا تھا۔ سرزمین عرب کے بیشمار گڑھے اور اندھے کوئٹیں متلوم و معصوم بچیوں کی ہڈیاں اپنے آغوش میں لئے ہوئے ان مظالم کو یاد دلا رہی ہیں جو قبل از اسلام عورت پر ڈھائے گئے تھے۔

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر تو خوفِ شہادت سے بے رحم مادر پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اُس کو جا کر (حالی) تا آنکہ ریگستان عرب سے وہ صدا بلند ہوتی جس نے اپنے اُن الفاظ سے دنیا کو تھرا دیا کہ (وَلَقَدْ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ) اور جیسے مردوں کا حق عورتوں پر ایسے ہی دستور کے مطابق عورتوں کا حق مردوں پر ہے، دیکھو عورتوں کے حقوق کو پامال نہ کرو۔ جب دنیا نے عورت کو ٹھکرا رکھا تھا جس کی رائے میں عورت کا وجود کوئی وقعت نہ رکھتا تھا۔ وہ ان الفاظ کو سنتے ہی چکر اگئی اور ابھی تعجب خیز نگاہیں اور حیرت انگیز کان چکرا رہے تھے کہ اسلام اور بانی اسلام نے اپنی پوری

طاقت سے اس بد نصیب سستی کی حمایت کی اور جس کو مردوں نے ارزل مخلوق بنا رکھا تھا اس کی طرف رحم کا ہاتھ بڑھا کر اُس کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ ابھی دنیا کا یہ ظلم ختم نہیں ہوا تھا کہ باری تعالیٰ کی طرف سے دوسری آیت نازل ہوئی جس کو بانی اسلام نے باواز بلند دنیا کے سامنے پیش کیا اور وہ یہ ہے (رَهْنٌ لِّبَاسٍ لَّكُمْ وَ أَنْتُمْ لِبَاسٍ لَّهُمْ)۔ وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس، جس طرح لباس سے عزت افزائی اور ستر پوشی ہوتی ہے اسی طرح عورت اور مرد ایک دوسرے کے لئے پر وہ پوش اور عزت ہیں۔ لہذا عورت کی عزت مرد سے کچھ کم نہیں۔ اسلام کی کامیابی کا راز قول نہیں بلکہ عمل تھا۔ یہ صرف زبان سے کہنے کی باتیں نہ تھیں اسلام نے ان پر عمل کر کے دنیا کو دکھایا۔ یہاں تک کہ دم واپس بانی اسلام کی زبان مبارک سے جو الفاظ وحی نکلے وہ اس وقت تک محفوظ ہیں اور وہ یہ ہیں (مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ نیکو کاروں کو ذمہ داریاں دی گئی ہیں کہ وہ عورتوں سے اچھے سلوک سے پیش آئیں)

۲۸ واں پارہ سورہ مجادلہ کا پہلا رکوع اور پہلی آیت :-

قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَ اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
 اے پیغمبر! اللہ نے اُس عورت (ثعلبہ کی بیٹی خولہ) کی بات سُن لی جو اپنے شوہر (صامت) کے بیٹے (اوس) کے بارے میں تم سے جھگڑتی اور خدا سے فریاد کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو کو سُن رہا تھا بیشک اللہ سُننے والا دیکھنے والا ہے ۱) مسلمانو! جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں کے ساتھ ظہار کر بیٹھیں (یعنی ماں کہہ بیٹھیں) وہ (کچھ) ان کی مائیں (تو ہیں) نہیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے (مگر)

۱) حضرت ابو حنیفہؒ کے یہاں ظہار یہ ہے کہ اپنی بیوی کو محرمات ابدیہ (ماں بہن بیٹی وغیرہ) کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کی طرف اسکو دیکھنا منع ہو مثلاً یوں کہے "أَنْتَ عَلِيٌّ كَظَهْرِ امِّهِ" تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ ظہار کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہاں بیوی کو ماں کہہ بیٹھنے سے، انھوں نے ایک بیہودہ اور جھوٹی بات کہی اور بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے (۲) اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھتے ہیں پھر لوٹ کر وہی دکام کرنا چاہتے ہیں جس کو کہہ چکے ہیں (کہ نہیں کریں گے)، تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے (مرد کو) ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا چاہیے (مسلمانوں)، تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے تاکہ اس پر کار بند رہو) اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو اس کی زب (سب) خبر ہے (۳) پھر جس کو (غلام یا لونڈی) میسر نہ ہو تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے (مرد) لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے، اور جس سے (یہ) نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یہ (حکم) اس لئے (دیا جاتا ہے) کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر پورا پورا ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں۔ اور جو لوگ منکر ہیں ان پر عذاب

درودناک ہے (۴)

تشریح: اسلام سے پہلے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہہ دیتا کہ تو میری ماں ہے تو پھر اس کے بعد تمام عمر اس کو اپنے لئے حرام سمجھتا اور اپنی زوجیت میں نہیں رکھتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک دفعہ ایسا ہوا کہ "اوس بن صامت" ایک صحابی نے اپنی اہلیہ "خولہ بنت ثعلبہ" کو یہی الفاظ کہہ دیئے۔ خولہ نہایت پریشان ہوئی اُس نے سوچا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اگر ان کو اپنے پاس رکھتی ہوں تو بھوکے مر جائیں گے اور اگر ان کو دے دیتی ہوں تو کس میری سی کی حالت میں ضائع ہو جائیں گے۔ الغرض اس نے اس پریشانی کے عالم میں خدا کے سامنے گریہ و زاری کرنا شروع کی اور کہا کہ خدا یا تو اپنے پیغمبر کی زبانی میری اس مشکل کو حل کر دے۔ ادھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہتی کہ میرے

مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا
وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ ﴿۲﴾
وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن
نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ
لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ
مِّن قَبْلِ أَنْ يَتَمَّ مَا ذُرِّعَ
تُوَعِّظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۳﴾ فَمَنْ
تَمَّ حَيْدُ فَصِيحًا شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَنْ
يَتَمَّ سَاءَ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ
فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا
ذَلِكَ لِيُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۴﴾

خاوند نے طلاق کے ارادہ سے یہ الفاظ نہیں کہے تھے۔ غصے کی حالت میں اس کے منہ سے ایسا کلمہ نکل پڑا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور صاف طور پر یہ بتا دیا گیا کہ اگر اس طرح کوئی شخص اپنی اہلیہ کو ماں کہہ بیٹھے تو محض اس کے کہنے سے وہ اس کی ماں نہیں ہو جاتی۔ فرمایا تمہاری ماں وہی ہیں جنہوں نے تم کو جنا ہے۔ لیکن اپنی بیویوں کو ماں کہنا بہت بُری اور سراسر جھوٹی بات ہے۔ اس لئے اس کی سزا یہ ہے کہ جو کوئی ایسی بات کہہ بیٹھے تو وہ عورت کے پاس جانے سے پہلے ایک غلام یا لونڈی آزاد کر دے جس کے پاس غلام یا لونڈی نہ ہو تو وہ پورے دو ماہ تک لگاتار روزے رکھ لے جس کو اس کی بھی طاقت نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ سزا اس لئے لگائی گئی ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر چلو اور حکم کو نہ توڑو اور اگر کوئی شخص شریعت کے احکام نہ مانے تو اس پر دردناک عذاب ہوگا۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا ۱۹ واں رکوع ۱۲۹ ویں آیت :-

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا اَنْ تَعْدِلُوا
بَيْنَ النِّسَاءِ وَكُوْحَرَضْتُمْ
فَلَا تَمِيلُوا اَكْلَ الْمَيْلِ
فَتَذَرُوْهَا كَمَا مَعْلَقَةً وَّ
اِنْ تَصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ
اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۱۲۹)

اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ تم سب بیویوں کے درمیان برابر کا انصاف کر سکو خواہ تمہاری انتہائی خواہش ہی کیوں نہ ہو۔ پس ایسا نہ کرو کہ ایک ہی طرف ڈھل جاؤ (اور دوسری کو ایسا کر دو کہ جیسے آدھ میں لٹکی ہو یعنی نہ تو اس کے حقوق ادا کئے جائیں کہ خاوند والی سمجھی جائے اور نہ اس کو طلاق ہی دی جائے کہ بے خاوند والی کہی جاسکے، اور اگر تم اصلاح کر لو اور خدا سے ڈرتے رہو تو بیشک اللہ بھی بخشنے اور رحم کرنے والا ہے (۱۲۹)

تشریح :- اگر تم ایک سے زیادہ عورتوں کو اپنے حلقہ نکاح میں لانا چاہو تو یاد رکھو کہ ان سب کے ساتھ یکساں اچھا سلوک کرنا پڑے گا۔ مگر یہ بڑا مشکل کام ہے کہ تم دو یا دو سے زیادہ عورتوں کے ساتھ یکساں انصاف کر سکو۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ کسی ایک کے طرف تو بالکل ڈھل جاؤ اور دوسری سے غفلت برتو یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کوئی شخص دو یا دو سے زیادہ بیویوں کے درمیان پورا پورا حق و انصاف کو قائم نہیں رکھ سکتا اس لئے بہتر یہی ہے کہ ایک ہی پراکتفا کرے

میرج وغیرہ علیہ

دوسرا پارہ سورہ بقرہ کا ۲۸ واں رکوع ۲۲۳ ویں آیت :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 نَسَاؤُكُمْ حَزْرَتْ لَكُمْ صَفَاؤًا
 حَزْرَتْكُمْ اَنْی نِسْتُمْ وَقَدِّمُوا
 لَا لِنَفْسِكُمْ وَاَتَقُوا اللّٰهَ
 وَاَعْلَمُوا اَنَّكُمْ مَخْلُوقٌ ۝۷۰
 (۲۲۳)

تمہاری بیویاں (گویا) تمہاری کھیتیاں ہیں۔ تم اپنی کھیتی
 میں جس طرح چاہو اور یعنی جس طرح افزائش نسل انسانی
 کا نتیجہ نکلے، اور اپنے لئے آئندہ (یعنی عاقبت) کا
 بھی بندوبست رکھو اور اللہ سے ڈرو اور جانے رہو
 کہ تم کو اس کے حضور میں حاضر ہونا ہے اور راعے پیغمبرؐ

ایمان والوں کو خوش خبری سنا دو (۲۲۳)

تشریح :- خداوند کریم یہاں ایک مثال دے کر سمجھاتا ہے کہ دیکھو جیسے کاشتکار
 کے لئے اس کے کھیت ہیں ٹھیک اسی طرح تمہاری بیویاں بھی تمہارے لئے
 بحیثیت کھیت کے ہیں۔ اس لئے تمہیں اجازت ہے کہ جس طریقہ سے تمہاری
 طبیعت چاہے اپنی زمین پر کاشت کرو۔ یہود کا یہ خیال کہ عورت کی پشت کی طرف
 سے وٹلی کرنا ممنوع ہے۔ بچہ احوال پیدا ہوتا ہے غلط ہے نسل انسانی کا نتیجہ جس طرح
 نکلے اس طرح صحبت کرو۔ البتہ لواطت حرام ہے۔ اور آئندہ کا سامان بھی کرو یعنی
 صرف اسی مزے داری میں مت پھنسے رہو بلکہ عبادت اور یاد الہی بھی کیا کرو پھر
 مجامعت سے بھی مقصود اولاد صالحہ ہونی چاہیے کیونکہ یہی تمہاری آخری
 زندگی کے ساز و سامان ہیں۔

۷۰ جن کتابی عورتوں سے نکاح کی اجازت ہوئی اس کا فائدہ یہ ہونا چاہیے کہ مومن
 قانت کی حقانیت عورت کے دل میں گھر کر جائے نہ یہ کہ کتابیات پر مفتوں ہو کر اٹا اپنی ایپانی ملی
 متاع ہی کو گنوا بیٹھے اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہو کر رہ جائے۔ چونکہ کافر عورت سے نکاح
 کرنے میں اس فتنہ کا قوی احتمال ہو سکتا ہے اس لئے ”وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْاٰیٰتِ
 فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ“ کی تہدید و تنبیہ نہایت ہی بر محل ہے پھر اس کے علاوہ عقیدہ تثلیث
 کے بعد ہم کو اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ آیا اہل کتاب کا اب کیا حکم ہے۔
 ۷۱ احوال اس کو کہتے ہیں جو ہر ایک چیز کو دو دیکھے۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا چھٹا رکوع ۳۴ ویں :-

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ
بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى
بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ
أَمْوَالِهِمْ فَإِذَا ضَلَّحْتُمْ فَبِمَا
حَفِظْتُمْ لِيَلْغِيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ
وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ
فَعِظُوهُنَّ وَاصْبِرْنَ فِي
الْمُضَاجِعِ وَاصْبِرْ بُوْهُنَّ
فَإِنْ أَطَعَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ
سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا
كَبِيرًا (۳۴) وَإِنْ خِفْتُمْ
شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَاْبْعَثُوا
حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ
أَهْلِهَا إِنْ يُّرِيدِ إِصْلَاحًا
يُوفِقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ
كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (۳۵)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں (اس کے دو سبب ہیں ایک) یہ کہ (آدمیوں میں) اللہ نے بعض (یعنی مردوں) کو بعض (یعنی عورتوں) پر (وہی طور پر علم و عمل میں) برتری دی ہے اور (دوسرا کسی) سبب یہ کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنا مال خرچ کیا ہے تو جو نیک (بیویاں) ہیں (مردوں کا) کہا مانتی ہیں (اور) خدا کی عنایت کے (ان کے) پیٹھ پیچھے (ہر ایک چیز کی) حفاظت رکھتی ہیں اور تم کو جن بیویوں کی نافرمانی (اور سرکشی) کا اندیشہ ہو تو (پہلی دفعہ) ان کو سمجھاؤ پھر ان کے ساتھ ہم بستری

موقوف کرو اور (اس پر بھی نہ مانیں تو) ان کے ساتھ مار پیٹ سے پیش آؤ۔ پھر اگر تمہاری بات ماننے لگیں تو تم بھی ان پر ناحق کے الزام رکھنے کے (پہلو نہ ڈھونڈو کیونکہ اللہ (سب پر) غالب اور) بڑا (زبردست) ہے (۳۴) اور اگر تمہیں ان کے درمیان نا اتفاقی کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی (جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو) خاوند کے کہنے سے اور ایک بیوی کے کہنے سے مقرر

کرو اگر بچوں کا (دلی) ارادہ (میاں بیوی میں) اصلاح کر دینے کا ہوگا تو اللہ (ان بچوں کے سمجھانے سمجھانے سے) دونوں میں موافقت کرا دے گا۔ بیشک اللہ (سب کے دلی ارادوں سے) واقف (اور) خبردار ہے (۳۵)

تشریح :- عورتوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ مرد ان کی ضروریات زندگی کا کفیل ہے۔ اور گاڑھے پسینے کی کمانی بیدریغ ان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے تاکہ وہ خود کھائیں کھلائیں اور بچوں کی نگہ و پروا خت کریں اس لئے عورت کو چاہیے کہ وہ مرد کو اپنا سرپرست اور حاکم تصور کرے۔ نیک عورتیں وہی ہوں گی جو کہ

خاوندوں کی اطاعت شعار اور ظاہر و باطن میں ان کے مفاد کی حفاظت کرتی رہیں اگر کوئی عورت سرکش و نافرمان ہو جائے تو چاہیے کہ مرد پہلے اُسے سمجھائے۔ اگر سمجھانے کا کچھ اثر نہ ہو تو خواب گاہ میں اُس سے علیحدگی اختیار کرے۔ اگر اس طرح بھی سرکشی اور بددماغی سے باز نہ آئے تو پھر اُسے مناسب سزا دے (حدیث شریفہ میں مناسب مارنے پینے کی اجازت ہے نہ کہ خون خرابا کرنے کی) غرض نرمی سے ہو یا سختی سے جس طرح بن پڑے اسے سیدھی راہ پر لانے کی کوشش کرے کیونکہ جب وہ اطاعت قبول کر لے گی تو مرد خود بخود اُس عورت پر مہربان ہو جائے گا۔ اگر نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ میاں بیوی کی باہمی مصالحت کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو اس صورت میں یہ معاملہ منصف مزاج پنچایت میں پیش کرے۔ پنچایت ایک شوہر کے کنبہ سے اور ایک بیوی کے کنبہ سے مقرر ہو۔ اگر وہ لوگ ان کے درمیان حقیقی مصالحت کے لئے اچھی طرح کوشش کریں اور اگر ان کے دلوں میں میاں بیوی کے درمیان اصلاح کا ارادہ ہو گا۔ تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کے درمیان موافقت پیدا کرادے۔

پانچواں پارہ سورہ نساء کا پانچواں رکوع ۳۲ ویں آیت :-

وَلَا تَتَّبِعُوا مِمَّا فُضِّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَ طَوَّاسُ لُوا
 اور خدا نے جو تم میں سے ایک کو دوسرے پر برتری دے رکھی ہے اس کا کچھ ارمان نہ کرو۔ مردوں نے جیسے عمل کئے ہوں ان کو (ثواب میں سے) ان کا حصہ۔ اور عورتوں نے جیسے عمل کئے ہوں ان کو (ثواب میں سے) ان کا حصہ اور (ہر وقت) اللہ سے اُس کا فضل مانگتے رہو اللہ ہر چیز سے واقف ہے (۳۲)

تشریح :- عورتوں کو خدا نے اس طرح کا پیدا کیا ہے کہ دنیا تو دنیا ان سے دین کے کاموں میں بھی مردوں کی برابر نہیں ہو سکتی۔ خلقی کمزوری کی وجہ سے وہ جہاں کرنے کے قابل نہیں۔ ان کو بچے جننے ہیں۔ بچوں کو دودھ پلانا پرورش وغیرہ کرنا ہے۔ ایک وقت خاص تک ان کو روزہ اور نماز سے بھی محروم رہنا پڑتا ہے۔ ان باتوں پر غور کر کے عورتوں کو خیال ہوتا ہو گا کہ ہائے ہم مرد کیوں نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ

نے اس آیت میں ان کو سمجھا دیا کہ مردوں کی نیکیاں مردوں کے ساتھ ہیں اور عورتوں کی نیکیاں عورتوں کے ساتھ ہیں۔

چوتھا پارہ سورہ نساء کا تیسرا رکوع ۲۲ ویں آیت :-

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ
مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ
سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً
مَّقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا (۲۲)

اور ان عورتوں کو نکاح میں نہ لاؤ جنہیں تمہارے
باپ دادا نکاح میں لائے۔ ہاں جو ہو چکا سو ہو چکا
یہ بڑی بے حیائی کی بات تھی مرد و شیوہ اور بُرا
دستور (۲۲)

تشریح :- اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ باپ کے مرنے
کے بعد بیٹیاں اپنی سوتیلی ماں کو نکاح میں لاتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو
ہو چکا سو ہو چکا اب ایسا کرنا تمہارے لئے حرام کر دیا گیا۔

چوتھا پارہ سورہ نساء کا چوتھا رکوع ۲۳ ویں آیت :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ
وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ
وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ
الْأَخْتِ وَأُمَّهَاتُ الْمَنِي
أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِّنَ
الرِّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ
وَرَبَائِعُ بَنَاتِكُمُ الَّتِي بَنِي حُجُورِكُمْ
مِّنْ نِّسَاءِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُمْ
بِهِنَّ إِنْ كَانَ لَكُمْ تَوَارِدٌ لَّخَلْتُمْ
بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ زَوْ
جَلًا بِإِلَّا أَبْنَاءَ الَّذِينَ
مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا
بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ
سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

مسلانوں، تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری
بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور
بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری رضاعی، مائیں
جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک
بہنیں اور تمہاری ساسیں (یہ سب) تم پر حرام ہیں
اور جن بیویوں کے ساتھ تم صحبت داری کر چکے ہو ان
کی (اگلے شوہر کی) لڑکیاں جو (غالباً) تمہاری گودوں
میں تربیت اور پرورش پاتی ہیں تم پر حرام ہیں لیکن
اگر ان بیویوں کے ساتھ تم نے صحبت داری نہ کی ہو تو
ان کے اگلے شوہر والی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر لینے سے
تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے (اپنے) صلبی بیٹوں کی
بیویاں (یعنی بہنیں بھی تم پر حرام) اور دوسری بہنوں
کو ایک ساتھ (نکاح) میں رکھنا بھی تم پر حرام ہے، مگر
جو ہو چکا (سو ہو چکا) بیشک اللہ معاف کرنے والا

غَفُورًا رَحِيمًا (۲۳)

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ
إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ
لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ
أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ
مُحْصِنِينَ
غَيْرِ مُسْفِحِينَ ط

مہربان ہے (۲۳)

اور وہ عورتیں (بھی حرام ہیں) جو دوسروں کی (قید
رنکاح) میں ہوں۔ مگر وہ جو کافروں کی لڑائی میں قید
ہو کر، تمہارے قبضہ میں آئی ہوں (یہ) خدا کا حکم تحریری
ہے (جو تم پر لازم کیا جاتا ہے) اور جو عورتیں تم پر
حرام کی گئیں، ان کے علاوہ (سب عورتیں) تمہارے
لئے حلال ہیں بشرطیکہ شہوت رانی کے لئے نہیں بلکہ
قید رنکاح) میں لانے کی غرض سے مال (یعنی) مہر کے
بدلے (رنکاح کرنا) چاہو۔

تشریح :- مذکورہ بالا آیتوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان عورتوں کا بیان
فرمایا ہے جن سے نکاح حرام ہے۔ ان میں سے سات اہل قرابت ہیں اور چار کی حرمت
دامادی رشتہ اور دو کی حرمت رضاعت یعنی دودھ پلانے کے وجہ سے ہے۔ سات
اہل قرابت میں سے یہ ہیں۔ مائیں، بیٹیاں، بہنیں، چھو پھیاں، خالائیں، بھتیجیاں
بھانجیاں۔ اور دامادی رشتہ کا ذریعہ یہ ہے۔ ساس اپنی حقیقی بیٹیوں کی بیویاں
اور اپنے باپ کی منکوحہ جس کا ذکر اس رکوع کے بائیسویں آیت میں گزر چکا ہے۔ بیک
وقت دو سنگی بہنوں کا اجتماع۔ اور تمہاری بیویوں کی وہ بیٹیاں جو پہلے شوہر سے
ہیں بشرطیکہ ان کی ماں سے نکاح کے بعد شوہری تعلق ہوا ہو تو اس کی اگلے شوہر کی
لڑکیوں سے نکاح حرام ہے اور اگر شوہری تعلق نہیں ہوا ہے تو ان کے اگلے
والے شوہر کی لڑکیوں سے نکاح حلال ہے۔ اس کے علاوہ دو اور عورتوں کی
حرمت صحیح حدیث سے ثابت ہے ایک تو اپنی بیوی کی موجودگی میں اسکی پھوپھیوں
اور خالائوں سے نکاح حرام ہے اور ان عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے جو شوہر
والی ہوں۔ مگر کافروں کی وہ عورتیں جو لڑائی میں قید ہو کر تمہارے قبضے میں آئی ہوں وہ حلال
ہیں۔ اور دودھ کی حرمت یہ ہے کہ دودھ پلانے والی مائیں اور ان کی لڑکیاں۔ ان مذکورہ
عورتوں میں سے بعض تو دائمی طور پر حرام ہیں کبھی کبھی ان سے نکاح جائز نہیں
اور بعض عارضی طور پر حرام ہیں اگر وہ سبب نہ ہو تو ان سے نکاح حلال ہے
مثلاً اپنی بیوی کی سنگی بہنوں سے۔ بیوی کی موجودگی میں نکاح حرام ہے

مگر بیوی کے بعد ان سے نکاح جائز ہے۔
 اب معنی کی تشریح کرنا ضروری ہے اُمَّهَاتُكُمْ۔ مائیں ان کی مائیں اور ان کی
 مائیں۔ دادیاں ان کی مائیں وغیرہ۔ وَبَنَاتُكُمْ بیٹیاں۔ نواسیاں۔ پوتیاں۔ پرنواسیا
 پر پوتیاں علیٰ ہذا القیاس۔ وَاَخْوَا تُكُمْ بہنیں خواہ وہ ایک ہی ماں باپ سے
 ہوں یا ایک باپ اور علیحدہ ماؤں سے یا ایک ماں اور علیحدہ باپوں سے وَعَمَّاتُكُمْ
 باپ دادا پر دادا وغیرہ کی حقیقی یا اخیانی یا علانی بہنیں وَخَالَاتُكُمْ۔ خالائیں یا ماں
 کی خالائیں یا نانی کی خالائیں باپ دادا کی خالائیں۔ وَبَنَاتُ الْاَخِ۔ بھتیجیاں۔ یا
 ان کی بیٹیاں یا ان کی نواسیاں وَبَنَاتُ الْاَخْتِ۔ بھانجیاں یا بھانجی کی بیٹیاں
 یا ان کی نواسیاں وَاُمَّهَاتُكُمْ الَّتِي اَرْضَعْنَكُمْ وہ عورتیں جنہوں نے دودھ پلایا
 ہو خواہ وہ کتنا ہی پلایا ہو مگر ڈھائی سال کی عمر سے پہلے پلایا ہو۔ ڈھائی سال کی
 عمر کے بعد دودھ کا پلانا باعث حرمت نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس دودھ شریک بہنیں
 چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عورتیں نسبت سے حرام ہیں وہی عورتیں رضاعت
 سے بھی حرام ٹھہریں گی۔ اس لئے شارع علیہ السلام نے رضاعی پھوپھیاں۔ رضاعی
 خالائیں۔ رضاعی بھائی کی بیٹیاں۔ رضاعی بہن کی بیٹیاں غرض کہ جو عورتیں رشتہ
 نسبت سے حرام ہیں ان کو رضاعت کی وجہ سے حرام ٹھہرایا ہے۔ وَاُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ
 ساس یا س کی مائیں۔ نانی پر نانی۔ دادی پر دادی وغیرہم۔

وَرِبَّاءُ بَيْتِكُمُ الَّتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنَّكُمْ
 تَكُونُوْنَ اَدْخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔ بیوی کے پہلے شوہر کی بیٹیاں حرام ہیں
 لیکن حرمت میں شرط یہ ہے کہ ان لڑکیوں کی ماں جو نکاح میں آئی ہے اس سے صحبت
 داری کر لی ہو تو۔ اگر نکاح کے بعد صحبت داری نہ کی ہو تو عورت کے اگلے شوہر کی

نوٹ:- اخیانی کہتے ہیں ماں ایک اور باپ علیحدہ علیحدہ ہو اور علانی کہتے ہیں باپ ایک
 اور ماں علیحدہ علیحدہ ہوں۔ رضاعی بھائی بہنیں وہ ہیں جو ایک ہی عورت کی دودھ پئے
 ہوں وہ بھی ڈھائی سال کی عمر تک پیا ہو۔ اگر ڈھائی سال کے بعد پیا ہو تو حرمت
 رضاعت نہیں ہو سکتی۔

بیٹیوں کو نکاح میں لانا حرام نہیں۔ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ
اور حرام ہے سگے بیٹیوں کی بیویاں۔ اگر منجھ بولا بیٹیا جس کو متبنتی کہتے ہیں اس کی
بیوی کے شامل نکاح حرام نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی
بیوی سے نکاح کیا تھا۔ حالیکہ زید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا متبنتی بیٹا تھا۔ وَأَنْ
تَجْمَعُوا بَيْنَ الْاَخْتَيْنِ اِنَّ مَا قَدْ سَلَفَتْ و دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں
رکھنا یعنی بیوی کی موجودگی میں اس کی سگی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے خواہ وہ
دو بہنیں حقیقی ہوں یا علاقائی۔ اخیافی ہوں یا رضاعی۔ ہاں دو بہنوں کو ایک شامل
خریداجا سکتا ہے۔ مگر قربت و ونوں سے جائز نہیں صرف ایک ہی سے جائز ہے
اور جب تک پہلی کو اپنی ملکیت سے خارج نہ کیا جائے دوسری سے قربت
حرام ہے۔

اکیسواں پارہ سورہ احزاب کا چوتھا رکوع ۲۸ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَ زَوَّجْتُ
اِنَّ كُنْتُمْ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمْتِعْكُنَّ
وَاُسْرِحْكُنَّ سَرَاحًا
جَمِيْلًا (۲۸) وَاِنْ كُنْتُمْ
تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَالذَّارَةَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ
اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ
مِنْكُمْ اَجْرًا عَظِيْمًا (۲۹) يٰۤاَيُّهَا
النَّبِيُّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُمْ
بِفَاحِشَةٍ مُّبِيْنَةٍ يُضَعَفْ
لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرًا (۳۰) وَمَنْ يَفْعَلْ

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ تم اگر دنیا کی زندگی
اور اس کے ساز و سامان کی طلب گار ہو تو آؤ میں
تمہیں (مال و متاع) دے دلا کر تمہیں خوش اسلوبی
سے رخصت کر دوں (۲۸) اور اگر تم خدا اور اس کے
رسول اور عاقبت کے گھر کی خواہاں ہو۔ تو تم میں سے
نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑا اجر تیار
رکھا ہے (۲۹) اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی
کھلی ہوئی ناشائستہ حرکت کی مرتکب ہوگی اس کو
دوہری سزا دی جائے گی اور اللہ کے نزدیک یہ ایک
آسان کام ہے (۳۰) اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور
رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی تو
ہم اس کو اس کا ثواب (بھی) دوہرا دیں گے اور اس
کے لئے عزت کی روزی تیار کریں گے (۳۱) اے
نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی طرح تو ہو نہیں سکتی،

اگر تم کو پرہیزگاری منظور ہے تو دبی زبان سے کسی کے ساتھ بات نہ کیا کرو ورنہ ایسا کروگی، تو جس کے دل میں کسی طرح کا کھوٹ ہے وہ (خدا جانے، تم سے کس طرح کی) توقعات پیدا کر لے گا اور بات (بھی) کرو دو تو بے لاگ پیٹ، جیسا کہ پاک صاف لوگوں کا دستور ہے (۳۲) اور اپنے گھروں میں جمی (بیٹھی) رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت کے (سے) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھر و اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں پر واری کرو۔ (اے پیغمبر کے) گھر والو! خدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) گند کی کو دور کرے اور تم کو ایسا پاک صاف بنائے جیسا پاک صاف بنانے کا حق ہے (۳۳) اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں اور دانائی کی باتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو (کیونکہ) اللہ (سب کا) رازداں (اور سب کے حال سے) واقف ہے (۳۴)

مِنْكُمْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلُ
صَالِحًا نُورًا لَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ
وَاعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا
كَرِيمًا (۳۱) يَنْسَاءُ السَّبِي
لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنَّ
تَقِيَاتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ
فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَ
قُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا (۳۲) وَ
قَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ
تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ
الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ
لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ
الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (۳۳)
وَإِذْ كُنَّ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ
آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ
كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا (۳۴)

تشریح ۱۔ ان آیات میں میاں بیوی کے تعلقات پر ایک نہایت عمدہ طریقے سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اسی سورہ احزاب میں پرورے کا بھی حکم نازل ہوا ہے عورت عورت ہی ہے خواہ وہ بنی کی بیوی ہو یا ولی کی بیٹی عورتوں کی طبیعت اور خصلت میں بہت ہی کم فرق ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو حضور پر نور کی اطاعت کرتیں آپ پر جان نثار کرتیں اور دل سے آپ کی عزت و تکریم کرتیں مگر عام عورتوں کی طرح ان کے دل میں بھی خواہش ہوتی کہ وہ اچھا کھائیں اچھا پہنیں اور آرام کی زندگی بسر کریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سبھوں نے اس بات کا تقاضہ شروع کیا۔ آہستہ آہستہ آپ اس مطالبہ کو برا محسوس

کرنے لگے۔ ایک موقع پر تو آپ کو اس قدر ناگوار گزرا کہ ایک مہینہ تک تمام ازواج مطہرات کے پاس جانا چھوڑ دیا اور گوشہ تنہائی اختیار کر لیا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام کے ساتھ بھی بہت ہی کم نشست و برخاست ہوئی۔ آخر کار آیات مذکورہ مبارکہ نازل ہوئیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے حضرت عائشہؓ سے جا کر فرمایا کہ میں تمہیں ایک بات کہنا چاہتا ہوں تم جو اب دینے سے پہلے اپنے ماں باپ سے بھی مشورہ کر لو۔ انھوں نے پوچھا کہ آخر بات کیا ہے حضور نے ان آیات کریمہ کو پڑھ کر سنا دیا۔ جب آپ شن چکیں تو آپ نے جواب دیا کہ اس میں ماں باپ سے پوچھنا کیا ہے۔ میں نے اللہ کو اور اللہ کے رسول کو قبول کیا۔ اور دنیا اور اس کے لوازمات کو چھوڑا۔ حضور نے اسی طرح تمام ازواج مطہرات سے کہا اور سبھوں نے یہی جواب دیا۔ اس کے بعد زندگی بھر کو فی ایسا ناخوشگوار واقعہ ظہور میں نہ آیا جس کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ازواج مطہرات سے کسی طرح کی تکلیف پہنچی ہو۔ یہ آیات مبارکہ تمام مسلمان عورتوں کے لئے ایک زریں سبق ہے مگر افسوس کیا مرد اور کیا عورت سب ہی قرآن پاک سے اپنی نظر کو ہٹا چکے ہیں اس لئے ان کو کیا معلوم کہ میاں بیوی کے تعلقات کو دنیا میں خوشگوار بنانے کے لئے بھی سورۃ احزاب میں لے بہا اور نایاب اصول بھی بتائے گئے ہیں۔ اگر آج مسلمان عورتوں کے ذہن میں ان آیات کے مطالب کو سمجھا دیا جائے اور احکام الہی پر پوری طرح عمل کرنے لگیں تو موجودہ زمانہ کی اتنی فیصدی اوقات بسری خانہ داری اور تمدنی و خانگی مصیبتوں کا حل خود بخود ہو جائے۔ عورتوں کی یہ خواہش کہ ان کو اچھے کھانے، اچھے پہننے اور آرام کی زندگی بسر کرنے کے تمام ساز و سامان مہیا ہونی چاہئیں میاں خواہ جہنم میں جائے یا جنت میں۔ یہی چیز تمام موجودہ خانہ داریوں میں فساد اور جھگڑے کی بنا ہے اس کا علاج یہی ہے کہ عورتوں کی توجہ بجائے مال و دولت کے خدا اور رسول کی طرف مائل کرانی چاہیے اور ان کو ایک نہایت سادہ بے تکلف اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا سبق دینا چاہیے۔ سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو ان کی عالی مرتبہ کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا

کہ گوتم بھی عورتوں کی سی ایک عورت ہو مگر ہمارے نبی کی زوجیت میں ہونے کی وجہ سے رتبہ اور شان میں عام عورتوں سے کہیں زیادہ ہو پس اس بلند مقامی اور شان خصوصی کی وجہ سے اگر تم نیک عمل کرو گی تو دوسری عورتوں سے دونا ثواب پاؤ گی اور زیادہ قدر و منزلت حاصل کرو گی اور اگر تم خاوند کی نافرمانی کرو گی یا تم سے کوئی ادنیٰ سی خطا سرزد ہو گی تو اوروں کی نسبت تم کو سزا بھی دینی وی جائے گی کیونکہ تم ساری دنیا کی مسلمان عورتوں کے لئے رشتگی اور پاکیزگی قلب کا نمونہ بننے والی ہو۔ آنے والی نسلیں تمہاری پاک زندگی کا مطالعہ کریں گی اور تمہارے نقش قدم پر چلنا اپنے لئے باعث فخر و عزت سمجھیں گی۔ اگر تم سے کوئی چھوٹی سی چھوٹی بھی لغزش ہو گی تو آنے والی نسلیں اسکو بطور سزا پیش کر کے اس میں مبتلا ہوں گی۔ اور موجب سزا ہونگی جس کا باعث زیادہ تر تم ہو گی۔ اس لئے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرو اور ہر بات اور ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرو۔ یہ آیات اور احکام اس بات کے لئے منحور طلب ہیں کہ عالموں، صوفیوں، پیر و مرشدوں اور قوم کے پیشواؤں اور رہنماؤں کو چاہیے کہ ان آیات کو ہر وقت پیش نظر رکھ کر اپنی بہو، بیٹیوں، بیویوں اور عورتوں کو ازواج مطہرات کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت اور تعلیم دیں مگر افسوس ہمارے ہاں گنگا الٹی بہ رہی ہے اور وہی لوگ جو قوم کی رہنمائی کا دم بھرتے ہیں اس کے منزل اور گمراہی کا باعث بن رہے ہیں۔ صاف طور پر تشبیہ کر دینے کے بعد اب چند قاعدے بتائے جاتے ہیں جن پر عمل کرنے سے ان خطاؤں اور غلطیوں کے واقع ہونے کا اندیشہ کچھ حد تک باقی نہیں رہتا۔ یہ آیات اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے ارشاد کی گئی ہیں مگر ان کا حکم عام ہے اور تمام مسلمان عورتوں پر یکساں نافذ ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈرو وغیر مردوں سے بات کرتے وقت گفتگو ایسے انداز سے نہ کرو کہ اس شخص کا دل تمہاری طرف مائل ہو جائے۔ اگر وہ شخص بد وضع ہے اور اس کے دل میں ناپاک خیالات کا روگ ہے تو وہ یقیناً بڑے خیالات کو اپنے دل میں جگہ دے گا۔ ہاں اگر تم اس سے کوئی بات یا گفتگو کرنے پر مجبور ہو تو قاعدہ عفت کے مطابق کام کی بات ایسے انداز سے کرو کہ اس کے دل میں تمہارے

سب بر اخیال پیدا نہ ہونے پائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام سے پہلے
سب طرح عورتیں مردوں کے پوش بدوش بے نقاب پھرا کرتی تھیں۔ اور تمام
اچھی بُری مجلسوں میں مردوں کے ساتھ شرکت کرتی تھیں۔ اب ایسا ہرگز ہرگز نہ کریں
کیونکہ ان سے بہت سی خرابیاں رونما ہوتی ہیں۔ بن سنور کر بازاروں میں پھر نامردوں
کے کام میں دخل دینا عورت کا کام نہیں۔ عورتوں کا کام گھر کو سنبھالنا سیاست اہلی
میں وقت کاٹنا۔ خدا کی عبادت کرنا۔ نماز کی پابندی کرنا۔ اپنے مال کا زکوٰۃ دینا اور
اللہ اور رسول کے حکم پر چلنا ہے اور بس۔ فرمایا اگر تم اس بات پر عمل کرو گی تو روحانی
ناپاکی تمہارے پاس کبھی بھی نہ پھٹکے گی اور تمہارے اخلاق خراب نہ ہوں گے اور
جو کچھ خدا کے احکام اور آیات کا چرچا تمہارے گھروں میں ہوا کرتا ہے ان کو یاد رکھا
کر اور ان پر عمل کرو یہی تمہاری کامیابی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا سے تمہاری کوئی بھی
حرکت پوشیدہ نہیں وہ تمہارے دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے اور تمہارے
عمل سے بھی۔ ان آیات کریمہ کے اندر آج مسلمان عورتوں کے لئے ہزاروں سبق
ہیں۔ مگر افسوس انہوں نے قرآن پاک سے اپنی نظروں کو ہٹا لیا ہے اور یورپ کی اندھی
تقلید پر مٹی چلی جا رہی ہیں ان کے دلوں میں نہ خدا رسول کا ڈر ہے اور نہ ہی عقوبت
کی پروا۔

بایسواں پارہ سورہ احزاب کا اٹھواں رکوع ۶۹ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَ زُوجِكَ
وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْ
نِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبٍ
ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا
يُؤْذِنْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (۶۹)

اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں
کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادروں کے گھونگٹ نکال
لیا کریں اس سے غالباً یہ عورتیں پہچان پڑیں گی کہ نیک
بخت ہیں، اور کوئی چھڑے گا نہیں اور اللہ بخشنے والا
مہربان ہے (۶۹)

تشریح :- اس آیت سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب عورتوں کو مکان سے
باہر جانے کی ضرورت پڑے تو اپنی چادروں سے سر اور چہرے کو بھی اچھی طرح
چھپا لیا کریں تاکہ اس طرح شریف و رذیل میں تمیز ہو سکے اگر اس آیت پاک کے
نازل ہونے کے بعد بھی مسلمان عورتیں بے پردگی اور ناشائستہ طریقے پر باہر

آئیں جائیں تو ان کا یہ فعل و حرکت حکم الہی کے خلاف ہے۔ موجودہ زمانے میں اکثر اور زیادہ تر عورتیں یہ ناشائستہ حرکت کرتی ہیں اور ان کے شوہر یا ان کے سرپرست جو بھی ہوں اگر انھیں ان ناشائستہ حرکات سے نہ روکیں تو وہ بھی اس گناہ میں شریک ہیں خداوند کریم ہم لوگوں کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اٹھارواں پارہ سورہ نور کا چوتھا رکوع ۲۷ میں آیت ۱۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا
بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا
وَأَسَلِمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا
ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

مُسلِمُونَ! اپنے گھروں کے سوا (دوسرے) گھروں میں گھر والوں سے پوچھے اور ان سے سلام علیک کئے بغیر نہ داخل ہوا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (یہ حکم تم کو اس غرض سے دیا گیا ہے) کہ (جب ایسا موقع ہو تو) تم (اس کا)

خیال رکھو (۲۷)

پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر میں کوئی آدمی موجود نہیں تو جب تک تمہیں (خاص) اجازت نہ ہو ان میں نہ جاؤ اور اگر گھر میں کوئی ہو اور تم سے کہا جائے کہ (اس وقت ملنے کا موقع نہیں) لوٹ جاؤ تو (بے تامل) لوٹ آؤ یہ (لوٹ آنا) تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے (۲۸)

غیر آباد مکان جن میں تمہارا اسباب ہو ان میں (بے اجازت) چلے جانے سے تم پر (کچھ) گناہ نہیں اور جو کچھ تم علانیہ کرتے ہو اور جو کچھ تم پوشیدہ طور پر کرتے ہو اللہ (سب) جانتا ہے (۲۹)

راے پیغمبر! مسلمانوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی ٹہم گاہوں کی حفاظت کریں اس میں ان کی زیادہ صفائی ہے (لوگ) جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں اللہ کو (سب) خبر ہے (۳۰)

اور (راے پیغمبر!) مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ وہ

تَدْخُلُونَ (۲۷)
فَإِنْ لَّمْ يَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا
فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ
لَكُمْ ۖ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا
فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (۲۸)

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا
بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا
مَتَاعٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا
تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ (۲۹)
قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ
أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا أَرْوَاحَهُمْ
ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ
خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (۳۰)
وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ

مِنْ ابْصَارِهِمْ وَيَحْفَظْنَ
فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ
زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ
مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ
عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ
زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ
أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ
أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ
أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ
أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَاءِهِنَّ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوْ
التَّبَاعِينَ غَيْرِ أُولِي الْأَرْبَةِ
مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الْوَالِدِ الَّذِينَ
لَهُمْ يَنْظُرُونَ عَلَىٰ الْعُورَاتِ
النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ
لِيُعْلَمَ مَا يَخْفَيْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ
وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُمُ الْمُؤْمِنُونَ

بھی، اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی
حفاظت کریں اور اپنی زینت کے مقامات، کو
ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو اس میں سے (چار و ناچار)
کھلا رہتا ہے (تو اس کا ظاہر ہونے دینا مضائقے
کی بات نہیں)، اور اپنے سینوں پر دوپٹوں کو ڈالے
رکھیں اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں
مگر اپنے شوہر پر یا اپنے باپ پر یا اپنے خاوند کے باپ
پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے (اگلے، بیٹوں پر
یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں
پر یا اپنی (یعنی اپنے میل جول کی، عورتوں پر یا اپنے ہاتھ
کے مال یعنی لونڈی غلام، پر یا گھر کے لگے ہوئے
ایسے، خدمت گاروں پر کہ مرد (تو) ہیں (مگر عورتوں
سے کچھ، غرض (و مطلب) نہیں رکھتے (جیسے خواجہ سرا
یا بڈھے پھوس، یا لڑکوں پر جو عورتوں کے پردے
کی بات، سے آگاہ نہیں اور چلنے میں اپنے پاؤں
ایسے زور سے نہ رکھیں کہ (لوگوں کو) ان کے اندر زنی
زیور کی خبر ہو۔ اور مسلمانو! تم سب اللہ کی جناب

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۳۱﴾
تشریح: ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! جب تم کسی کے مکان پر جاؤ تو جب تک اندر
اطلاع نہ کرو تب تک مکان کے اندر داخل نہ ہو۔ یہ بات تمہارے لئے نہایت
اچھی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ جب تک اندر سے جواب نہ ملے ہرگز اندر نہ جاؤ
اور اگر یہ آواز آئے کہ جس سے آپ کو ملتا ہے وہ یہاں نہیں ہے یا اس وقت ملنے کا موقع
نہیں ہے تو چاہیے کہ تم اُلٹے پاؤں واپس آ جاؤ۔ ہاں ایسے گھروں میں بلا اطلاع
داخل ہونا منع نہیں جس میں تمہارا مال و متاع ہو اور اس میں کوئی نہ رہتا ہو اور
کوئی روک ٹوک نہ ہو مثلاً مسجد، مدرسہ، خانقاہ، سرائے وغیرہ۔ بڑی بات

میں توبہ کرو تا کہ تم (آخر کار) فلاح پاؤ (۳۱)

ساتھ دنیا کے کاروبار کے لئے اس کو کولنسی چیز مجبوری کھلی رکھنی ضروری ہے کیونکہ تمام خرابیوں کا باعث صرف یہی ایک چیز ہے اور تمام بُرائیوں کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے۔ ہاں عورت اپنی زیب و زینت صرف اپنے خاوند یا اپنے اُن محارم کو جیسے باپ، سسر، اولاد، اپنے بھائی، اپنے بھتیجے وغیرہ یا اپنی ملازمین کو دکھا سکتی ہے۔ پردے کے مسئلے نے آج کل دنیا میں بہت مشکلات پیدا کر رکھی ہے ان آیات کریمہ میں پردے کی تفصیلات کا ذکر نہیں ہے صرف اصولی باتیں بتا دی گئی ہیں۔ تفصیل میں جانا ہمارا کام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لوگ اشارہ پاتے ہی ہوشیار ہو جایا کرتے تھے اور پوری احتیاط برتا کرتے تھے۔ چنانچہ اس مختصر سے حکم کے بعد صحابہ کرام میں پردہ کا وہ اہتمام ہو گیا کہ کسی خرابی کا اندیشہ باقی نہیں رہا اور نہ اس زمانے کے سوشل اور جنسی کیفیتیں ہمیں یہ بتا سکتی ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی اور بد چلنی کے امراض پائے جاتے تھے۔ لیکن افسوس کہ آج کل انگریزی تعلیم کے زہر۔ مذہب سے ناواقفیت۔ دولت کے نشے اور مغرب کی اندھی تقلید نے ایک بارگی حملہ کر کے مسلمان مرد اور عورت کی عقل پر پردہ ڈال دیا ہے اور عورتیں بے حجابانہ مردوں کے دوش بدوش زندگی بسر کرنے کی تمت رکھتی ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر طرح کی خرابیاں اُن میں پیدا ہو گئی ہیں جو اسلام کے نام کو بدنام کرتی ہیں۔ اس لئے ہمارے مسلمان بھائیوں میں اس کا احساس ہونا ضروری ہے اور اُن کو ایسے ذرائع اختیار کرنی چاہیے جس سے مسلمان عورت بے پردگی نہ اختیار کریں اور جو زہر ہمارے اندر پھیلتا جا رہا ہے اُس کی روک تھام ہو جائے۔ خداوند تعالیٰ اپنے کلام پاک کے ذریعہ یہ حکم ارشاد فرماتا ہے کہ تمہارے زیور کی آواز تک نہ پیدا ہونے پائے کہ کہیں اس سے مرد کے جذبات نہ بھڑک اٹھیں مگر افسوس یہاں تو یہ حال ہے کہ بناؤسنگار اس طرح کیا جاتا ہے کہ خواہ مخواہ مرد کی نگاہ عورت پر پڑے اور اس طرف کشش ہو۔ یہی چیز بڑی حد تک خرابی کا باعث ہوتی ہے۔ فرمایا اے مسلمانوں! ہر وقت مقاصد عالیہ کو پیش نظر رکھو اور میرے احکام کی پیروی کرو اور مجھ سے ڈرتے رہو تاکہ تم دین و دنیا کی فلاح حاصل کر سکو۔

اٹھا رواں پارہ سورہ نور کا آٹھواں رکوع ۵۸ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ
الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ
مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ
قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ
تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظُّهُورِ
وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ
طَوْفُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ
عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾

ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ﴿۵۸﴾

اور مسلمانو! جب تمہارے گھر کے (حد) بلوغ کو

پہنچیں تو جس طرح ان سے اگلے (یعنی ان سے

بڑے عمر کے گھروں میں آنے کے لئے، حکم مانگا

کرتے ہیں (اسی طرح) ان کو بھی (حکم) لینا چاہیے

یوں اللہ اپنے احکام کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے

اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ﴿۵۹﴾

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمْ
الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا
اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ
آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمْ
الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا
اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ
آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمْ
الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا
اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ
آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمْ
الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا
اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ
آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمْ
الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا
اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ
آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمْ
الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا
اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ
آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾

تشریح :- ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شرم و حیا کا اس قدر
خیال رکھیں کہ بغیر اطلاع ان کے ملازم یا نابالغ لڑکے بھی ان کے پاس مخصوص
اوقات میں نہ آئیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اپنے گھر میں انھوں نے ستر پوشی

کا خاص خیال نہ رکھا ہو۔ تین وقتوں میں یعنی نماز فجر سے پہلے اور دوپہر کے وقت اور نماز عشاء کے بعد کوئی کسی کے پاس بلا اجازت نہ جائے کم از کم تین مرتبہ آواز دیئے بغیر اندر داخل نہ ہو۔ ہاں اگر اور وقتوں میں ملازم یا نابالغ لڑکے بغیر اطلاع آجائیں تو کوئی ہرج نہیں۔ یاد رکھو کہ یہ حکم فائدے اور حکمت سے خالی نہیں۔ ہمیں ہر بات کا علم ہے اور ہر بات کی حکمت معلوم ہے۔ اور جب نابالغ لڑکے سن بلوغ کو پہنچ جائیں تو ان پر بھی وہی فرض عائد ہو جائیگا کہ بغیر اطلاع کسی کے کمرے کے اندر داخل نہ ہوا کریں۔ ہم نے پردہ اور تہذیب کے حکموں کو اس لئے نازل کیا کہ ہمیں معلوم ہے بغیر ان احکام کے تمہارے اندر ایسی ایسی خرابیاں پیدا ہوں گی جو تمہاری حیات قومی اور اخلاقی زندگی کے لئے زہر قاتل ثابت ہوں گی۔ اللہ کا کوئی بھی حکم حکمت و موعظت سے خالی نہیں ہے۔

اٹھا رہو! پارہ سورہ نور کا پہلا رکوع اور پہلی آیت :-

سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا
وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ
لِّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ①
الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا
كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً
جَلْدَةً وَكَانَ تَأْخِذُكُمْ
بِهِمَا رَأْفَةُ فِي دِينِ اللَّهِ
إِنَّ كُنْتُمْ تُوْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
عَلَيْكُمْ عَلَيْهِ ②

یہ ایک، سورہ ہے جس کو ہم نے اتارا اور یہ (دستور العمل) ہمارا ہی باندھا ہوا ہے اور ہم اس میں کھلے کھلے احکام نازل کئے تاکہ تم (مسلمانان ان کو) یاد رکھو (اور ان پر عمل کرو) ① عورت اور مرد زنا کرے تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو تودرے مارو اور اگر اللہ اور روزِ آخرت کا یقین رکھتے ہو تو اللہ کے حکم کی تعمیل میں تم کو ان (کے حال) پر (کسی طرح کا) ترس دامگیر نہ ہو اور (نیز) ان کے سزا دینے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت (ان کی نصیحت کے لئے) موجود رہے ②

اٹھا رہو! پارہ سورہ نور کا پہلا رکوع چوتھی آیت :-

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ
تَمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ
فَاجْلِدُوا لَهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً
وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی ہمت لگائیں اور چار گواہ نہ لاسکیں تو ان کو اسی درے مارو اور (اُنزہ) کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہ

وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً
أَبْدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْفٰسِقُونَ ﴿۴﴾

اٹھا رہو! پارہ سورہ نور کا پہلا رکوع چھٹی آیت :-

وَالَّذِينَ يَزْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ
وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ
اِلاَّ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ
اَحَدِهِمْ اَرْبَعٌ شَهَدَاتٍ
بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۴﴾
وَالْحَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ
اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۵﴾
يَدْرُؤُهَا الْعَدَابَ اَنْ
تَشْهَدَ اَرْبَعٌ شَهَدَاتٍ بِاللّٰهِ
اِنَّهُ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾
وَالْحَامِسَةُ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا
اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا عیب لگائیں اور بجز
اپنے اُن کا کوئی گواہ نہ ہو ایسے مدعیوں میں سے ہر
ایک کا ثبوت یہی ہے کہ وہ چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر بیان
کرے کہ بلاشبہ (اپنے دعوے میں) سچا ہے ﴿۴﴾
اور پانچویں (دفعہ) یوں (کہے) کہ اگر وہ جھوٹ بولتا ہو
تو اُس پر اللہ کی لعنت ﴿۵﴾ اور مرد کے حلف کے پیچھے
عورت کے سر پر سے اس طرح پر سزا مل سکتی ہے کہ
وہ چار بار خدا کی قسم کھا کر بیان کر دے کہ یہ شخص سزا سزا
جھوٹا ہے ﴿۸﴾ اور پانچویں (بار) یوں (کہے) کہ اگر یہ
شخص اپنے دعوے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا ہی کا غضب
پڑے ﴿۹﴾

تشریح :- فرمایا زنا ایک ایسا بُرا فعل ہے کہ اس کا زہر قوم کے جسم کو کھوکھلا
بودا اور بالکل نکما کر دیتا ہے۔ اس سے بے حیائی اور بے عزتی کے مہلک امراض
پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کی سزا بھی ایسی عبرت ناک اور سخت ہونی چاہیے
تاکہ کسی شخص کو اس جرم کی جرأت ہی نہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ زانیہ عورت اور
زانی مرد (اگر شادی شدہ ہوں تو اُن کو سنگسار کرنے کا حکم ہے یعنی پتھر مار
مار کر مار ڈالا جائے۔ اور) اگر شادی شدہ نہ ہوں تو ان کی سزا یہ ہے کہ ہر ایک
کو تلو تلو کوڑے لگائے جائیں اور اس معاملے میں مجرم کے حسب نسب اور
عہدے کا مطلق خیال یا پابنداری نہ کی جائے کیونکہ یہ دین کا معاملہ ہے اللہ
کے حکم کی تعمیل ہے پس جو شخص اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُس کا

فرض ہے کہ اس معاملہ میں کوتاہی نہ کرے اور زانی و زانیہ کی سزا ایک ایسے منظر عام پر ہونی چاہیے کہ تمام اہالیان شہر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر عبرت حاصل کریں یہ بات بھی یاد رہے کہ عداوت اور دشمنی سے کبھی کسی پر بھی زنا کا الزام نہیں لگانا چاہیے۔ اگر کوئی شخص کسی پر تہمت لگائے تو وہ چار عینی شہادت لائیں وگرنہ تہمت لگانے والے کو انٹی کوڑے لگائے جائیں اور اس کے بعد پھر کبھی عمر بھر اس کی کسی طرح کی شہادت نہ لی جائے اور ایسے شخص کو فاسق کے نام سے پکارا جائے۔ اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اس کے پاس چار گواہ نہ ہوں تو وہ چار مرتبہ خدا کی قسم کھائے اور پانچویں قسم یہ کھائے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اسی طرح اگر عورت بھی چار بار خدا کی قسم کھا کر کہے کہ ہمارا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں بار قسم کھا کر یہ کہے کہ اگر ہمارا شوہر سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو تو وہ عورت زنا کی سزا سے بچ جائیگی لیکن میاں بیوی کے درمیان طلاق واقع ہو جائے گی۔

اٹھارواں پارہ سورہ نور کا تیسرا رُکوع ۲۳ ویں آیت :-

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ
الْغُفْلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَلَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيمٌ (۲۳)

جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے
ہیں جو بے چاریاں ایسی باتوں سے محض، بے خبر
رہیں اور ایمان رکھتی ہیں (ایسے لوگ، دنیا اور آخرت
دونوں جگہوں، میں ملعون ہیں اور قیامت کے
دن، ان کو بڑا سخت، عذاب ہوگا) (۲۳)

بائیسواں پارہ سورہ احزاب کا پانچواں رُکوع ۳۶ ویں آیت :-

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا
مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ
رَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ
لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ
وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ
ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (۳۶)

اور کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو شایاں
نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ان کے بارے میں،
کوئی بات ٹھہرا دیں تو) اپنی رائے کو دخل دیں اور اس
بات میں ان کا (اپنا، اختیار) باقی رہے اور جو شخص
اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ صریح
گمراہی میں پڑ چکا ہے (۳۶)

حاصل کلام یہ کہ اللہ اور اُس کے رسول کے احکام پر کسی کا بھی حکم مقدم نہیں
پہلا پارہ سورہ بقرہ کا چھٹا رکوع ۲۸ میں آیت :-

وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ

(کہیں سے) کچھ مدد پہنچے (۲۸)

(۲۸) یَنْصُرُونَ

سورہ بقرہ کا پندرہواں رکوع ۱۲۳ میں آیت :-

وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ
وَالَّذِينَ يَأْتُواكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَإِن يَكُن لَّكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ حِجَابٍ

پہنچے (۱۲۳)

(۱۲۳) یَنْصُرُونَ

تشریح :- ذرا اُس دن کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ جب تمہیں
خدا کے حضور میں اس طرح کھڑا ہونا پڑے گا کہ تم بالکل بے یار و مددگار ہو گے
نہ اُس دن کوئی کسی کا پُرساں حال ہو گا نہ کسی شخص کو اس کے گناہ اور غلطیوں کے
عوض جرمانہ یا تاوان لے کر چھوڑا جائے گا۔ نہ کسی کی سفارش ہی چل سکے گی نہ
کوئی کسی کا مددگار ہو گا۔ اُس دن کوئی کسی دوسرے کے تو کیا کام آئے گا جبکہ
اُسے خود اپنی ہی خبر نہ ہوگی۔ وہ نفسی نفسی کا دن ہوگا۔ اگر تم نے قرآن پاک کے
احکام کے مطابق عمل نہ کئے تو روز قیامت میں تمہیں افسوس و تاسف کے
سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ تم اس خیال میں احکام الہی سے لاپرواہی نہ برتو
کہ تمہارے بزرگوں یا شیخوں کی سفارشات تمہارے کام آئیں گی یا وہاں تمہیں
ان سے کچھ مدد ملے گی۔ وہ انصاف کا دن ہوگا وہاں کسی طرح کی طرفداری
نہ کی جائے گی۔ تم تو دنیا میں تاوان یا جرمانہ دے کر چھڑکارا حاصل کر لیتے ہو مگر
وہاں اس قسم کی کوئی معاوضہ یا مبادلہ بھی چل نہ سکے گا۔

چودھواں پارہ سورہ نخل کا چھٹا رکوع ۴۵ ویں آیت :-

أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا
السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ
بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ ياتِيَهُمُ
الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾

تشریح :- اے پیغمبر! کیا اہل جہاں اللہ کی نشانیوں کو نہیں دیکھتے اور کیا یہ لوگ اگلی امتوں کے حالات سے واقف نہیں کہ ان کو دھوکا، چالاکی اور گناہوں کے بدلے زمین میں دھنسا دیا گیا تھا اور کیسے کیسے عذاب الہی میں وہ لوگ مبتلا ہو گئے تھے۔ اب یہ لوگ وہی کام کر رہے ہیں اور ان کو مطلق خوف نہیں کہ میں ان پر ایسا اور اس طرح عذاب نازل کر سکتا ہوں جو ان کے وہم و گمان میں نہ آسکے۔

چوبیسواں پارہ سورہ حم السجده کا تیسرا رکوع ۱۹ ویں آیت :-

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ
إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾
حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ
عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ
وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوا الْجُلُودُ
رَمِيمٌ ثُمَّ عَلَيْنَا قَائِلٌ
أَنْطَقْنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ
كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ
مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾
وَمَا كُنْتُمْ تَشْعُرُونَ أَنْ تَشْهَدَ
عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا
أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ

اور جس دن دشمنان خدا (یعنی نافرمان، دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے پھر وہ (اور دوزخیوں کے جمع ہونے کے انتظار میں) رو کے جائیں گے ﴿۱۹﴾ یہاں تک کہ (جب سب) دوزخ پر آجمع ہوں گے تو جیسے عمل یہ لوگ کرتے رہے ہیں ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے ان کے مقابلے میں (ان عملوں کی) گواہی دیں گے ﴿۲۰﴾ اور یہ لوگ اپنے چمڑے سے پوچھیں گے کہ (بھلا) تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی ہوگی؟ وہ جواب دیں گے کہ جس (خدا) نے ہر چیز کو گویا کیا ہے اسی نے ہم کو بھی (اپنی قدرت سے) گویا کیا اور اسی نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا اور اب تم لوگ اسی کی طرف لوٹا کر لائے جا رہے ہو ﴿۲۱﴾ اور دگناہ کرتے وقت، تم پر وہ (بھی) نہ کرتے تھے اس بات سے کہ

وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا
يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾
وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ
بِئْسَ بِكُمْ آدْرُكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ
مِنَ الْخُسِرِينَ ﴿٢٣﴾

(کل کو) تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے
پوست تمہارے خلاف گواہی دینے کو کھڑے ہو جائینگے
بلکہ تم کو تو یہ خیال تھا کہ تمہارے بہت سے عملوں سے
خدا (بھی) واقف نہیں (۲۲) اور یہ، بدگمانی جو
تم نے اپنے پروردگار کے حق میں کی تمہاری اسی بدگمانی
نے تو (آج) تم کو تباہ کیا اور تم گھاٹے میں آگئے (۲۳)

تشریح :- ان آیات میں اللہ کے حکم کے خلاف ورزی کرنے والوں، رسولوں
کی بات پر عمل نہ کرنے والوں اور دین و مذہب سے بیگانہ رہ کر زندگی بسر کرنے والوں
کی بُری حالت کا نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا ہے۔ گویہ سورہ کی ہے اور اس کے مضامین
کا اکثر خطاب قریش کی طرف ہے۔ مگر چونکہ قرآن پاک کا حکم اور اس کی تعلیم
رہتی دنیا تک ہر قوم اور ہر فرد بشر کے لئے عام ہے۔ اس لئے یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ
کہا گیا ہے وہ صرف منکروں اور غیر مسلموں کے لئے کہا گیا ہے۔ نہیں بلکہ اس
بات کا یقین کر لو کہ یہ تینہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو اللہ کے احکام کے ماننے
سے زبانی یا عملی طور پر انکار کرے۔ خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو یا کچھ اور
فرمایا کہ حشر کے روز جب ان نافرمانوں کو جنھوں نے اللہ کا حکم ماننے سے دنیا
میں قولاً یا عملاً انکار کیا تھا اٹھا کیا جائیگا تو ان کو حسب اعمال مختلف فریقوں میں
بانٹ دیا جائے گا۔ پھر جب وہ جماعتیں جہنم کے دروازے پر لاکھڑی کی جائیں گی
تو ہر شخص کے اعمال بد کی شہادت اس کے کان، آنکھ اور جسم کا چمڑا اڑے گا۔ اور وہ
تعجب کے ساتھ اپنے اپنے جسم سے پوچھے گا کہ تو نے ہمارے خلاف کیوں گواہی
دی تو وہ کہے گا جب خدا نے مجھے بولنے کی طاقت عطا کر دی تو پھر میں جھوٹ کیسے
بول سکتا ہوں۔ اسی نے تمہیں پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف آج تم کو لوٹا کر لایا گیا ہے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت خطاب ہو گا کہ تم غیروں سے چھپ کر گناہ کیا
کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے ان سے بھی پردہ کریں۔ تم سمجھتے
تھے کہ تمہارا رب تمہاری آہستہ سے زکالی ہوئی آواز اور لوگوں سے چھپ کر کہے ہوئے
فعل کو نہیں سنتا اور نہیں دیکھتا ہے۔ اسی خیال نے تم کو آج برباد کیا اور تم

خسارہ اٹھانے والوں میں ہوتے۔

دسواں پارہ سورہ انفال کا ساتواں رکوع ۵۳ ویں آیت :-

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمَّ يَكُ
مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَلْعَمَقَا عَلٰى
قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا
بِاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاَنَّ اللّٰهَ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾

یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس نعمت کو جو اس نے
کسی قوم کو عطا فرمائی ہو جب تک وہ لوگ آپ ہی اپنی
صلاحیت کو نہ بدلیں خدا رکا اصول نہیں کہ (اس میں کچھ)
رو و بدل کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات کو سنتا اور ہر
چیز کو جانتا ہے ﴿۵۳﴾

تشریح :- فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! اس اصول کو ہمیشہ یاد رکھو کہ ہم کبھی کسی قوم
کی حالت کو رو و بدل نہیں کرتے اور نہ ہی تباہ و برباد کرتے ہیں بلکہ وہ قوم خود ان
تباہ کن اصولوں کو اختیار کر کے تباہ و برباد ہو جاتی ہے اور ہمارے غضب
کا مستوجب ہوتی ہے۔

کہ ہم نے بگاڑا نہیں کوئی اب تک وہ بگڑا نہیں آپ دنیا میں جب تک
(حالی)

مثلاً ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو مضر میں تمام نعمتیں عطا کی۔ کچھ عرصہ تک
وہ لوگ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے بعد نافرمانی، شرک اور ظلم کے طریقے اختیار
کر بیٹھے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سے اپنی تمام نعمتیں چھین لی اور قوم کی قوم کو غرقِ آب
کر کے رکھ دیا اسی طرح کی ہزاروں مثالیں ہیں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ کسی کو بلا وجہ
تباہ کروں یا ان سے اپنی نعمتیں چھین لوں

کسی قوم کا جب الٹنا ہے دفتر تو ہوتے ہیں مسخ ان میں پہلے تو نگر
کمال ان میں رہتے ہیں باقی نہ جوہر نہ عقل ان کی ہادی نہ دیں ان کا رہبر

نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا

نہ عقبی میں دوزخ نہ جنت کی پروا
(حالی)

۱۳
تیسرا پارہ سورہ رعد کا دوسرا رکوع ۱۱ ویں آیت :-

لَهُ مَعْقِبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُوْنَہُ مِنْ

ہر شخص کی حفاظت کے لئے آگے پیچھے کچھ فرشتے مقرر
ہیں جو حکمِ خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ خدا اس وقت

اَمْرًا لِلّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْتَارُ
مَا يَفْعَلُ بِقَوْمٍ حَتّٰى يُخَيِّرُوْا مَا بَا
نَفْسِهِمْ تُوَادُّ اَاۡرَدَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ
سُوْءًاۙ اَفَلَا مَوَدَّةَ لَهٗۗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ
دُوْنِهٖ مِّنْ وَّالٍ ۙ ۱۱

تک کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم
خود اپنی حالت کو نہ بدل ڈالے۔ اور جب اللہ کسی قوم
پر دان کے عمل کی پاداش میں، مصیبت ڈالنی چاہے
تو وہ کسی کے ٹالے، ٹل نہیں سکتی اور خدا کے سوا

ان کا کوئی مددگار بھی نہیں ۱۱

پندرہواں پارہ سورہ بنی اسرائیل کا دسواں رکوع ۸۵ ویں آیت :-
وَيَسْأَلُوْكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ
الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا
اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا
قَلِيْلًا ۙ ۸۵

اور (اے پیغمبر!) لوگ تم سے رُوح کے متعلق سوال
کرتے ہیں تو (ان سے) کہہ دو کہ رُوح (بھی) میرے رب
کا ایک حکم ہے اور تم لوگوں کو (اسرار الہی میں سے)

بہت ہی کم علم دیا گیا ہے ۸۵

تشریح :- منکرین اور مخالفین نے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا
کہ رُوح کیا چیز ہے اس معنی کو حل کیجئے۔ ارشاد ہوا کہ تم اتنا سمجھ لو کہ یہ اللہ کا ایک
حکم ہے جس کو رُوح کہتے ہیں اور وہ ایک ایسی حقیقت ہے جو خدا کے حکم سے
ظہور پذیر ہوتی ہے۔ وہ نہ خدا ہے نہ خدا کا جز بلکہ وہ عالم امر کی چیز ہے جس کا علم
ہر انسان کو نہیں دیا گیا اور نہ ہی ہر انسان اس کو سمجھ سکتا ہے۔

رُوح انسانی کیا چیز ہے؟ اس کی ماہیت و حقیقت کیا ہے؟ یہ سوال صحیحین
کی روایت کے موافق یہود و مدینہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو کیا
تھا اور کتب سیر کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں قریش نے یہود کے مشورہ
سے یہ سوال کیا اسی لئے آیت کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ ممکن
ہے نزول مکرر ہوا ہو واللہ اعلم۔ یہاں اس سوال کے درج کرنے سے غالباً یہ مقصود
ہو گا کہ جن چیزوں کے سمجھنے کی ان لوگوں کو ضرورت ہے ادھر سے تو اعراض
کرتے ہیں اور غیر ضروری مسائل میں ازراہ تعینت و عناد جھگڑتے رہتے ہیں۔ ضرورت
اس کی تھی کہ وحی قرآنی کی رُوح سے باطنی زندگی حاصل کرتے اور اس نسخہ شفا سے
فائدہ اٹھاتے روکن الیک اوحینا الیک روحاً من امرنا شوریٰ رکوع ۵
ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ سورہ نحل رکوع ۱۱

مگر انھیں دور از کار اور معاندانہ بحثوں سے فرصت کہاں
 رُوح کیا ہے؟ جو ہر ہے یا عرض؟ مادی ہے یا مجرد؟ بسیط ہے یا مرکب؟
 اس قسم کے غامض اور بے ضرورت مسائل کے سمجھنے پر نہ نجات موقوف ہے نہ یہ
 بحثیں انبیاء کے فرائض تبلیغ سے تعلق رکھتی ہیں۔ بڑے بڑے حکماء اور فلاسفہ آج
 تک خود مادہ کی حقیقت پر مطلع نہ ہو سکے۔ رُوح جو ہر حال مادہ سے کہیں زیادہ لطیف
 و خفی ہے اس کی اصل ماہیت و کثہ تک پہنچنے کی پھر کیا امید کی جاسکتی ہے۔ مشرکین
 مکہ کی جہالت اور یہود مدینہ کی اسرائیلیات کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ جو قوم
 موٹی موٹی باتوں اور نہایت واضح حقائق کو نہیں سمجھ سکتی وہ بھلا رُوح کے حقائق
 پر دسترس پانے کی کیا خاک استعداد اور قابلیت رکھتی ہوگی۔

تو کار زمین را نکو ساختی کہ با آسماں نیر پرداختی

حق تعالیٰ کا کلام اپنے اندر عجیب و غریب اعجاز رکھتا ہے۔ رُوح کے متعلق
 یہاں جو کچھ فرمایا اس کا سطحی مضمون عوام یا کجرو معاندین کے لئے کافی ہے لیکن اسی
 سطح کے نیچے ان ہی مختصر الفاظ کی تہ میں رُوح کے متعلق وہ بصیرت افروز حقائق
 مستور ہیں جو بڑے سے بڑے عالی دماغ نکتہ رس فلسفی اور ایک عارف کامل کی راہ
 طلب و تحقیق میں چراغ ہدایت کا کام دیتے ہیں۔ رُوح کے متعلق عہد قدیم سے جو
 سلسلہ تحقیقات کا جاری ہے وہ آج تک ختم نہیں ہوا اور نہ شاید ہو سکے۔ رُوح
 کی اصل حقیقت تک پہنچنے کا دعویٰ تو بہت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ ابھی تک کتنی
 ہی محسوسات ہیں جن کی کثہ و حقیقت معلوم کرنے سے ہم عاجز رہے ہیں تاہم آیات
 قرآنیہ سے رُوح کے متعلق ان چند نظریات پر صاف روشنی پڑتی ہے (۱) انسان
 میں اس مادی جسم کے علاوہ کوئی اور چیز موجود ہے جسے رُوح کہتے ہیں۔ وہ عالم امر
 کی چیز ہے اور خدا کے حکم و ارادہ سے فالض ہوتی ہے۔ "قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ
 رَبِّي" ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ کہہ دو کہ رُوح اللہ کا ایک حکم ہے پس جب کہا کہ ہو جا پس
 وہ ہو جاتی ہے۔ (۲) رُوح کی صفات علم و شعور و غیرہ بتدریج کمال کو پہنچتی ہیں
 اور ارواح میں حصول کمال کے اعتبار سے بے حد تفاوت و فرق مراتب ہے حتیٰ
 کہ خداوند تعالیٰ کی تربیت سے ایک رُوح ایسے بلند اور اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتی ہے

جہاں دوسری ارواح کی قطعاً رسائی نہ ہو سکے جیسے روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچی (چنانچہ امر کی رب کی طرف اور لفظ رب کی پائی منتظم کہ جس کا مصدر اق محمد صلعم ہیں انشا سے یہی اشارہ ہوتا ہے) (۳) مگر اس کے یہ کمالات ذاتی نہیں ہیں وہ رب حقیقی کے عطا کردہ ہیں اور محدود ہیں۔ وَمَا أُذْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔ (۴) کتنی ہی بڑی روح ہو حی تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ جس وقت چاہے اس سے کمالات سلب کر لے اگرچہ اس کے فضل و رحمت سے اس کی نوبت نہ آئے (وَلَیْن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْ اُوْحٰیْنَا اِلَیْكَ ثُمَّ لَا یَجِدُ لَكَ بِہِ عَلٰیْنَا دَکِیْلًا) (۱۶) الا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ط اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر تم پر وحی بھیجی ہے سب سلب کر لیں پھر اسکے (رواپس لانے کے) لئے تم کو ہمارا مقابلہ میں کوئی حمایتی نہ ملے۔ لیکن یہ تمہارے رب ہی کی رحمت ہے (کہ ایسا نہیں کیا)۔

۲۳ وال پارہ سورہ زمر کا پانچواں رکوع ۲۲ ویں آیت۔

اللّٰهُ یَتَوَفّٰی الْاَنْفُسَ حَیْثَ مَوْتِہَا وَاللّٰتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَوْتِہَا فِیْمَسِکُ الْاَلَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاَخْرَآءِ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّیٍّ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (۲۲)

لوگوں کے مرتے وقت اللہ ان کی روحوں کو (اپنے پاس) بلا لیتا ہے اور جو لوگ مرے نہیں (ان کی روحوں بھی) ان کے سوتے وقت (خدا کے ہاں بلا لی جاتی ہیں) تو جن کی نسبت (خدا) موت کا حکم صادر فرما چکا ہے ان کو تو اپنے ہاں (رو کے رکھتا ہے اور باقی (سونے والوں) کو ایک وقت مقرر تک (پھر دنیا میں) بھیج دیتا ہے جو لوگ (غور و فکر کو کام میں لانا چاہتے ہیں کچھ شک نہیں کہ ان کے لئے اس میں (قدرت خدا کی بہتر ہی) نشانیاں ہیں (۲۲)

تشریح :- خداوند تعالیٰ نے انسان کی روزمرہ کی زندگی اور اس کی نیند اور بیداری کے منظر کو سامنے لا کر اپنی قدرت کاملہ کا ثبوت دیا ہے اور اس آیت میں حشر اور نشر کا نمونہ اور دنیا کو خواب و خیال کی مثال بتایا ہے۔ فرمایا کہ موت کے وقت اللہ ہی کے حکم سے روحوں کو قبض کیا جاتا ہے اور زندوں کی روحوں نیند کے وقت قبض کرتا ہے جس سے وہ کوئی ظاہری کام کاج نہیں کر سکتے۔ یعنی کھانا، پینا، دیکھنا، سُننا، چلنا، پھرتا، لینا دینا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ مُردوں کی طرح پڑے رہتے ہیں۔ پھر جن کو مارنا منظور ہوتا ہے ان کی روحوں روک لی جاتی ہیں۔ یعنی روح پھر اس جسم خاکی میں دوبارہ آنے نہیں پاتی۔

شاہ عبدالحمید نے اپنے تفسیر حقیقی میں لکھا ہے کہ نفس انسان ایک جوہر نورانی و روحانی ہے جب اس کا علاقہ بدن سے ہوتا ہے تو اس کی روشنی تمام بدن کے حصے میں پھیلتی ہے اس کو زندگی کہتے ہیں اور جب اس کا تعلق بدن سے بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے تو وہ نورانی جوہر تمام بدن کے حصے سے بھی علیحدہ ہو جاتا ہے اس کو موت کہتے ہیں اور نیند کے وقت اس کی روشنی صرف ظاہری طور پر بدن سے جدا ہو جاتی ہے مگر باطن میں رہتی ہے۔ موت اور نیند میں صرف اتنا فرق ہے کہ موت میں اس نور کا انقطاع کامل ہوتا ہے یعنی بدن سے پوری طرح علیحدہ ہوتا ہے اور نیند میں انقطاع ناقص یعنی ادھورا۔ اس لئے لوگ کہتے ہیں کہ مر اسویا برابر ہے چنانچہ عربی کی ایک مشہور مثل ہے۔ النوم اخو الموت جس کے معنی یہ ہیں کہ نیند موت کا بھائی ہے۔ تو سونا بھی ایک طرح کا مرنا ہے۔ اب مرنا دو طرح پر ہوا ایک واقعی مرنا اور دوسرا سونا کہ دونوں حالتوں میں رُوح قبض کی جاتی ہے۔ جو قبض رُوح مرنے کی وجہ سے ہوا ہے اُس رُوح کو پھر دنیا میں آنے نہیں ملتا۔ اور جو قبض رُوح سونے کی وجہ سے ہوا ہے وہ رُوح خدا کے حکم سے پھر دنیا میں واپس آتی ہے۔ یہاں موت حیات اور نیند کی حقیقت پر غور کرنے سے بہت سے ایسے نشانات حق نظر آتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کے لائق صرف وہی ذات باری ہے جس نے انسان کو بنایا اور اس کی موت حیات۔ خواب اور بیداری اپنے قبضہ قدرت میں اس طرح رکھا ہے کہ انسان ان چیزوں میں سے کسی چیز پر بھی اختیار نہیں رکھتا۔

یہاں حالت نوم پر توفی کا اطلاق آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ توفی اور موت مراد الفاظ نہیں ہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ توفی کا فاعل اگر اللہ تعالیٰ اور مفعول انسان یا نفس انسانی ہو تو اس جگہ صرف موت ہی کے معنی ہوں گے۔ یہاں مرزا قادیانی کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔ موت اور توفی کے درمیان قرآنی اطلاقات کے پیش نظر ایک بہت بڑا فرق ہے بھی ہے کہ قرآن حکیم نے جگہ جگہ موت اور حیات کو تو مقابل ٹھہرایا ہے لیکن توفی کو کسی ایک مقام پر بھی حیات کا مقابل قرار نہیں دیا۔ البتہ توفی کے حقیقی معنی میں چونکہ یہ گنجائش ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے موت کی جو حقیقت ہے بطریق کنایہ اس پر بھی حسب موقعہ اس کا اطلاق ہو سکتا ہے تو یہ استعمال اور اطلاق بھی جائز ٹھہرا اور اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ امام ابوالبقاء نے تصریح کی ہے کہ عوام میں توفی کے معنی اگرچہ موت کے

سمجھے جاتے ہیں مگر خواص کے نزدیک اُسکے معنی پورے لینا اور قبض کرنا ہیں "التوفی الاماتہ و قبض الروح وعلیہ استعمال العامہ واکلاستیفاء واخذ الحق وعلیہ استعمال البلاء و توفی کے معنی ہیں مارنا اور روح قبض کرنا۔ عام اہل لغت کا اسی معنی پر عمل درآمد ہے۔ اور استیفاء کے معنی ہیں، حق کا لے لینا بلاء کے یہاں ہی استعمال بنا بریں حضرت مسیحؑ کے بارے میں "انی متوفیک" سے مرزا قادیانی کا استدلال پا در ہوا ہو جاتا ہے اور توفی کے حقیقی معنی لینے کی حالت میں یا مجازی معنی کی صورت میں کسی طرح پر بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیحؑ وفات پا چکے ہیں۔

۲۷۷ وال پارہ سورہ واقعہ کا تیسرا رکوع ۸۳ ویں آیت :-

فَلَوْلَا إِذْ بَلَغْتَ الْحُلُقُومَ ۙ (۸۳) تو کیا جب (جان بدن سے پھنج کر) گلے میں آہونچے (۸۳)
 وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ۙ (۸۴) اور تم اس وقت (ٹکڑ ٹکڑ پڑے) دیکھا کرو (اور کچھ نہ
 تَحْنُ أَقْدَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ۙ (۸۵) کر سکو) (۸۴) اور ہم بیمار داروں کی نسبت اس (مریض
 كُنْتُمْ غَيْرِ مَدِينِينَ ۙ (۸۶) جاں بلب) سے زیادہ نزدیک ہیں مگر تم کو دکھائی نہیں
 جَعَوْنَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۙ (۸۷) دیتا) (۸۵) تو اگر تم کسی کے، اختیار میں نہیں ہو (۸۶) اور
 خود مختاری کے دعوے میں، سچے ہو تو جان (گلے میں آئے
 پیچھے اُس) کو (بدن میں) لوٹا کیوں نہیں لاتے (۸۷)

تشریح :- فرمایا ذرا اپنی موت کا وقت یاد کرو جب تمہاری جان حلق تک آہونچے گی اور تم دوسروں کے منہ تکتے کے تکتے رہ جاؤ گے اور ایسے واقعات تو روزِ مَرَّةِ تمہاری آنکھیں مشاہدہ کرتی رہتی ہیں۔ تو اگر تم کسی کے اختیار میں نہیں ہو اور تم اپنی خود مختاری کے دعویٰ میں سچے ہو تو جان جب حلقوم تک باہر نکلنے کو آجائے تو اس کو اپنے اندر واپس کیوں نہیں کر لیتے اس کو باہر نکلنے سے روک کیوں نہیں لیتے اگر تمہیں کچھ قدرت ہے تو روک لو۔

پیشواں پارہ سورہ کل کا پانچواں رکوع ۶۵ ویں آیت :-

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ (اے پیغمبران لوگوں سے) کہو کہ جتنی مخلوقات آسمانوں
 وَاللَّهُ وَ مَا يَشْعُرُونَ ۙ آيَاتٍ يُبْعَثُونَ (۶۵) میں اور زمین میں ہیں ان میں سے غیب کی بات کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ کب (قیامت ہوگی اور دوبارہ) اٹھا کھڑے کئے جائیں گے (۶۵)

تشریح: خدا کے سوا غیب کی معلومات کسی کو بھی نہیں اور اگر کوئی شخص ایسا یقین رکھے کہ فلان شخص از خود غیب کی باتیں کہہ سکتا ہے یا کہتا ہے یا اسکی معلومات غیبی ہیں تو ایسا یقین رکھنا کفر ہے۔ عالم الغیب خدا کے سوا کسی کی ذات نہیں۔ کوئی بڑے سے بڑا رسول اور نبی بھی اللہ کے برابر اس کی کسی صفت میں نہیں ہو سکتا۔

ساتواں پارہ سورہ النعام کا ساتواں رکوع ۵۹ ویں آیت :-

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنکو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور جو کچھ خشکی اور تری میں ہے (اس کو بھی وہی) جانتا ہے اور کوئی پتہ تک (درختوں سے) نہیں گرنے پاتا مگر وہ اس کو معلوم رہتا ہے۔ اور زمین کے اندھیروں (کے پردوں) میں جو دانہ ہو اور (دنیا کی) تر و خشک (چیزیں سب ہی تو،

کتاب واضح (یعنی لوح محفوظ) میں (لکھی ہوئی موجود) ہیں (۵۹) اور (لوگو!) وہی (قادر مطلق) ہے جو رات کے وقت زمینہ میں ایک طرح پر تمہاری روہیں قبض کر لیتا ہے۔ اور جو کچھ

تم نے دن کے وقت کیا تھا (وہ اُس کو بھی) جانتا ہے پھر دن کے وقت تم کو اٹھا کھڑا کرتا ہے تاکہ (اسی طرح تمہاری حیات کی) مبعاد پوری ہو پھر (آخر کار) اسی کی طرف (سب) کو لوٹ کر جانا ہے پھر (اُس وقت) جو کچھ تم (دنیا میں) کہتے

رہے ہو وہ تم کو (اس کا بُرا بھلا) بتا دے گا (۶۰) کتاب مبین اُن مشکل الفاظ میں سے ہے جن کا اردو ترجمہ جیسا ہونا چاہیے۔ مختصر اور مطلب خیز اور با محاورہ بن نہیں سکتا اور یہ لفظ قرآن مجید میں بیسیوں جگہ آیا ہے بد الفاظ اگر لوح محفوظ کی حقیقت کیا ہے اس کا سمجھنا آسان نہیں)۔

تشریح: غیب کی باتوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں یہاں تک کہ تمہارے دلوں کے کونے میں جو چیزیں پوشیدہ ہیں خدا کو وہ بھی بخوبی معلوم ہیں۔ اُس کو ان چیزوں کا بھی پورا پورا علم ہے جو انسانی آنکھوں سے دیکھی نہیں جا سکتیں۔ وہ اُن چیزوں کو بھی بخوبی جانتا

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ
كَالَّذِينَ يَعْلَمُونَ مَا فِي
الْبُرُوجِ وَالْبَحْرِ وَمَا
تَسْقُطُ مِنَ سَّمَاءٍ إِلَّا
يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلْمَةٍ
إِلَّا رَاضٍ وَلَا رُطْبٌ وَلَا
يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ
مُبِينٍ (۵۹) وَهُوَ الَّذِي
يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ
مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ
يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ
مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ
ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُونَ (۶۰)

ہے جو انسان کے احاطہ علم میں محفوظ نہیں رہ سکتیں جس طرح اُسے خشکی کی تمام کائنات کا پورا پورا علم ہے اسی طرح اسے سمندروں کی کائنات کی بھی پوری پوری خبر ہے۔ اگر درختوں سے کوئی پتہ گرتا ہے یا زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ اُگتا ہے تو اسے اس کا پورا پورا علم ہوتا ہے۔ اسی طرح خواہ کوئی تری میں ہو یا خشکی میں تمام اُس کے علم میں ہیں اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ اسی کی قدرت ہے کہ وہ انسان کو رات کے وقت سلا کر موت کا نمونہ دکھاتا ہے اور پھر دن کے وقت زندہ کر دیتا ہے اور جب تک انسان زندہ رہتا ہے روزمرہ اُسے یہی حالات پیش آتے رہتے ہیں۔ پھر ایک دن یہ عمر کی میعاد بھی ختم ہو جائے گی اور انسان لوٹ کر اپنے پروردگار کے روبرو حاضر ہو کر ان تمام باتوں کا جواب دے گا جو کچھ اس نے دنیا میں کیا۔

نواں پارہ سورہ انفال کا پہلا رکوع دوسری آیت :-

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ
 إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ
 وَإِذَا تَلَّيْتْ عَلَيْهِمْ آيَاتَهُ ذَا
 وَتَهُمْ إِيْمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ
 يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ
 الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
 يُنْفِقُونَ ﴿٣﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ
 الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ
 عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَ
 رِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾

بے شک، مومن وہی ہیں کہ جب اُن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جب اللہ کی آیتیں اُن کو پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان زیادہ ہو جاتے ہیں اور وہ لوگ (ہر حال میں) اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ﴿۲﴾ جو نماز کو وقت پر ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے اس میں سے نیکی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ﴿۳﴾ یہی لوگ سچے ایماندار (ہیں) انہی کے واسطے اُن کے رب کے یہاں بلند درجے سے بلند درجے ہیں۔ اور (گناہوں کی) معافی اور عزت کی روزی ہے ﴿۴﴾

عمل جن کا ہے اس کلام میں پر وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر
 نماز اور روزہ کی عادت اگر ہے تو روزِ حساب اُن کو پھر کس کا ڈر ہے (حالی)

نواں پارہ سورہ انفال کا چوتھا رکوع ۲۹ ویں آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن
 مَقَّوَاللَّهِ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا
 مُسْلِمَانُوا إِنْ تَمَّ اللَّهُ سَے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہیں اوروں
 سے ممتاز کر دے گا۔ تمہارے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔

يَكْفُرْ عَنْكُمْ سِيئاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (۲۹) اور تمہارے گناہوں کو بخش بھی دے گا اور اللہ بہت فضل والا ہے (۲۹)

چوتھا پارہ سورہ نساء کا تیسرا رکوع ۱۷۰ ویں آیت :-

إِذْ مَا التَّوْبَةَ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (۱۷) اذ التوبہ (تو) قبول کرتا رہی، ہے (مگر) ان ہی لوگوں کی جو نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھے پھر جلدی سے توبہ کرتے تو اللہ بھی ایسا ہی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ اور اللہ (سب کا حال) جانتا (اور دنیا اور دین کی مصلحتوں) واقف، (۱۷) اور ان لوگوں کی توبہ (قبول) نہیں جو (عمر بھر) بُرا کام کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے جب کسی کے سامنے موت آکھڑی ہو تو لگے کہنے کہ اب میری توبہ اور (اسی طرح) ان کی توبہ بھی (قبول) نہیں جو کافر ہی مر گئے۔ یہاں جن کے لئے ہم نے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے (۱۸) (موت کے حاضر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو دوسرے عالم کی چیزیں نظر آنے لگیں،

تشریح :- ان دو آیتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ توبہ کب اور کس کی مقبول بارگاہ ہے اور کس کی مقبول نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم غفور الرحیم اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرمالتا ہے جب تک اس کو موت کی گھڑ گھڑی نہ لگے۔ تمام آثار و احادیث سے یہ ثابت ہے کہ بندہ اگر ایسی حالت میں توبہ کر لے کہ اس کو اپنی زندگی کی کچھ امید باقی ہو تو توبہ مقبول ہوتی ہے اور جب زندگی سے مایوسی ہو گئی بلکہ الموت کی تصویر آنکھوں تلے پھر گئی دوسرے عالم کی چیزیں نظر آنے لگیں۔ روح حلق میں آکر اٹک گئی۔ سانس چوں چوں بولنے لگا تو ایسے وقت توبہ مقبول نہیں ہوتی۔ خداوند تعالیٰ خوب واقف ہے کہ کون کس حالت میں توبہ کرتا ہے یا اس کی حالت میں یا اس کی حالت میں۔ علامات موت دیکھ کر یا امید زندگی رکھتے ہوئے۔ وہ لوگ جو بے خوف ہیں اور برابر گناہ کئے جائیں اور کسی وقت بھی اس معبود حقیقی کی طرف رجوع نہ کریں مگر ہاں جب موت کا فرشتہ آنکھوں کے سامنے آجائے نزع کی حالت ہو اور عذاب کا مشاہدہ ہونے لگے تو وہ کہیں کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں تو ایسے اضطرابی وقت میں توبہ

مقبول نہیں ہوتی۔ الحاصل علامات موت کے ظاہر ہونے کے بعد نہ ایمان لانا ہی کام آتا ہے اور نہ گناہوں سے توبہ کرنا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ **أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ**۔

۲۴ واں پارہ سورہ زمر کا چھٹا رکوع ۵۳ ویں آیت :-

قَدْ يُعْبَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا
عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن
رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾ وَأَنبِئُوا
إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ
أَن يُيَاثِبَكُمْ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿٥٤﴾
وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن
رَّبِّكُمْ مِن قَبْلِ أَن يُيَاثِبَكُمْ الْعَذَابُ
بَغْتَةً وَرَأْتُمُهَا تَشْعُرُونَ ﴿٥٥﴾

(اے پیغمبران لوگوں سے) کہہ دو کہ اے ہمارے بندو جنہوں نے (گناہ کر کے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہ رہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے (اور) وہ بیشک (بڑا) بخشنے والا مہربان ہے ﴿۵۳﴾ اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس کی فرما پروری کرو مگر اس سے پہلے کہ تم پر عذاب نازل ہو اور اس وقت تم کو کسی طرح سے (بددبھی نہ مل سکے) ﴿۵۴﴾ اور تمہارے پروردگار کی طرف سبجو اچھی اچھی (نصیحت کی) باتیں تم پر نازل ہونی ہیں ان پر چلو (مگر) اس سے پہلے کہ یکا یک تم پر عذاب آنازل ہو اور تم کو (اس کے آنے کی) خبر بھی نہ ہو ﴿۵۵﴾

تشریح :- اس رکوع میں ان بندگان خدا کے نام ایک پیغام مسرت ہے جنہوں نے وحشی قاتل امیر حمزہ کی طرح اپنی زندگی کا کچھ حصہ خدا کی نافرمانی اور شرک و کفر میں گزارا ہے۔ مگر ایک دن جب ان کو اپنی غلطیوں اور حقیقت کا احساس ہوتا ہے تو وہ چھپانے لگتے ہیں اور اپنے افعال بد کے پیش نظر مایوس و ناامید ہو کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ان گناہوں اور سیاہ کاریوں کے ہوتے ہوئے ہماری نجات کیسے ممکن ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگو! خدا سے کبھی مایوس و ناامید نہ ہونا چاہیے اس کی رحمت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے خواہ تم کسی مذہب پر رہے ہو۔ خواہ تم نے کسی حالت میں اپنی زندگی گزار لی ہو خواہ تم بڑے کام کرتے رہے ہو مگر جس وقت تم اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگ کر آئندہ کے لئے توبہ کر لو گے اور نیک کار بن جاؤ گے۔ تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ سنو! موت کے آنے سے پہلے پہلے جس طرح ہو سکے خدا کی طرف رجوع کر لو اور اس کے فرماں بردار بن جاؤ۔ ورنہ جب موت قریب آجائے گی اور

عذاب جہنم آنکھوں کے سامنے لا کر دکھایا جائے گا تو پھر توبہ و استغفار اور رجوع و ایمان کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔ اگر تمہاری تمام زندگی بھی گناہوں میں بسر ہوئی ہو تو آخر وقت ہی سہی مگر ہاں موت اور جاں کنڈنی سے پہلے پہل توبہ کرو اور خداوند تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا شروع کرو اور خداوند کریم تمہارے اگلے تمام گناہوں کو معاف کر دیگا کیونکہ وہ بڑا رحم والا ہے

دُعائے ماثورہ بعد ختم قرآن شریف

اللَّهُمَّ اِنْسِ وَحَشِيَّتِي فِي قَابِرِي اللَّهُمَّ اِحْسِنِي بِالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَاجْعَلْهُ لِي اِمَامًا وَنُورًا وَهُدًى وَرَحْمَةً اللَّهُمَّ ذَكِّرْنِي مِنْهُ مَا نَسِيتُ وَعَلِّمْنِي مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَادْرُسْنِي تِلَاوَتَهُ اِنَاءَ اللَّيْلِ وَ اِنَاءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِي حُجَّةً يَارَبِّ الْعَالَمِينَ ○

قرآن مجید ختم کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے

ترجمہ :- اے اللہ قبر میں جو تنہا ہی ہوگی تو اے مجھ سے مانوس کر دے! اے اللہ! اس قرآن عظیم کے صدقے مجھ پر اپنا رحم کر اور اسے میرا رہنما، میرا نور اور میرے لئے باعث ہدایت و رحمت کر دے! اے اللہ! اس میں سے جو کچھ میں بھول گیا ہوں وہ مجھے یاد کرا دے اور اس کی جس بات کو میں نہیں سمجھا سمجھا دے! اور دن اور رات اس کی تلاوت کرنے کی مجھے توفیق دے! اور اے پروردگار عالم! میرے لئے اس کو ایک دلیل و حجت بنا دے!

قرآن پاک

کارِ ثواب	کا پڑھنا
موجب خیر و برکت	اس کا سمجھنا
اور	
ذریعہ نجات ہے	اس پر عمل کرنا

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ط

حسب ما رثت جناب الحاج مولوی شمس الدین احمد صاحب

تشریح آیات قرآنی

یعنی

صحیح عقائد اور صالح اعمال کی صحیح تفسیر

مولفہ

جناب الحاج مولوی غلام سرور صاحب

۱۹۵۴ء

مطبع بنگا آزاد پریس بلائی دت اشریف کلکتہ طبع گردید